حصہ اول و دوم

احوال و آثار

علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

متین کاشمیری

ناشر بہاء الاسلام پبلیکیشنز

گجرپورہ بیگم لاہور-0313-4642506

احوال و آثار

علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

متین کاشمیری

ناشر

بہار اسلام پبلی کیشنز لاہور

0313-4642506

نام کتاب .... احوال وآثار: علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ .... متین کاشمیری

اشاعت اول (حصہ اول) ....

اشاعت دوم (حصہ اول و دوم) .... نومبر 2013ء

صفحات 176

قیمت .... 180 روپے

ناشر .... بہار اسلام پبلی کیشنز لاہور

ملنے کے پتے

بہار اسلام پبلی کیشنز گجر پورہ سکیم لاہور 0313-4642506

مکتبہ زین العابدین شالیمار گارڈن لاہور	مکتبہ رضائے مصطفیٰ میلاد چوک گوجرانوالہ
والضحیٰ پبلی کیشنز سستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور	کتب خانہ حاجی نیاز اندرون بوہڑ گیٹ ملتان
مکتبہ قادریہ فوارہ چوک گجرات	کتب خانہ حاجی مشتاق اندرون بوہڑ گیٹ ملتان
مکتبہ جلالیہ فوارہ چوک گجرات	مکتبہ المجاہد بھیرہ شریف
حافظ بک ایجنسی سیالکوٹ	ادارہ اسلامیات نزد ریلوے پھاٹک منڈی بہاؤالدین
اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ	مکتبہ فریدیہ ساہیوال
مکتبہ تنظیم الاسلام گوجرانوالہ	اقراء بک سیلرز فیصل آباد
غوثیہ کتب خانہ اردو بازار گوجرانوالہ	چشتی کتب خانہ فیصل آباد
مکتبہ الفرقان اردو بازار گوجرانوالہ	کتب خانہ مقبول عام کوتوالی بازار فیصل آباد
مکتبہ فیضان مدینہ، مدینہ ٹاؤن فیصل آباد	احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی

حسن ترتیب

انتساب

برصغیر پاک وہند کے ممتاز دانشور، مصنف، مؤرخ محقق حکیم اہلسنت محسن ملت استاذی الکریم جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی قادری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

☆......جنہوں نے دینی، روحانی، علمی، ادبی، اخلاقی اور سماجی شعبہ جات سے تعلق رکھنے والوں کی ہر ممکن حوصلہ افزائی فرمائی۔

☆...... جو صوفیاء کرام کے فیض و برکات عوام الناس تک پہنچانے میں سرگرم عمل رہے۔

☆......جنہوں نے نوجوان طبقہ کو اسلامی لٹریچر کی طرف متوجہ کیا۔

☆...... جو بدعقیدگی، بے ادبی، منافقت اور بددیانتی کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن گئے۔

☆......جن کی حق گوئی اور بے باکی کے سامنے کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو سکی۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

متین کاشمیری

منقبت در توصیف علامہ پرہاروی

پادشاہ مقبلاں عبدالعزیز
آفتاب چشتیاں عبدالعزیز

رہبر شرع و طریقت، باخدا
پیشوائے کاملاں عبدالعزیز

آں مبلغ حامی دین نبی ﷺ
رہنمائے سالکاں عبدالعزیز

مخزن سر حقیقت باصفا
عارف راز نہاں عبدالعزیز

قبلہ گاہ اہل دیں ارباب حق
مرشد پیر و جواں عبدالعزیز

من چہ گفتہ شان او ذی احتشام
موج بحر بیکراں عبدالعزیز

داعی اعلائے کلمہ حق، متیں
شاہ مردان زماں عبدالعزیز

ہدیہ تشکر

راقم السطور کتاب ھذا کی ترتیب تحقیق، تفویض کے سلسلے میں حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ بانی مرکزی مجلس رضا پاکستان لاہور، جناب سید جمیل احمد رضوی صاحب سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور، مولانا محمد اسحٰق بھٹی صاحب، مدیر ماہنامہ ''المعارف'' لاہور، جناب انجم رحمانی صاحب سابق ڈائریکٹر میوزیم لاہور، جناب ابوالطاہر فدا حسین فدا مدیر ماہنامہ ''مہر و ماہ'' لاہور، فاضل محترم جناب مرزا غلام قادر صاحب مرحوم لاہور، جناب پروفیسر جعفر بلوچ صاحب مرحوم گورنمنٹ سائنس کالج لاہور، جناب منصور اصغر صاحب مجلس خدام اسلام لاہور، جناب پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی صمدی رحمۃ اللہ علیہ، چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد، جناب غلام حسن میرانی نوشاہی صاحب اردو اکیڈمی بہاولپور، جناب محمد نعیم طاہر سہروردی سنجر پور صادق آباد، مفتی محمد راشد نظامی ملتان، مولانا اسد نظامی جہانیاں، خانیوال، مولانا عبدالعزیز نظامی کوٹ ادو، سید شاہ جہاں شاہ کوٹ ادو، محمد شفیع کوثر صاحب کوٹ ادو، صوفی عبدالرحمٰن شکیب کوٹ ادو، صوفی محمد بیاض سونی پتی علیہ الرحمہ کوٹ ادو، محمد قاسم راز کوٹ ادو، کاتہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے راقم کو خاصا قابل قدر مواد فراہم کیا اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا اور ان حضرات کا بھی سپاس گزار ہوں جن کی کتب، رسائل، اخبارات، مضامین سے راقم الحروف نے استفادہ کیا۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان سب کو اجر جزیل سے نوازے اور انہیں ان کے ہر نیک مقصد میں کامیاب وکامران فرمائے۔ (آمین)

پیش لفظ

از: پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی صدری بانی چشتیہ اکیڈمی، فیصل آباد

حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی چشتی نظامی کی سوانح حیات جناب متین کاشمیری صاحب کی تحقیق ہے جسے انہوں نے احوال آثار حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی کے نام سے ترتیب دیا ہے۔

مجدد سلسلہ چشتیہ محب النبی حضرت مولانا محمد فخر الدین فخر جہاں دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے عظام میں قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا اسماء گرامی سب سے نمایاں ہے۔ جن کے بارے میں حضرت فخر جہاں دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ماکھن پنجابی لے گئیو چھاچھ پیے سنسار

حضرت قبلہ عالم نے مہار شریف میں بیٹھ کر ایک عالم کو اپنے فیضان روحانی سے منور فرمایا۔ آپ کے بے شمار خلفاء اور مریدین مجاز تھے جن میں ایک حضرت خواجہ حافظ جمال اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جنہوں نے ملتان شریف کے تاریخی علمی اور روحانی شہر کو مرکز بنا کر علم وعرفاں کا چشمہ فیض جاری کیا۔

آپ کے خلفاء میں حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی کے اسمائے گرامی خاص طور پر نمایاں ہیں۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی، حضرت خواجہ حافظ جمال اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد، مرید و خلیفہ مجاز، اور منظور نظر تھے۔ آپ کا شمار سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے عظیم المرتبت مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ نے صرف بتیس سال کی عمر پائی مگر اس قلیل حیات

مستعار میں مختلف علوم وفنون بھی حاصل کیے اور ان پر تقریباً دوسو سے زائد کتب تصنیف فرمائیں۔ جس موضوع کو بھی لیا اس کا حق ادا کر دیا۔ آپ کی تصانیف میں ایک تصنیف ایسی بھی ہے جس کی تلاش مفکر اسلام حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو بھی تھی۔

مصنف کتاب جناب متین کاشمیری صاحب نے حضرت علامہ پرہاروی کے احوال و آثار کو درج ذیل عنوانات سے مزین کیا۔ آباؤ اجداد، ولادت باسعادت، حصول علم، ارادت وخلافت، خصائل وفضائل، تبحرِ علمی، غیرت اسلامی وملی، حق گوئی و بے باکی، ذہانت ونکتہ فہمی، مشرب ومسلک، تحقیق وتنقید، شعروشاعری، تصنیف وتالیف، مناکحت واولاد، تلامذہ، وصال ومدفن وغیرہ، ابتدا میں کوٹ ادو کی تاریخ پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بستی پرہاراں شریف کا تعارف بھی بڑی خوبصورتی سے پیش کیا گیا ہے ۔اس لحاظ سے یہ کتاب ایک تاریخی دستاویز بھی ہے۔ خاندان چشتیہ عالیہ کے ایک نامور بزرگ کی سوانح حیات بھی ہے اور ملفوظات وتالیفات سلسلہ چشتیہ کی متبرک تصنیف بھی۔ یقیناً چشتیہ لٹریچر میں یہ تصنیف گراں قدر اضافہ ہے۔ میں اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مجھے حضرت علامہ پرہاروی کا مکمل و مفصل تعارف جناب متین کاشمیری کی اس تصانیف سے ہوا۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ، نظامیہ فخریہ کی اس عظیم المرتبت شخصیت کے احوال وآثار سے مجھے اس تصنیف سے حقیقی آگہی حاصل ہوئی۔ ایسی بلند پایہ شخصیت پر اس بھرپور انداز میں تحقیق وترتیب کے بعد اس کتاب کو شائع کرنا جناب متین کاشمیری صاحب کا ہی کام ہے۔ میں تو حیران ہوں کہ کوٹ ادو میں رہ کر تصنیف وتالیف وتحقیق کے ایسے کارنامے سرانجام دینا کتنا کٹھن کام ہے، جسے وسائل کی تمام کمیوں کے باوجود جناب متین کاشمیری صاحب نے سخت کوشش وپیہم کوشی کی بدولت خوبصورتی سے مکمل کیا ہے۔

جناب متین کاشمیری صاحب کی یہ علمی کاوش قابل صد تحسین ہے۔ میں دلی

مبارک باد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید علمی و تحقیقی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اہل سلسلہ و ارباب علم و دانش سے امید رکھتا ہوں کہ وہ جناب متین کاشمیری کی بیش از بیش حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ متین کاشمیری صاحب کو دونوں جہانوں میں اجر عظیم عطا فرماتے۔ (آمین، ثم آمین)

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوق سفر کے سوا کچھ اور نہیں

افتخار احمد چشتی سلیمانی صمدی

☆☆☆☆☆☆

☆......تعارف......☆

از محمد نعیم طاہر سہروردی ایم۔اے، بی ایڈ
ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول سنجر پور

حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ حضرت خواجہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ ملتان شریف میں جو علم وعرفاں کا چشمہ جاری کیا تھا، اس چشمہ فیضان سے ہزاروں تشنگان معرفت سیراب ہوئے۔آپ نے ارشاد وتلقین کا ایسا ہنگامہ برپا کیا کہ سارا علاقہ ان کی شعلہ نفسی سے گرم ہو گیا اور آپ کی باطنی تربیت سے کئی حضرات آسمان ولایت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔انہی مردان خدا میں سے عالم ربانی، عارف حقانی، کاشف رموز نہانی حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ خاص اہمیت کے حامل ہیں۔

آپ ابتدائی عمر ہی میں خانقاہ حافظیہ میں تشریف لے آئے اور حضرت قبلہ حافظ صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ جملہ علوم کی تکمیل کی۔آپ کو ۲۷۰ علوم پر دسترس حاصل تھی اور علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے۔حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ ہی میں آپ کے علمی تبحر و تقدس کو شہرت دوام حاصل ہو گئی تھی۔
آپ اعلیٰ پایہ کے مصنف اور فن تحریر میں ید طولیٰ کے مالک تھے۔آپ نے صرف بتیس سال کی عمر میں مختلف علوم پر تقریباً دو سو سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ان میں سے اکثر کتب آج بھی مدارس عربیہ میں بطور نصاب پڑھائی جاتی ہیں۔
المختصر حضرت علامہ کا وجود مسعود تمام اہل اسلام کے لیے نعمت عظمیٰ سے کم نہ تھا

۔ لیکن افسوس کہ اسلام کے اس عظیم فرزند کا تذکرہ معدوم ہوگیا اور آپ کی کتب بھی زمانہ کی دست برد سے محفوظ نہ رہیں۔ اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ آپ کے حالات زندگی سے لوگوں کو اور بالخصوص موجودہ نسل کو روشناس کرایا جائے، چنانچہ متین کاشمیری صاحب نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور پانچ سال کی شبانہ روز محنت سے احوال و آثار حضرت علامہ پرہاروی کے نام سے آپ کے حالات زندگی کا مرقع سجانے میں کامیاب ہوگئے۔

گو ابھی حضرت علامہ پر بہت سا کام ہونا باقی ہے اور آپ کی زندگی کے بہت سے گوشے اجاگر ہونے ہیں۔ لیکن جناب متین کاشمیری نے حضرت علامہ پر آئندہ تحقیق کرنے والے احباب کے لئے راہ ہموار کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اپنے ہاں سے اجر عظیم عطا فرمائے۔ فی زمانہ اس بات کی بھی اشد ضرورت ہے کہ حضرت علامہ کی یاد میں کوئی ادارہ قائم کیا جائے۔ جو آپ کی غیر مطبوعہ کتابوں کو زیور طباعت سے آراستہ کر کے منظر عام پر لائے کہ موجودہ دور میں ان کا مطالعہ مردہ روحوں کے لیے اعجاز مسیحا سے کم نہ ہوگا۔

خادم الفقراء

محمد نعیم طاہر سہروردی

❀❀❀❀❀❀❀❀

☆......تقریظ......☆

از: پروفیسر جناب جعفر بلوچ صاحب

حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی اپنے بے مثال علم وفضل کی بنا پر نہ صرف بر عظیم بلکہ پورے عالم اسلام کی چند سربرآوردہ شخصیات میں سے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ان کے حالات وکمالات پر ابھی تک کوئی ایسا تحقیقی کام نہیں ہوا جو ان کے شایان شان کہلا سکے۔ الحمدللہ کہ اب چند فیروز بخت نوجوانوں میں جناب متین کاشمیری بھی شامل ہیں۔ آپ نے حضرت علامہ کے حالات زندگی اور فضائل وکمالات نہایت تحقیق وکاوش سے بیان کیے ہین۔ انہوں نے علم وحکمت کے ایسے خورشید جہاں تاب کا بصیرت افروز تذکرہ لکھا ہے جس کی جہاں تابیوں سے کوئی خیر اساس زمانہ بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ خدا کرے متین صاحب کی یہ علمی کوشش مشکور ہو اور خلق خدا کے لیے نفع وبرکت کا باعث بنے۔

جعفر بلوچ

☆☆☆☆☆☆

……تقریظ……

مفتی محمد راشد نظامی ایم۔اے

سلطان العلماء حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی قدس سرہ آسمان علم وحکمت کے آفتاب درخشاں اور دنیائے عربی وادب کے نیر تاباں تھے۔ برسوں سے آپ کے نام لیوا قطرہ قطرہ آپ پر کام کر رہے ہیں۔ جناب متین کاشمیری صاحب زاد عمرہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے وہ بکھرے موتی یکجا کر دیے ہیں جو یقیناً آنے والے مورخوں اور کام کرنے والے ساتھیوں کے لیے روشنی کا مینار ہیں۔

اللہ تبارک تعالیٰ ان اوراق کو شرف قبولیت بخشے اور آپ کے نام لیواؤں کو مزید حوصلہ مندی سے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین!

عبدالغنی اتہامی۔ محمد راشد نظامی

☆……☆……☆……☆……☆

دیباچہ

ہر دور میں علمائے حق "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ" کے مصداق رہے ہیں اور تا قیامت رہیں گے جنہوں نے قرآن وسنت پر عمل پیرا ہو کر اپنے قول وفعل کی صداقت واخلاص سے اللہ تعالی عزوجل کا قرب خاص حاصل کیا اور اس کے عشق میں بہ مصداق "اَلْعِشْقُ نَارٌ يُحْرِقُ مَاسِوَاءَ" کی بھٹی میں سلگ سلگ کر کندن بنے اور "اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" کے زمرے میں شمار ہوئے۔

اس بلند مرتبہ اور مقام حاصل کرنے والوں میں بعض حضرت پر فقر وجذب اور بعض پر علم وحکمت کا غلبہ رہا جس سے یہ مقتدر ہستیاں دین اسلام کی تبلیغ واشاعت اور رشد وہدایت کی لافانی مثال قائم کرتی ہیں اور نمایاں کردار کی حامل ہوتی ہیں۔ ان بزرگان دین کی قابل قدر خدمات اور تعلیمات کو زندہ جاوید اور قائم ودائم رکھنے کے لیے ان کے تلامذہ، مریدین، معتقدین، خلفاء اور جانشینان ان کے اسمائے گرامی کی مناسبت سے سلاسل قائم کرتے ہیں۔

اگرچہ برصغیر پاک، ہند میں اولیائے عظام کے بے شمار سلاسل موجود ہیں مگر ان میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے، جو بلاد اسلامیہ میں بھی مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ اس سلسلے کے بزرگ جہاں کہیں بھی گئے انہوں نے خلق عظیم اور خلاص عمل سے دین اسلام کی تبلیغ وترویج کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا اور دین کی محیر العقول خدمات سرانجام دیں۔

ضلع مظفرگڑھ کا علاقہ تحصیل کوٹ ادو پاکستان کے وسط میں واقع ہے۔ اس

علاقے میں عرصہ دراز سے چشتی سلسلے کے بزرگوں کا اثر و نفوذ ہے۔ انہی بزرگان دین میں برصغیر پاک و ہند کی علمی، ادبی، دینی و روحانی شخصیت شیخ الاسلام حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی قدس سرہ تعالی بھی ہیں، جو حافظ قرآن، عالم باعمل مصنف، مفکر، محدث مفسر، محقق، ناقد، فقیہ، زاہد، عابد، مجاہد، صوفی صافی، عارف باللہ، علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر مجتہد اور ولی کامل تھے تحقیقی رجحانات کی بدولت کوئی قابل توجہ تحریر منصہ شہود سے کترا کر نہیں نکل سکتی۔

بدقسمتی سے ہمارے یہاں علمی شعور کی خاطر خواہ ترویج و تکمیل نہیں ہو سکی۔ علمی شعور کی اس کمی نے ہمارے معاشرے میں علمی بے حسی کو جنم دیا اور ہمارے اندر اپنے علمی ورثہ کو محفوظ کرنے کی تڑپ ہی باقی نہیں رہی۔ ادبی مراکز سے دور افتادہ اہل قلم اور ان کی نگارشات پر ہماری اس بے علمی، بے حسی کا خاص طور پر سایہ پڑا۔ یہ سایہ کیسا آسیب پرور ہے؟ اس کے اندازہ کے لیے ایک ہی مثال درج کرنا کفایت کرے گا۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ (م: ۱۲۲۶ھ) کے شاگرد حضرت مولانا عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ ایک فاضل اجل گزرے ہیں۔ حدیث فقہ، ہیئت طب، شعر و ادب اور دیگر علوم میں ان کے مکاشفات ہماری تاریخ علم و ادب کا گراں بہا علمی سرمایہ ہیں۔ ان کی متعدد تصانیف شائع بھی ہو چکی ہیں۔ ان کا نام اور کام برعظیم سے باہر بھی متعارف و مقبول ہے۔ لیکن اس المیہ کو کیا نام دیں کہ پاکستان کے علمی حلقے اس شخصیت سے ناواقف ہیں۔ الا ماشاء اللہ پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند کی مبسوط جلدیں شائع ہوتی ہیں تو اس بے پناہ علمی ادبی شخصیت کو ضمنی طور پر صرف ایک فقرے کا مستحق گردانا جاتا ہے، جبکہ اس سے بدرجہا کمتر علمی استعداد کے لوگ کئی کئی صفحات پر محیط ہیں اور اگر قلم ڈاکٹر سید عبداللہ جیسی مرنجاں مرنج، ادب نواز اور علم افروز شخصیت کے ہاتھ میں نہ ہوتا تو شاید اس ایک

فقرے کی نوازش بھی نہ ہوتی۔ یہ جراحت خارجی نہیں، داخلی ہے۔ یہ خنجر ہمیں خود ہماری غفلت اور بے حسی نے گھونپے ہیں۔

ہر کس از دست غیر نالہ کند
سعدی از دست خویشتن فریاد

محترم جناب پروفیسر صاحب کا یہ بیان درحقیقت صداقت پر مبنی ہے۔ یہ ہماری رلی بے حسی ہی تو ہے کہ علامہ پرہاروی جیسے عالم اسلام کے ایک عظیم سپوت پردۂ گمنامی میں مستور ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان مشاہیر کے بارے میں محققانہ مواد جمع کر کے اس کی اشاعت کریں اور اپنی تحقیق ک دائرۂ کار کو وسعت دیں اور ان برگان دین کی تعلیمات کو عام کریں۔ راقم السطور کے دل میں عرصہ دراز سے یہ جذبہ جنون کی حد تک کروٹیں لے رہا تھا کہ مظفرگڑھ کے علماء مشائخ پر ایک کتاب لکھی جائے اسی جذبہ کے تحت غالباً ۱۹۸۵ء ہی سے اس کام میں مصروف عمل تھا کہ محسن ملت، مخدومی الحاج حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے میری توجہ علامہ پرہاروی کی طرف مبذول کرائی تو راقم نے حضرت حکیم صاحب کی راہنمائی و سرپرستی میں اپنی تمام تر توجہ علامہ پرہاروی سے متعلق مواد جمع کرنے میں صرف کی۔ بالآخر اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جمیلہ سے اور مرشدی ومولائی حضرت خواجہ غلام یٰسین چشتی فیضی شاہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ کے الطاف کریمانہ کے طفیل مجھ جیسا نحیف ونزار اتنے بڑے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار رہوا۔

علامہ پرہاروی کا یہ پہلا مطبوعہ تذکرہ ہے جو مولف کے لیے باعث صد افتخار ہے۔

صاحب تذکرہ سے مولف کی خاص نسبت وعقیدت یہ بھی ہے کہ میرے نانا جان مولوی خدا بخش ڈھڈی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا مرشد حضرت خواجہ غلام فرید مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

(۱)......آیات ادب ص، ۹۔۱۰

اور میرے شیخ طریقت قلندر وقت حضرت خواجہ غلام یٰسین فیضی شاہجمالی بستی سندیلہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان کا سلسلہ طریقت چند واسطوں سے حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری رحمۃ اللہ علیہ تک جا پہنچتا ہے جو علامہ پرہاروی کے پیر بھائی تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ علامہ پرہاروی پر اپنی کروڑہا رحمتیں نعمتیں، برکتیں اور انوار وتجلیات نازل فرمائے اور عالم اور عالم اسلام کو ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور ان کو عام کرنے کی توفیق بخشے اور ہمارے علماء مشائخ کو بھی توفیق دے کہ وہ اس کا خیر میں صدق دل اور خلوص نیت سے آگے بڑھیں اور علامہ پرہاروی کی طرح خدمت دین متین کی ترویج واشاعت میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں۔ آمین!

متین کاشمیری

☆☆☆☆☆☆

باب اول......☆

کوٹ ادو تاریخ کے آئینے میں

دریائے سندھ کوہ ہمالیہ کی جھیل مانسرور سے لے کر بحیرۂ عرب تک تقریباً تین ہزار کلو میٹر تک پھیلا ہوا ہے جس کے وسط میں مغربی کنارے پر شہر ڈیرہ غازی خان اور مشرقی کنارے پر کوٹ ادو کا شہر آباد ہے۔ (۱)

یہاں پر آبادی کا آغاز ۱۵۵۰ء میں ہوا۔ (۲)

ابتداء میں یہاں پر جو قبائل آباد ہوئے وہ دریائے سندھ کے کٹاؤ کی وجہ سے مختلف مقامات پر نقل مکانی کرتے رہے۔ سترہویں صدی عیسوی میں ڈیرہ غازی خان کے میرانی بلوچوں میں سے نواب ادو خان نے اس علاقے پر حکومت کی۔ (۳)

انہوں نے یہاں پر کچی فصیل وقلعہ تعمیر کرائے جو بعد میں دریا برد ہو گئے اور یہ شہر اس کی نسبت سے ''ادودا کوٹ'' کے نام سے مشہور رہا۔ (۴)

نواب ادو خان نے اسی جگہ وفات پائی۔ ان کی جائے مدفن کوٹ ادو شہر میں احاطہ ادو خان کے نام سے مشہور ہے جو شہر کے قدیم طباخیاں بازار (موجودہ بخاری بازار) کے قریب وارڈ نمبر ۱۲ میں واقع ہے۔ (۵)

---

(۱)......ہفت روزہ سفینہ خبر، کوٹ ادو ۱۹۸۹ء مضمون متین کاشمیری

(۲)......کوٹ ادو آؤٹ لائن ڈویلپمنٹ پلان، انگریزی، ص:۳

(۳)......میرانی بلوچوں کی تاریخ، ص:۸۰

(۴)......کوٹ ادو آؤٹ لائن ڈویلپمنٹ پلان، انگریزی، ص:۳

(۵)......ہفت روزہ سفینہ خبر کوٹ ادو ۶ جون ۱۹۸۹ء مضمون شناخت علی زاہد

نواب ادو کے بعد ان کے اہل خاندان اس علاقے کے حاکم رہے۔ ۱۷۸۷ء میں محمود گجر اس علاقے پر قابض ہوا اور اس نے کوٹ ادو کے کچھ فاصلے پر ایک کچا قلعہ تعمیر کرایا۔ جس کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں۔ محمود کوٹ قصبہ بھی اسی نے آباد کیا۔ کچھ عرصہ تک اس کی اولاد بھی اقتدار پر قابض رہی۔(۶)

۱۷۶۷ء میں احمد شاہ ابدالی نے سندھ کے حاکم غلام شاہ کلہوڑا کے سپرد ڈیرہ جات کا علاقہ کیا اور کچھ عرصہ بعد احمد شاہ درانی نے نواب مظفر خان شہید ملتانی کو عبدالنبی کلہوڑا کی سرکوبی کا حکم دیا۔ نواب مظفر خان کی متحدہ جمعیت نے چند دنوں میں محمود کوٹ اور ادو کوٹ کے قلعے تسخیر کیے۔(۷)

نواب مظفر خان کے دور میں تیمور شاہ درانی نے دائرہ دین پناہ کا علاقہ شاہ محمد خان کے حوالے کیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالصمد خان بادوزئی اس علاقے کا حاکم ہوا۔ جو نواب مظفر خان کا مخالف تھا۔ اس نے راجہ رنجیت سنگھ سے ساز باز کرلی۔ نواب مظفر خان ۱۸۱۸ء میں راجہ رنجیت سنگھ سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوا۔(۸)

راجہ نے اس علاقے پر دیوان ساون مل کو اپنا صوبیدار مقرر کیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا مول راج صوبے دار بنا، جسے انگریزوں نے ۱۸۴۹ء میں قید کرکے اپنی حکومت قائم کرلی۔(۹)

انگریزوں کے دور میں اس علاقے کی ترقی وتوسیع، ذرائع آمدورفت، تجارت اور پیداوار میں بہت اضافہ ہوا۔ ۱۸۵۹ء میں کوٹ ادو کو ضلع لیہ میں شامل لیا گیا، جبکہ یہ ضلع مظفر گڑھ میں شامل تھی۔(۱۰)

(۶)……مرقع ڈیرہ غازی خان، ص ۱۳۷-۱۴۱

(۷)……نواب مظفر ملتانی شہید اور اس کا عہد، ص:۲۳۲ (۸)……نفس المصدر، ص:۲۳۲

(۹)……ضلع مظفر گڑھ، تاریخ ثقافت تے ادب سرائیکی، ص ۷۰ (۱۰)……نفس المصدر، ص ۷۰

۱۹۱۹ء میں تحصیل سنانواں کو ختم کر کے کوٹ ادو کو تحصیل بنایا گیا جسے ۱۹۷۰ء میں سب ڈویژن کا درجہ دے دیا گیا۔ (۱۱)

محل وقوع۔۔۔آبادی ورقبہ:

اس شہر کی موجودہ آبادی ایک لاکھ افراد سے تجاوز کر چکی ہے۔ یہاں پر میونسپل کمیٹی قائم ہے۔ جس میں سولہ سو ایکڑ سے زائد رقبہ شامل ہے۔ تحصیل کوٹ ادو کی حدود غازی گھاٹ سے احسان پور تک اور ہیڈ تونسہ بیراج سے چوک سرور شہید تک ہے۔ اس شہر کے مغرب میں ڈیرہ غازی خان، شمال میں لیہ، جنوب مشرق کے اطراف میں تحصیل مظفر گڑھ اور ملتان کے علاقے ہیں۔ اس شہر کی آبادی، ترقی و توسیع، تعمیرات، صنعت و پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ یہاں پر ڈیرہ جات، جھنگ، فیصل آباد، میانوالی، قصور، تونسہ شریف اور صوبہ سرحد کے لوگ اس کے گرد و نواح میں آباد ہو رہے ہیں۔ (۱۲)

علم وعرفان کا مرکز:

یہ شہر ابتداء ہی سے علم وعرفان کا مرکز رہا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء مشائخ نے اس ریگستانی علاقے کو دین وملت سے بے بہرہ لوگوں کی اصلاح وفلاح اور دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے منتخب فرمایا اور اس کام کا آغاز مساجد، دینی مدارس کی تعمیر اور خانقاہوں کے قیام سے کیا۔ ان علماء مشائخ حضرات میں خواجہ عبدالواحد بغدادی چشتی سید عبدالوہاب بخاری سہروردی دین پناہ، سید نور شاہ بخاری قلندر سہروردی سید مٹھن شاہ بخاری سہروردی حافظ بہاء الدین گڑدہ سید زاہد شاہ بخاری چشتی سید اللہ بخش کاظمی کبیری چشتی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ (۱۳)

(۱۱)......کوٹ ادو آؤٹ لائن دو یلپمنٹ پلان، انگریزی، ص:۲

(۱۲)......کوٹ ادو آؤٹ لائن ڈویلپمنٹ پلان انگریزی ص:۲ (۱۳)......فیضان نور، ص:۲۹

دور آخر کے علماء مشائخ میں خواجہ حبیب الرحمٰن قریشی نقشبندی، قاضی سلطان محمود گوراہا، چشتی حافظ الٰہی بخش اعوان اویسی، قاضی حبیب اللہ اویسی مولوی صوفی غلام محمد نقشبندی، مولوی کریم بخش فاضل اسدی پیر سید گامن شاہ بخاری چشتی، مولوی خدا بخش ڈھڈی چشتی پیر استاد میاں چشتی سونی پتی علامہ حاجی بشیر احمد چشتی صابری سونی پتی علم و معرفت کے درخشندہ ستارے گزرے ہیں۔ (۱۴)

آباؤ اجداد کا وطن مالوف:

افغانستان کی سرزمین بڑی مردم خیز ہے۔ یہ وہ مقدس خطہ ہے، جو علم و حکمت، شریعت و طریقت، دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور جہاد اسلام کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔ اس مقام سے نامور علماء مشائخ اور سلاطین اسلام دین کی ترویج اور تبلیغ و اشاعت کی خاطر برصغیر پاک و ہند میں وارد ہوتے رہے۔ حضرت علامہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد افغانستان سے ہجرت کر کے متحدہ ہندوستان میں وارد ہوئے اور پنجاب میں ضلع مظفر گڑھ، تحصیل کوٹ ادو، کی بستی پرہاراں میں سکونت اختیار کی۔ (۱۵)

بستی پرہاراں شریف (پرہار غربی):

کوٹ ادو شہر کے جنوب مغرب میں تقریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر بستی پرہاراں شریف ہے جس کا موجودہ نام موضع پرہار غربی ہے۔ کوٹ ادو جنرل بس اسٹینڈ سے بخاری روڈ پر اور شیخ عمر سدھاری روڈ پر بستی پرہاراں جانے کے لیے ہر وقت سواری با آسانی مل سکتی ہے۔ یہ وہ بستی ہے جہاں پر سب سے پہلے قوم پرہار آ کر آباد ہوئی جس کی وجہ سے اس کا نام بستی پرہاراں پڑ گیا۔ اس قوم کو رائے کے لقب سے یاد

---

(۱۴)...... نفس المصدر

(۱۵)...... تذکرہ علمائے پنجاب، جلد اول ص ۲۹۶، فہرست مخطوطات عربی فارسی جلد دوئم، ص ۱۰۸

کیا جاتا ہے۔(۱۶)

پرہار راجپوتوں میں جو راجستھان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ لیکن دریائے سندھ کے ملحقہ علاقہ جات میں بھی ان کی خاصی آبادی ہے۔(۱۷)

اس قوم کا پہلا سربراہ بہاء الدین مع اپنے مال مویشی کے یہاں آکر قیام پذیر ہوا۔ جس کی پہلی سکونت پرہار منڈا (چوک سرور شہید) میں تھی۔ بعد ازاں بوجہ قحط سالی سکونت ترک کر کے بستی پرہاراں میں آباد ہوا۔(۱۸)

۱۸۷۵ء میں موضع پرہار تقسیم ہوا۔ شہری آبادی پرہار شرقی اور دریا کے کنارے والی آبادی پرہار غربی کے نام سے موسوم کی گئی۔(۱۹)

یہ بستی ملتان سے تقریباً چالیس کلومیٹر شمال مغرب کی سمت دریائے سندھ کے شرقی کنارے پر واقع قلعہ کوٹ ادو کے مضافات میں ہے۔ اسکی ہوا پاک وصاف، میٹھا پانی اور سکون آور ماحول ہے۔(۲۰) جو ۱۰۶ درجہ طول بلد اور ۳۰ درجہ عرض بلد میں واقع ہے۔(۲۱)

لفظ پرہار کو سرائیکی زبان میں پرہاڑ اور عربی میں برہار یا فرہار لکھا بولا اور پڑھا جاتا ہے۔

---

(۱۶)...... روزنامہ، کوہستان ملتان ۲۵، دسمبر ۱۹۶۷ء مضمون مولانا عبدالقادر تونسوی

(۱۷)...... تاریخ راجپوت وادی سندھ، ص ۸۳

(۱۸)...... ہفت روزہ سفینہ خبر، کوٹ ادو ۱۶ جون ۱۹۸۹ء مضمون شناخت علی زاہد

(۱۹)...... نفس المصدر

(۲۰)...... زمرہ اخضر عربی، ص: ۱۳۶

(۲۱)...... الاکسیر قلمی، جلد اول، ص ۱۰، تفصیلی فہرست مخطوطات عربیہ، ص ۳۳۷

باب دوم......☆

ولادت قبل معاشرتی حالات

تیرہویں صدی ہجری کا دور آغاز پر فتن اور پر آشوب تھا۔ معاشی و معاشرتی ابتری کا اندازہ ان حالات سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو ہندوستان، افغانستان، پنجاب اور ملتان میں بیک وقت رونما ہوتے رہے۔ ہندوستان میں مرکزی حکومت نہ ہونے کی حد تک کمزور پڑ چکی تھی۔ طوائف الملوکی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ پنجاب میں سکھوں کی ٹولیاں لوٹ مار، دہشت گردی اور معاندانہ سازشوں میں بدنام ہو چکی تھیں۔ ملتان کے نواحی سردار ایک دوسرے پر حملہ آور ہو کر اپنی طاقت کو کمزور کر رہے تھے۔ سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ وہ قوت جو بیرونی حملہ آوروں کی سرکوبی کے لیے استعمال ہونا چاہیے تھی، اپنوں ہی کے خلاف صرف ہونے لگی۔ بعض ناعاقبت اندیش امراء ہوس اقتدار سے مغلوب ہو کر چڑھتے سورج کی پوجا میں کوشاں تھے۔ ملتان اور اس کے گرد و نواح میں رہنے والوں کا سکون ختم ہو چکا تھا۔ قتل و غارت اور آتش زنی کے اثرات نظر آنے لگے۔ لوگ متذبذب ہو کر اپنا گھر بار چھوڑ کر ہجرت کر رہے تھے۔ مسلمانوں کی ثقافت و معیشت تباہ ہو چکی تھی۔ اسلامی شعار کو نقصان پہنچ رہا تھا۔ غرضیکہ اسلامی دنیا اس خارجہ و داخلی انتشار کا شکار ہو کر موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا تھی۔ یہی وہ دور تھا جس میں حاجی الحرمین نواب مظفر خان شہید رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۷۹ء میں ناظم ملتان کے عہدے پر فائز ہو چکے تھے۔ (۱)

---

(۱)...... ضلع مظفر گڑھ، تاریخ ثقافت تے ادب، سرائیکی، ص ۶۴، تاریخ پنجاب۔

نواب مظفر خان شہید ملتانی اور اس کا عہد، اے ہسٹری آف دی سدوزئی افغانز آف دی ملتان

ولادت باسعادت:

زبدۃ الاولیاء، سرخیل اصفیاء، عارف باللہ، منبع علم وحکمت، علامتہ الدہر، اما العارفین، سلطان الفضلاء، مقدام الفقہاء، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، قطب الموحدین، شیخ الاسلام والمسلمین، آفتاب ہدایت، ماہتاب فکروفن، صاحب علم وعمل، جامع المنقول والمعقول، ماہر الفروع والاصول، المفسر، مجتہد العصر، المحقق، المحدث، حضرت علامہ ابوعبدالرحمٰن عبدالعزیز بن ابوحفص احمد بن القرشی پرہاروی چشتی نظامی قدس سرہ السامی کی ولادت باسعادت ۱۲۰۶ھ بمطابق ۱۷۹۲ء میں ہوئی۔(۲)

بعض مورخین اور تذکرہ نویسوں نے آپ کی تاریخ ولادت میں اختلاف کیا ہے لیکن ان حوالہ جات کے مطابق یہ تاریخ ولادت مستند ومعتبر ہے کیونکہ علامہ پرہاروی کے قریبی زمانہ کے مولوی شمس الدین نے "مترجم الاکسیر" (۳) میں آپ کی عمر بتیس سال لکھی، مولوی محمد برخوردار ملتانی نے حاشیہ النبراس (۴) میں تیس بتیس سال اور مولوی عبدالحی لکھنوی نے نزہتہ الخواطر (۵) میں آپ کی عمر تیس سال سے اوپر لکھی ہے۔

علاوہ ازیں موجودہ دور میں مولانا محمد موسیٰ نے بغیۃ الکامل السامی (۶)، مولانا محمد اشرف سیالوی نے النبراس (۷)، مولانا نور احمد فریدی مشائخ چشت (۸) میں آپ کی عمر تیس یا بتیس سال درج کی ہے۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی نے فقہائے پاک وہند (۹) مولانا اسد نظامی نے مشائخ نمبر الہام (۱۰) میں آپ کی عمر تینتیس سال لکھی ہے جبکہ پروفیسر ضمیر الحسن چشتی نے اپنے تحقیقی مقالہ، (۱۱) میں آپ کی عمر

---

(۲)......آیاتِ ادب، ص: ۲۵......فقہائے پاک وہند، جلد: دوئم، ص: ۱۰۰

(۳)......جلد سوئم، ص ۷۲۳ (۴)......صفحہ نمبر: ۱ (۵)......جلد ہفتم، ص ۲۷۸

(۶)......صفحہ: ۸۸ (۷)......صفحہ نمبر: ۱ (۸)......صفحہ نمبر: ۲۹۶

(۹)......جلد دوئم ص ۱۰۰ (۱۰)......صفحہ نمبر: ۳۰ (۱۱)......صفحہ نمبر: ۱۲

تمیں، بتیس یا تینتیس سال لکھی ہے۔

ان تمام اقتباسات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سن عیسوی کے مطابق آپ کی عمر بتیس سال اور سن ہجری کے مطابق تینتیس سال بنتی ہے جو بالکل درست ہے۔ علاوہ ازیں بعض حضرات نے آپ کی جائے ولادت میں بھی اختلاف کیا ہے۔ حالانکہ کثرت رائے یہ ہے کہ آپ کا تولد بستی پرہاراں میں ہوا (نہ کہ افغانستان یا بہاولپور میں) بستی پرہاراں شریف موضع پرہار غربی تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں ہے۔ (۱۲)

مادہ ہائے تاریخ ولادت

خوش فکر: ۱۲۰۶ھ

شیخ رہنما: ۱۲۰۶ھ

حصول علم

دولت دروازہ ملتان میں ایک قدیمی درس گاہ واقع تھی جہاں پر حافظ محمد جمال اللہ ملتانی اور ان کے خلیفہ حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری درس دیتے تھے۔ علامہ پرہاروی اسی مدرسہ کے تعلیم یافتہ تھے۔ (۱۳)

عمر کمال ایڈووکیٹ نے فقہا ملتان (۱۴) اور پروفیسر سجاد حیدر پرویز نے ضلع مظفر گڑھ (۱۵) میں تحریر کیا کہ علامہ پرہاروی نے حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض اکتساب کیا۔ یہ اقتباس درست نہیں ہے کیونکہ علامہ پرہاروی ان کے وصال کے تقریباً ایک سال بعد پیدا ہوئے البتہ ان کے مزار اقدس سے ضرور فیضیاب ہوئے

---

(۱۲)......تذکرۂ علمائے پنجاب، جلد اول، ص: ۲۹۶......تذکرۂ اکابر اہل سنت، ص: ۲۳۰...... النامیہ اردو ترجمہ، ص: ۴

(۱۳)......نواب مظفر خان شہید ملتانی اور اس کا عہد، ص: ۲۶۴

(۱۴)......صفحہ نمبر: ۳۳

(۱۵)......صفحہ نمبر: ۱۵۰

ہونگے۔

علامہ پرہاروی بچپن میں نہایت ہی کند ذہن تھے اور انتہائی کوشش کے باوجود سبق یاد کرنے سے قاصر رہتے تھے۔ ایک دن انتہائی رنجیدہ ہوکر ایک کونے میں جا بیٹھے اور زاروقطار رونے لگے۔ اتفاقاً حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتانی کی نظر ان پر پڑی تو حضرت نے بکمال شفقت وعنایت ان سے دریافت فرمایا کہ عبدالعزیز کیوں رنجیدہ ہو؟ عرض کی، یا حضرت انتہائی کوشش کے باوجود سبق یاد نہیں ہوتا۔ حضرت نے فرمایا ہمارے پاس آؤ اور ہمارے سامنے سبق پڑھو۔ علامہ پرہاروی نے حضرت کے سامنے سبق پڑھنا شروع کیا تو حضرت حافظ صاحب کی عنایت سے ان کی تمام مشکلیں حل ہوگئیں اور پھر یہ عالم ہوگیا کہ جو کتاب ایک مرتبہ پڑھتے کبھی نہ بھولتے۔ مشکل سے مشکل کتاب پڑھ کر بے اختیار اس کا مطلب ومعنی بیان کرنے لگتے اور آہستہ آہستہ ان کی ذکاوت طبع اور ذہن رسا کا چرچا دور دور تک پھیل گیا۔ (۱۶)

اس سلسلے میں علامہ پرہاروی کے اپنے اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

میں کیا ہوں؟ یہ اللہ تعالی کی مدد اور فضل خاص ہے۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم اور میرے پیرومرشد کا فیض ہے۔ (۱۷)

یہ فقیر اپنے فہم وفراست پر فخر نہیں کرتا لیکن اللہ تعالی کی حکمت اور بے مثال فضل پر متعجب ہے کہ اس نے اس عاجز کے ذہن پر علوم دقیقہ کی مختلف اقسام بغیر پڑھے منکشف کردیں جبکہ یہ عاجز بچپن میں کند ذہن مشہور تھا۔ (۱۸)

جب ہمیں مشکل سے مشکل مسئلہ درپیش ہوتا ہے گو وہ کسی علم کا ہو، ہم آپ کی طرف رجوع کرتے۔ آپ کی ازروئے تفصیل بوضاحت تمثیل ایسی احسن تھی کہ

---

(۱۶)……گلشن ابرار، اردو ترجمہ، صفحہ: ۱۷۰۔۱۷۱……ظہور جمال، صفحہ: ۴۷

(۱۷)……ایمان کامل، فارسی، ص ۲۵　(۱۸)……مرام الکلام، ص ۹۲

کند ذہن، طالب علم کو وقائع علوم اس طرح سمجھاتے کہ زکی طالب علم کو آپ کا غیر نہ سمجھا سکتا۔(۱۹)

ارادت وخلافت:

حضرت حاجی نجم الدین سلیمانی تحریر فرماتے ہیں:

مولوی عبدالعزیز، حضرت حافظ صاحب قبلہ کے با اعتبار مریدوں میں سے تھے۔(۲۰)

علاوہ ازیں بے شمار تذکرہ نویسوں نے تحریر کیا۔ علامہ پرہاروی سلسلہ عالیہ چشتیہ میں استاد گرامی حافظ محمد جمال اللہ ملتانی سے بیعت تھے اور ان کے خلفاء کرام میں شامل تھے۔(۲۱)

حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات:

حافظ ابن حجر وسخاوی، قسطلانی وجمہور علماء حضرات صوفیہ صافیہ بالاتفاق قائل ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام اب تک بقید حیات ہیں۔ شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدوۃ ارباب کشف وکمالات سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جو شخص وجود خضر کا انکار کرے وہ جاہل ہے۔ علامہ سیوطی نے مجمع الجمع میں حضور ﷺ سے حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر کیا ہے۔(۲۲)

اثنائے تعلیم رات کو مسجد کے اندر چراغ کی روشنی میں مطالعہ میں منہمک تھے کہ باہر سے کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت خضر علیہ

(۱۹)......الخصال المرضیہ، اردو ترجمہ، ص ۷

(۲۰)......مناقب المحبوبین، اردو ترجمہ مکمل، ص ۲۵۸

(۲۱)......تذکرہ علمائے پنجاب، جلد اول، ص ۲۹۷، تاریخ مشائخ چشت، ص ۶۰۶، فقہاء ملتان، ص ۳۰

(۲۲)......احوال ابدال، ص ۳۱

السلام ہیں اور وہ دروازہ کھولنے کی خواہش اور ملاقات کے متمنی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر آپ سیدنا حضرت خضر علیہ السلام ہیں تو آپ کو دروازہ کھلوانے کی کیا ضرورت ہے، دربستہ حالت میں اندر آجائیں۔ چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام اندر آگئے اور اپنے خاص اسرار سے مولوی صاحب کو مطلع فرمایا۔ (۲۳)

خصائل وفضائل

علامہ عبدالعزیز اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ بچوں سے نہایت شفقت اور پیار سے پیش آتے، اپنے شاگردوں سے نہایت نرم سلوک کرتے، بزرگوں کا احترام کرتے، غریبوں سے تعلق قائم کرتے اور امراء سے دور رہنا پسند فرماتے تھے۔ آپ کی طبیعت میں سادگی تھی، جفاکشی کے عادی تھے، ہر قسم کی تکلیف کو برداشت کیا۔ دین کی تبلیغ واشاعت میں سخت لگن اور محنت سے کام کرتے تھے۔ (۲۴)

ان کا لباس بالکل سادہ اور صاف ستھرا رہتا تھا۔ غذا میں بھی سادگی پائی جاتی تھی، زیادہ مرغن غذا سے نفرت تھی۔ زہد وتقویٰ آپ کا شعار تھا۔ جاگتے زیادہ سوتے کم تھے۔ ان کی ذات سند وحجت، خدا ترسی وتقوی میں کامل اسوہ تھی۔ وہ حق کے بارے میں نہایت سخت اور پر اعتماد تھے۔ دین کے معاملے میں وہ بڑے کھرے اور بے لاگ تھے اس طرح دنیوی کاموں میں بھی وہ کسی قسم کی نرمی اور لالچ کے قائل نہ تھے۔ آپ صاحب الرائے پختہ کار مزید حد درجہ خدا ترس نہایت پاکباز اور وسیع العلم تھے۔ (۲۵)

---

(۲۳)...... نبراس ص ا...... تذکرہ مشاہیر قلمی، ص ۶۰ ...... الیواقیت مہریہ عربی، ص ۱۵۲...... تذکرہ مشائخ چشت قلمی

(۲۴)...... تحقیقی مقالہ، علامہ عبدالعزیز الفرہاروی، ص ۱۴، بحوالہ تذکرہ، علمائے مظفر گڑھ، غیر مطبوعہ

(۲۵)...... روزنامہ کوہستان، ۲۵ دسمبر ۱۹۶۷ء (مضمون مولانا عبدالقادر تونسوی)

قوت حافظہ

حضرت مولانا رکن الدین حضرت خواجہ غلام فرید کے ملفوظات شریفہ میں رقم طراز ہیں۔ علامہ پرہاروی کا حافظہ بہت قوی تھا۔ ایک دفعہ وہ حافظ جو رمضان شریف میں قرآن شریف سناتا تھا بیمار ہو گیا اور ماہ رمضان سر پر آگیا۔

علامہ پرہاروی نے علم نجوم کے ذریعے رمضان شریف کے دن معلوم کیے۔ انہوں نے معلوم کیا کہ تیس دن کا مہینہ ہے۔ وہ روزانہ ایک پارہ یاد کرتے اور رات کو تراویح میں بالکل صحیح پڑھتے۔ (۲۶)

ذہانت و نکتہ فہمی:

آپ کی نکتہ رسی کا اظہار اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ جسے آپ خصال الرضیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

ایک بار میں اور حافظ محمد جمال اللہ ملتانی اکٹھے کشتی میں سفر کر رہے تھے۔ ملاح نے گہرائی معلوم کرنے کے لیے اپنا لمبا بانس دریا میں ڈالا۔ ملاح کے منہ سے حیرت میں لفظ اللہ نکلا۔ حافظ صاحب نے مجھے دیکھ کر فرمایا اس کا مطلب سمجھے؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں اللہ تعالی کی گہرائی کی پیمائش عقل کا کوئی پیمانہ نہیں کر سکتا۔ فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ (۲۷)

غیرت ایمانی و ملی:

راجہ رنجیت سنگھ کے ملتان پر قابض ہونے کے بعد دیوان ساون مل کو صوبے دار مقرر کیا گیا اور اس کے ذریعے علامہ پرہاروی کو اس نے اپنے دربار میں طلب کیا۔ لیکن آپ نے وہاں جانے سے انکار کر دیا۔ (۲۸)

---

(۲۶)...... مقابیس المجالس، اردو ترجمہ، ص ۸۸۸ (۲۷)...... الخصال الرضیہ اردو ترجمہ

(۲۸)...... ضلع مظفر گڑھ، تاریخ ثقافت تے ادب سرائیکی، ص ۱۵۷

اہل ایمان ہونے کے ناطے آپ کی غیرت ایمانی وملی نے یہ گوارانہ کیا کہ کسی بے دین حکمران کے دربار میں جائیں۔ آپ اتنے خودار تھے کہ ساری زندگی فقیرانہ گزاردی لیکن حکومت کی طرف سے کوئی عہدہ قبول نہ کیا اور نہ کسی امیر واہل ثروت کی تعریف کرکے دولت کمائی۔ (۲۹)

نام نہاد علماء مشائخ کو بھی اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

حق گوئی و بے باکی:

لوگوں کے دلوں میں علامہ پرہاروی کا بہت مرتبہ ومقام تھا اور آپ کی شہرت تمام علاقہ میں پھیل چکی تھی، آپ حاکم وقت سے، بہت بے باکی اور صاف گوئی سے پیش آتے۔ (۳۰)

حافظ محمد جمال اللہ ملتانی آپ کی نسبت کہا کرتے تھے:

کہ یہ نوجوان کس قدر ذہین اور فصیح اللسان ہے۔ میں اپنے زمانے میں کسی کو اس کا مثل نہیں پاتا لیکن اس کی جرات و بے باکی سے مجھے یہ خوف ہے کہ یہ چیزیں اسکی ہلاکت کا سبب نہ بن جائیں۔ (۳۱)

☆☆☆☆☆☆

---

(۲۹)......ہفت روزہ سفینہ خبر ۱۰ جولائی ۱۹۸۹ء (مضمون مفتی اعجاز رسول باروی)

(۳۰)......مقالہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی غیر مطبوعہ، ص ۳

(۳۱)......تاریخ الاطباء پاک وہند، جلد اول قلمی......

ماہنامہ، اسرار حکمت، اگست ۱۹۶۴ء (مضمون مولانا محمد حسین بدر چشتی)

باب سوم......☆

علوم وفنون میں آپ کا تبحر

علامہ پرہاروی نے علوم درسیہ کے علاوہ دوسرے علوم فنون کی بھی تحصیل فرمائی اور بہت سے ایسے علوم جو کہ مردہ ہو چکے تھے آپ نے ان کو زندہ فرمایا اوران کی اصلاح بھی کی اور مزید اضافہ فرمایا۔ کئی علوم وفنون ایسے ہیں کہ دور جدید کے بڑے بڑے محققین اور عالم انہیں جاننا تو درکنار شاید ان کے ناموں سے بھی آگاہ نہ ہوں گے۔ آپ نے ان میں بے شمار کتب تحریر کیں کیونکہ آپ کا علم لدنی تھا۔ اس لیے دوسرے علماء آپ کے علوم سے عشر عشیر کی نسبت بھی نہیں رکھتے تھے۔ شاید اس دور کے علماء بھی ان علوم کے صرف ناموں سے واقف ہوں۔ (۱)

آپ فرماتے ہیں کہ ہم عقل وذکاء پر فخر نہیں کرتے بلکہ اس ذات کی حمد وثناء کرتے ہیں جس نے ہمیں الہام کے اولین وآخرین علوم اور معاصرین میں سے ہمیں اس کے لیے منتخب فرمایا، جس میں اسی قرآن واصول قرآن، نوے فقہ وحدیث، بیس علم وادب، چالیس حکمت وطبیعات، تیس ریاضی، دس الٰہیات، تین حکمۃ عملیۃ۔ (۲)

لیکن تحصیل علم تو کل علم کے دسویں حصے کا بھی نصف ہے بلکہ دسویں حصے کا بھی دسواں حصہ ہے یا اس سے بھی کم ہے۔ (۳)

میرا نفس تو علم سے غنی ہو چکا ہے۔ ہاں علم کافی خزینہ ہے، خوش آمدید کہ عقل

---

(۱)......ہفت روزہ سفینہ خبر کوٹ ادو ۱۰ جولائی ۱۹۸۹ء (مضمون مفتی اعجاز رسول باروی)

(۲)......مرام الکلام، عربی، ص: ۹۲

(۳)......المصدر السابق

بڑا دفینہ ہے۔ لیکن وہ زیور ہے اس کا جو اس کے لائق ہے وہ جس کے لائق ہے۔ (۴)
علم ما اشراقی و وہبی بود۔ (۵)

علاوہ ازیں درج ذیل علوم پر بھی علامہ کو اکمل ترین عبور حاصل تھا:

اسطر نومیا، عقائد، میراث، اقتصاد، سیاسیات، الہیات، تذکیر و تانیث، طبقات الارض، آثار، تفسیر، حروف تہجی، فلسفہ، ریاضی اخلاق ہیت جدیدہ، لغت، رتینی، تصوف میانی، تجوید، صرف، نحو، جدل، اصول فقہ، انساب، اصول حدیث، اعداد، تکسیر، ارثما، طبقی، منکسر دی، زیجات، ریاضیات، فلکیات، عروض، قوانی، تاریخ، سیر، تعبیر، اسماء العالم، سمع الکیان، منطق، کلام نجوم، سنین، حساب، جدل ثقلی، تسطیع، مجسلی، اکر، ہندسہ، میقات، رمل، جفر، طمزیچ، اوفاق، فرسطوں، مرایا، مناظر، قرآن، اصول قرآن، رموز قرآن، حدیث فقہ، اصول جہاد، ادب، اصول حکمت، احکام و فرائض، فقہ حدیث، انوار قرآن وغیرہ۔ (۶)

یادگار علمی مناظرہ:

شیخ العالم حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی بہت بلند پایہ مناظر بھی تھے۔ آپ نے بڑے بڑے علماء کی زبانیں بند کر دیں۔ (۷)

آپ کے علم کا شہرہ سن کر علم کی وراثت کے دعوے داروں کے کاخ میں زلزلہ آ گیا اور دہلی سے مناظرے کی دعوتیں آنا شروع ہو گئیں۔ مگر آپ یہ کہہ کر گریز فرماتے ہیں کہ میں بزرگوں سے الجھنا مناسب نہیں سمجھتا۔ بالآخر علمائے دہلی کا ایک وفد حضرت علامہ شیخ احمد ڈیروی کے پاس ڈیرہ غازی خان پہنچا اور وہیں علماء کے اجلاس میں کچھ

(۴)......زمرد اخضر، اردو ترجمہ ص ۲۸ (۵)......ایمان کامل فارسی مع حاشیہ، ص ۲۵

(۶)......الناھیہ، اردو ترجمہ ص، ۷۔۸

(۷)......تحقیقی مقالہ علامہ عبدالعزیز الفرہاروی، ص ۲۵ غیر مطبوعہ

سوالات مرتب کیے گئے تا کہ علامتہ الوریٰ حضرت پرہاروی صاحب سے ان کے جوابات طلب کیے جائیں۔ساٹھ علماء کے مرتب کردہ سوال نامے کو لے کر علماء کا وفد بستی پرہار آپ کے پاس پہنچا۔آپ تدریس میں مشغول تھے۔ بڑی بڑی عمر کے باریش تلامذہ سامنے بیٹھے تھے۔آپ کے چہرے پر ابھی داڑھی شریف کی آمد آمد تھی۔ غرض علماء نے سوالنامہ پیش کیا تو ایک نظر دیکھنے کے بعد فرمایا کہ آپ حضرت بزرگ ہیں پہلے سوالات میں فلاں فلاں خامی کو دور کرلیں۔ پھر جواب عرض کروں گا۔علماء نے جب اپنے سوال نامے پر غور کیا تو جہاں انہیں بڑی سبکی سے دوچار ہونا پڑا وہاں آپ کی علمی برتری کو بھی تسلیم کرنا پڑا اور یہ کہ کر معذرت چاہی کہ جو کچھ ہم نے سوچا تھا آپ کے اس کے برعکس ہیں اور علمی میدان میں آپ ہر طرح مقدم ہیں، ہماری معذرت کو قبول کریں۔(۸)

تحقیق وتنقید:

علامہ پرہاروی کے قلم میں فقہا کی سی شدت اور محققین کی سی جستجو تھی۔ ذہن مجتہدانہ اور سوچ مفکرانہ تھی۔(۹)

انہوں نے اپنی تصانیف میں بوعلی سینا کی کتاب القانون پر زبردست تنقید کی اور ان کے بعض نظریات کو غلط ثابت کیا۔(۱۰)

آپ نے حضور ختمی مرتبت ﷺ کے آباؤ اجداد اور والدین کریمین رضوان اللہ علیھم اجمعین کے اہل ایمان ہونے پر بڑی عمدہ تحقیق فرمائی۔(۱۱)

جیسے مولانا سید قلندر علی سہروردی نے ''سیاح لامکاں'' میں علامہ سید

(۸)......خصائل الرضیہ، اردو سرائیکی ترجمہ، ص ۱۱-۱۲

(۹)......خصال الرضیہ اردو سرائیکی ترجمہ، ص:۱۲

(۱۰)......تاریخ ملتان ذیشان، ص ۲۶۵ (۱۱)......مرام الکلام عربی، ص: ۵

عبدالغفار حنفی منگلوری نے "ہدایۃ الغبی الی اسلام آباء النبی" میں، مولانا فیض احمد اویسی نے "ابوین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم"، اور مولانا قاضی برخوردار نے "ہدایۃ الغبی الی اسلام اباء النبی" میں خوب سراہا ہے۔

آپ نے کتاب غنیۃ الطالبین، کے بارے میں بڑی وضاحت فرمائی ہے کہ یہ کتاب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ علامہ پرہاروی سے قبل شیخ ابن حجر مکی نے فتاوی حدیثیہ میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ترجمہ غنیۃ الطالبین میں تصریح فرمائی ہے۔ علامہ پرہاروی کے بعد بھی مولانا برخودار ملتانی نے، حاشیہ نبراس میں فقیر نور محمد قادری نے "مخزن الاسرار" میں مولانا محمد اعظم نوشاہی نے "قصیدہ غوثیہ" میں مولانا محمد لطیف زار نے "شہنشاہ بغداد" میں علامہ فیض احمد چشتی نے "ترجمہ ملفوظات مہریہ" میں علامہ غلام رسول سعیدی نے "توضیح البیان" میں، صوفی محمد صدیق قادری نے "مرأۃ غوثیہ" میں علامہ پرہاروی کے حوالے سے اس بات کا ذکر کیا ہے۔

<u>محیر العقول ایجاد:</u>

کہا جاتا ہے کہ آپ نے روشن سطح والا کاغذ ایجاد کیا جس کی تحریر رات کو پڑھی جاتی تھی۔ (۱۲)

<u>فن کتابت میں مہارت:</u>

علامہ پرہاروی تحریر فرماتے ہیں کہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی کے خطوط میں لکھا کرتا تھا۔ خط پیچیدہ اور شکستہ تھا۔ حافظ صاحب صاف اور واضح لکھنے کی تلقین کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ کاتب کو صرف یہی گناہ ہلاک کرنے کے لیے کافی ہے کہ پڑھنے والا اس کے مشکل مکتوب کو پڑھنے کی دردناک تکلیف سے دوچار ہو۔ (۱۳)

(۱۲)...... ہسٹری آف انڈی جینئیس ان دی پنجاب، پارٹ ون انگریزی، ص: ۱۵۵

(۱۳)...... خصال الرضیہ، اردو ترجمہ، ص ۲۶

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابتداء میں خط شکستہ میں لکھا کرتے تھے۔ بعد میں آپ نے فن کتابت میں مکمل مہارت حاصل کر لی اور خوش نویس ہو گئے۔ آپ سریع القلم تھے اور دوسرے ہاتھ سے بھی لکھا کرتے تھے۔ آپ کے بے شمار قلمی مخطوطات سے آپ کی خوش خطی کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کے دست مبارک سے لکھا ہوا قرآن مجید بھی آپ کے مزار اقدس پر موجود ہے۔

علم طب میں کمالات:

علامہ پرہاروی تحریر فرماتے ہیں:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ علوم نقلیہ کی تحصیل اور رسوم عقلیہ کی تکمیل کے بعد میری طبیعت میں اس فن شریف (طب) کی تحصیل کا اشتیاق پیدا ہوا میں اس کی بنیادی کتابوں سے آغاز کر کے انتہائی کتابوں تک پہنچا۔ (۱۴)

آپ نے علم طب پر اپنی تصانیف میں سیر حاصل تبصرہ فرمایا۔ آپ تجربہ کار طبیب تھے اور نواب مظفر خان شہید ملتانی کے طبیب خاص تھے۔ (۱۵)

علامہ پرہاروی کے کارنامے بے شمار ہیں۔ آپ ایک زبردست طبیب تھے۔ اگر اس زمانے میں ان کو ''لقمان الملک'' کے حطاب سے یاد کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ (۱۶)

مولانا نے سب سے زیادہ انسان کی صحت کے بارے میں جو مفید خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ طبی اصول کی ٹھوس بنیاد ہیں۔ سب سے مقدم انسان کے لیے اصول حفظان صحت اور پرہیز ہے۔ انسان فطری طور پر حادثہ کے علاوہ اپنے ہاتھ سے غلطی کا مرتکب ہو کر بیمار ہوتا ہے جس میں سب سے پہلے انسان کے افعال کا بگڑ جانا ہوتا ہے۔

(۱۴)......زمرد اخضر اردو ترجمہ، ص ۲۸ (۱۵)......آیات ادب، ص ۲۶

(۱۶)......روزنامہ کوہستان، ملتان، ۲۵ دسمبر ۱۹۷۰ مضمون حکیم انوار احمد خان

کیونکہ معدے کے افعال کا انتظام اور بدنظمی انسان کے اپنے اختیار میں ہے جبکہ انسان اشرف المخلوقات ہونے کی حیثیت سے اس پر واجب ہے کہ معدے کی نگہداشت میں تساہل نہ کرے اور ایسی حرکت سے گریز کرے جو معدے کے ہضم کو خراب اور اس کے فعل کو بدمنتظم کرتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اپنی صحت کی حفاظت کے لیے انسان اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی کو خطرے میں نہ ڈالے۔ ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہضم کا خیال رکھے اور ان اشیاء سے پرہیز کرے، جو معدے کے فعل کو خراب یا بدمنتظم کرتی ہیں۔ سادہ غذائیں اور صاف پانی پینے کی عادت بنائیں۔ آج کے رسم ورواج کے مطابق کبھی گرم اور کبھی ٹھنڈی چیزوں کا متواتر استعمال، مثلاً پہلے ٹھنڈا پانی اور پھر گرم چائے معدے میں متضاد حالت پیدا کر کے معدے کو خراب کرنے کا سبب بن جایا کرتی ہیں۔ ہاضمہ کو بے کار کرنے والے بڑے اسباب یہ ہیں۔

۱۔ نشہ اور چٹ پٹی غذاؤں کا کثرت سے استعمال۔

۲۔ بری اور فاسد غذائیں مثلاً چاٹ، جو کہ اکثر خراب پھلوں اور سبزیوں سے بنائی جاتی ہے، کا استعمال۔

۳۔ ایسے اثرات کا اپنے دماغ پر مسلط کرنا جن میں غم وغصہ، فکر، سوچ و بچا ہو۔

۴۔ کھانا کھانے کے فوراً بعد جنسی مقاربت۔

۵۔ کھانے کے بعد شدید مشقت۔ ۶۔ کھانے کے بعد پھر مزید کھالینا۔

۷۔ اپنے آپ کو تن خوری اور خوش خوری کے حوالے کر دینا۔

۸۔ اعتدال سے زیادہ سونا اور جاگنا

۹۔ اعتدال سے زیادہ دماغی کام کرنا آرام کرنا

۱۰۔ اور مرغن غذاؤں کا مسلسل استعمال کرنا۔ (۱۷)

(۱۷)...... تحقیقی مقالہ علامہ عبدالعزیز الفرہاروی، ص ۴۷

شعر و سخن:

قدرت کاملہ نے آپ کو شاعری کا ملکہ بھی عطا کیا۔ آپ ایک باکمال شاعر تھے۔ آپ کا کلام حمد، نعت، مناقب، مناجات، عقاید، اصلاح اور دین اسلام کے سرمدی نغمات کا مرقع ہے جسے دینی درس گاہوں میں بھی پڑھایا جارہا ہے۔ عربی فارسی کی بے شمار نظمیں آپ کی تصانیف میں موجود ہیں جنہیں یکجا کر کے مجموعے کی صورت میں شائع کرنا ایک الگ کام ہے۔ آپ کے کلام کا عربی، فارسی نمونہ جس سے آپ کے عقیدے اور تعلیمات کی وضاحت ہوتی ہے۔ درج ذیل ہے۔

عربی

حمد لك اللهم حمدا سرمدا
وعلى محمد السلام مؤبدا
وعلى صحابته الكرام جميعهم
والعترة الاطهار دام مخلدا (۱۸)

ترجمہ: تعریف تیری ہے اے میرے خدا ہمیشہ تعریف اور محمد ﷺ پر سدا سلام ہیں اور ان کی اہل بیت اطہار اور جملہ صحابہ کرام پر ہمیشہ سلام ہوں۔

فارسی

ایں مذاہب گفتم اے اہل تمیز
بشنو اکنوں مذہب عبدالعزیز
حب اہل بیت و اصحاب نبی
عین ایمان است بشنو اے اخی

(۱۸)...... نزہۃ الخواطر عربی، جلد ہفتم، ص ۲۷۷

مذہب سنی کتاب و سنت است
جائے سنی درمیان جنت است
من کیم امداد فضل ایزد است
بعدازاں فیض نبی و مرشد است (۱۹)

ترجمہ: اے اہل خرد یہ مذاہب میں نے بیان کردیئے ہیں۔ اب عبدالعزیز سے اس کا مذہب سن۔ اے میرے بھائی! اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کی محبت عین ایمان ہے۔ سنی کا مذہب کتاب اللہ جل شانہ اور سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس کا قیام جنت میں ہوگا۔ میں کیا ہوں؟ بہر حال جو کچھ بھی ہوں یہ اللہ تعالی کی امداد اور فضل خاص ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے مرشد کریم کا فیض ہے۔

مشرب و مسلک:

حضرت علامہ پرہاروی حنفی المذہب چشتی المشرب تھے۔ (۲۰)

آپ صوفیہ کے نظریہ وحدۃ الوجود کے مؤید تھے۔ تصوف کی بلند پایہ کتب آپ کے مطالعہ میں تھیں۔ جن کا ذکر آپ نے اپنی تصانیف میں جابجا کیا اور صوفیاء کرام کا ذکر خیر نہایت عقیدت واحترام سے کرتے ہیں۔ آپ وحدۃ الوجود سے متعلق ایمان کامل میں وضاحت فرماتے ہیں۔

مسلک ثالث عجب بالذات است
مسلک صوفی و اہل حکمت است
حجت ایں قول را گر بنگری
پس بہ بیں شرح فصوص از قیصری

(۱۹)......ایمان کامل فارسی، ص ۲۵

(۲۰)......الغمر اس عربی، ص ا

میرود بر ہر کسے از نیک وبد
آنچہ استعداد عین او بود
عین ثابت نیست مجہول خدا
ہمچنیں ہر وصف لازم مراو را
صورت علمیہ حق است وعین
علم حق آمد قدیم ای اہل زین
زانکہ عین وآنچہ او را لازم است
نیست مجہول خدا ای حق پرست

ترجمہ مفہوماً:

تیسرا مسلک اپنی ذات میں عجیب ہے اور یہ مسلک صوفی اور اہل حکمت کا ہے اگر تم اس قول کی دلیل چاہتے ہو تو علامہ داؤد قیصری کی شرح فصوص الحکم کو دیکھو۔ ہر کسی سے جو نیک وبد صادر ہوتا ہے۔ وہ اس کے عین ثابتہ کی استعداد ہے۔ عین ثابت اللہ تعالیٰ کے ہاں مجہول نہیں۔ اس طرح اس کے لیے صفت لازم ہے۔ یہ عین ثابتہ اللہ تعالیٰ کی علمی صورت ہے اور اس کا عین ہے۔ اے صاحب ادراک اللہ تعالیٰ کا علم قدیم ہے کیونکہ عین اور جو کچھ ہے اس کو لازم ہے۔ اے حق پرست وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مجہول نہیں۔

وحدۃ الوجود کے بارے میں محسن ملت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی مدظلہ تذکرہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی کے دیباچہ میں بحوالہ مقدمہ دیوان فرید (۲۱) تحریر فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے اتحاد کے قائلین کی تکفیر فرمائی ہے اور آج کل کے ترقی پسند ادیب جس وحدۃ الوجود کا پرچار کر رہے ہیں وہ یقیناً اتحاد ہے۔ اکابر صوفیاء کا

(۲۱)...... دیوان فرید، مرقومہ علامہ طالوت، ص: ۷۷، مطبوعہ عزیز المطابع بہاولپور

کلام ان غلط اندیشوں کا ہرگز مؤید نہیں۔ اس سلسلے میں اس صدی کے سب سے بڑے عالم دین مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کے نزدیک بھی وحدۃ الوجود، حق ہے۔ فرمایا توحید دار ایمان ہے اور اس میں شک کفر ہے۔ اور وحدۃ الوجود حق ہے۔ قرآن کریم واحادیث وارشادات اکابرین دین سے ثابت ہے اور اس کے قائلوں کو کافر کہنا شفیع کلمہ کفر ہے۔ رہا اتحاد بے شک وہ زندقہ والحاد ہے اور اس کا قائل ضرور کافر ہے۔ اتحاد یہ کہ یہ بھی خدا اور وہ بھی سب خدا۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

عین ثابت: ابن العربی اور ان کے پیروی کرنے والوں کے یہاں "عین ثابت" علم حق میں قائم اشیاء کے حقائق ذوات اور ماہیات ہیں۔ بالفاظ دیگر یہ اشیاء کی علمی صورتیں ہیں جو ازل الآزال سے علم حق تعالیٰ میں ثابت ہیں۔ (۲۲)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

(۲۲)......محی الدین ابن العربی: حیات و آثار: صفحہ: ۳۵۳

باب چہارم......☆

کتب خانہ اور تعارف کتب

آپ کا بہت بڑا کتب خانہ تھا جس کا ذکر حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مکتوب میں کیا۔ وہ آپ کے وصال کے بعد محفوظ نہ رہ سکا۔ اکثر و بیشتر دیمک کی نذر ہو گیا۔ کچھ بے علم ورثاء نے ضائع کر دیا۔ جو کتابیں بچ گئیں وہ اہل علم کے پاس موجود ہیں۔ (راقم کے نانا جان حضرت مولوی خدا بخش ڈھڈی اور ماموں جان مولوی محمد حسین کے ذاتی کتب خانوں میں کئی مخطوطات بھی تھے لیکن ان کے وصال کے بعد تمام ذخیرہ علمی بے حسی اور نا مساعد حالات کا شکار ہو گیا۔)

آپ کی تصانیف کا اکثر حصہ قلمی صورت میں مولوی شمس الدین بہاولپوری کے کتب خانہ میں موجود تھا۔ یہ کتب خانہ بعد میں ان کے پوتے یا پڑپوتے نے نواب بہاولپور کے پاس فروخت کر دیا۔ یہ کتب خانہ صادق گڑھ پیلس، ڈیرہ نواب صاحب میں مقفل پڑا ہے۔ ڈر ہے کہ یہ علمی خزانہ کہیں دیمک نہ کھا جائے۔ (۱)

بعض کتب خانوں اور لائبریریوں کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ یہاں پر علامہ پرہاروی کے مخطوطات موجود ہیں۔

حکیم فدا حسین قریشی چشتی، محلہ جھک اندرون پاک گیٹ ملتان

میاں محبوب احمد گورمانی، ٹھٹھہ گورمانی ضلع مظفر گڑھ

حکیم مولوی کلیم اللہ سدھاری، بستی سدھاری کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی، پیر آف جھنڈا شریف حیدر آباد سندھ

---

(۱)...... تذکرۂ مشاہیر قلمی، ص ۵۹، حاشیہ محمد حسن میرانی

میاں مسعود احمد جھنڈیر، سردار پور جھنڈیر میلسی

مولانا عبدالرشید طالوت، ڈیرہ غازی خان

دربار عالیہ مکھڈ شریف، ضلع اٹک

منشی عبدالرحمن ملتانی، چہلیک روڈ ملتان

مولوی خدا بخش بھٹہ کوٹ ادو

مولانا حکیم غلام حیدر خان سکھانی تونسہ شریف

حکیم نصیر احمد خان سکھانی تونسہ شریف

حکیم محمد عبدہٗ نواں کوٹ، تحصیل خان پور رحیم یار خان

تصنیف و تالیف:

حضرت علامہ پرہاروی نے تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری کیا تو آپ کے شب و روز کتب نویسی میں صرف ہوئے۔ آپ نے دنیا کے مختلف علوم وفنون پر بے شمار کتب تحریر کریں۔ ان میں اکثر و بیشتر کتب زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکیں۔ آج کی علمی دنیا آپ کی تحریر اور تبحر علمی پر انگشت بدنداں ہے کہ آپ نے یہ علوم وفنون کیسے حاصل کر لیے۔ آج بھی بعض علمی حلقوں میں آپ کا نام بڑی قدر و منزلت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ اور آپ کی تصانیف سند کا درجہ رکھتی ہیں۔ (۲)

منشی عبدالرحمن ملتانی نے آپ کی تصانیف کی تعداد تین صد، (تاریخ ملتان ذیشان، ص ۵۶۵) عمر کمال خان ایڈووکیٹ نے دو صد) (نواب مظفر خان شہید ملتانی اور اس کا عہد، ص ۱۵۳) مولوی خدا بخش بھٹہ کوٹ ادو کی تحریر شدہ فہرست میں یک صد ہشت کتابوں کے نام درج ہیں۔ آپ کی تصانیف کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں۔

---

(۲)......ہفت روزہ الہام ۷ دسمبر ۱۹۸۴ء مضمون: اسد نظامی

ا۔ الخصال الرضیہ (عربی) (۳)

علامہ پرہاروی نے اس رسالہ کا کوئی نام نہیں رکھا بلکہ ان الفاظ سے آغاز کیا ہے۔: فھذا الخصال الرضیہ والشمال السنیہ مولانا ومرشدنا وھادینا قدس اللہ تعالی سرہ العزیز ، (۴)

لیکن یہ رسالہ جمالیہ، انوار جمالیہ۔ اسرار جمالیہ، گلزار جمالیہ اور فضائل رضیہ کے مختلف ناموں سے مقبول ہوا۔ بعض تذکرہ نویسوں نے دو علیحدہ علیحدہ رسائل کا ذکر کیا۔ علامہ پرہاروی نے حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتانی کے حالات و واقعات، ملفوظات ومناقب پر صرف یہی ایک رسالہ تحریر فرمایا جو ان کی وفات کے تیسرے دن بعد لکھا گیا۔ یہ رسالہ حضرت حافظ صاحب کی حیات مبارکہ پر مستند و معتبر ہے۔ اس کا ایک نسخہ ابوالعلائی پریس آگرہ سے ۱۳۲۵ء میں مصطفائی پریس لاہور سے ۱۳۳۴ھ میں شائع ہوا۔ اس کا فارسی ترجمہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن ملتانی نے فرمایا اور آخر میں تتمہ کا بھی اضافہ کیا۔ (۵)

جس میں حضرت حافظ جمال اللہ ملتانی، حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری اور خواجہ عبیداللہ ملتانی کے حالات تحریر کیے۔ اس کا اردو ترجمہ بمع حاشیہ مولانا محمد برخوردار ملتانی نے ''گلزار جمالیہ'' کے نام سے کیا۔ جسے اسد نظامی نے مکتبہ جمال، جہانیاں خانیوال سے شائع کیا۔ اس کا ایک اور اردو ترجمہ عبدالعزیز اکیڈمی کوٹ ادو کی طرف سے ۱۳۹۷ھ میں شائع ہوا۔ علاوہ ازیں اس کا اردو سرائیکی ترجمہ بھی مولانا محمد اعظم سعیدی نے کیا اور وہ سرائیکی اردو رائٹرز گلڈ کراچی سے ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔

۲۔ الصمصام فی اصول تفسیر القرآن (عربی)

(۳)...... انسائیکلو پیڈیا اسلامک، جلد ۱۹، ص ۴۰۹ مقالہ پروفیسر محمد اقبال مجددی

(۴)...... تذکرہ علمائے پنجاب، جلد اول ص ۲۹۹ (۵)...... تاجدار ملتان، ص: ۶

اس کا ایک مخطوطہ پروفیسر محمد باقی باللہ چشتی دربار مولوی حسین بخش چشتی حسین آگاہی ملتان کے پاس موجود ہے۔

رد تاویل، اصول تفسیر اور اس کے متعلقات کے بارے میں ہے۔ نعم الوجیز کے حاشیہ پر طبع ہوا۔ ناشر کو اس کا ناقص نسخہ ہاتھ آیا جس کے درمیان کے چند صفحات غائب تھے۔ اسی طرح چھاپ دیا گیا۔ محمد عبدالواسع نے مکتبہ سلفیہ، قدیر آباد، ملتان سے شائع کیا۔

۳۔ السلسبیل فی تفسیر التنزیل (عربی)

یہ نامور تفسیر جلالین کی طرز پر لکھی گئی۔ امام اہل سنت سیدنا احمد سعید کاظمی فرمایا کرتے کہ اگر مدارس عربیہ میں شامل ہو جائے تو خوب رہے گا۔ اس کا خطی نسخہ کتب خانہ سلیمانی، تونسہ شریف میں موجود ہے۔ (بقول مفتی محمد راشد نظامی، ملتان)

اس کتاب پر پروفیسر شفقت اللہ نے پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اس وقت وہ بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں شعبہ عربی کے پروفیسر ہیں۔

۴۔ رسالہ اثبات رفع السبابہ فی التشہد (عربی)

عربی نظم میں مختصر رسالہ ہے جس میں از روئے حدیث تشہد میں انگشت شہادت اٹھانے کا ثبوت ملتا ہے۔

۵۔ ایمان کامل (فارسی)

علم الکلام اور عقائد سے متعلق ہے۔ مثنوی شریف کی طرز اور اسلوب وزن پر کہا گیا ہے۔ ایک سو دس اشعار کا یہ رسالہ ایک تہائی روز میں مکمل ہوا۔ جسے ۱۳۰۸ھ میں مجتبائی پریس لاہور نے شائع کیا اور ۱۳۴۰ھ میں اسلامیہ سٹیم پریس لاہور سے طبع ہوا۔ اس کے علاوہ فاروقی کتب خانہ ملتان نے اسے "مرام الکلام" کے ساتھ شائع کیا۔ حال

ہی میں اسے کاظمی کتب خانہ ملتان نے حواشی سمیت شائع کیا۔ اس کا خطی نسخہ کتاب خانہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ڈیرہ اسماعیل خان میں موجود ہے۔ کاتب کا نام عبدالجبار ہے۔(۶)

۶۔ الاکسیر (عربی) سہ جلد:

طب کے موضوع پر ضخیم و جسیم کتاب ہے۔ جو ۱۲۳۰ھ میں تالیف ہوئی، جلد ثالث کا اردو ترجمہ مولوی شمس الدین بہاولپوری نے ''مخزن سلیمانی'' کے نام سے ۱۲۹۵ھ میں مکمل کیا۔ جسے ۱۳۰۸ھ میں نولکشور لکھنو سے شائع کیا گیا۔ اس کا خطی نسخہ میاں مسعود احمد جھنڈیر، میلسی کی لائبریری میں موجود ہے۔ ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں بھی موجود ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر: ۱۱۱۳ خط: نستعلیق، تقطیع: ۱۶۔۲۵ سم کاتب: غلام حسین بن مولانا نور احمد، تاریخ: ۱۳۲۰ھ (ہینڈ لسٹ آف عربک مینوسکرپٹس ان دی پنجاب، انگریزی، ص ۴۶۵) پاکستان کے معروف محقق حکیم محمد موسیٰ امرتسری کا بیان ہے کہ الاکسیر کی تینوں مطبوعہ جلدیں کسی تاجر کتب نادرہ کے ہاں دیکھی تھی۔ حکیم محمد حسین بدر ڈیرہ نواب صاحب کے کتب خانہ میں قلمی نسخہ موجود ہے۔ جس کا انہوں نے اردو میں ترجمہ بھی کیا جو ہنوز طبع نہ ہوسکا۔ اس کا ایک مخطوطہ ہمدرد یونیورسٹی کراچی میں موجود ہے۔ ایک خطی نسخہ پنجاب پبلک لائبریری میں ہے۔ حجم ہر سہ جلد ۱۲۰۱ اوراق تقطیع ۷۔۱۰۲ اسطور ۱۵ بہ خط نستعلیق شکستہ روشن۔(۷)

۷۔ زمرد اخضر یاقوت احمر (عربی)

طب سے متعلق ہے۔ ۱۲۲۸ھ ماہ شوال وذی قعدہ میں تالیف ہوئی۔ اس کی

(۶)...... فہرست نسخہ ہائے خطی، کتاب خانہ ہائے پاکستان، جلد اول ص ۱۸۳

(۷)...... تفصیلی فہرست مخطوطات عربیہ ص ۲۳۷۔۲۴۰

تالیف نواب محمد شاہ نواز خان شہید کے ایما پر ہوئی۔ اس کا خطی نسخہ مکتوبہ تیرہویں صدی ہجری پنجاب پبلک لائبریری میں محفوظ ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

حجم: ۲۸۲ صفحات، تقطیع ۶ x ۹۴، سطور: ۱۴، خط نستعلیق، کشادہ رواں مکتوبہ: الہ دین ولد میاں احمد بخش تاریخ: ۱۹۱۶ ب، ۱۶ ماہ چیت۔ تفصیلی فہرست مخطوطات عربیہ، ص ۲۴۰)۔ اس کا ایک خوبصورت مخطوط مولوی خدا بخش بھٹہ کے پاس موجود ہے۔ یہ کتاب الاکسیر جلد سوئم کا خلاصہ ہے۔ اس کا فارسی ترجمہ حکیم مظفر الدین نے کیا۔ اس کے دو اردو ترجمے بھی شائع ہو چکے ہیں۔

ایک اردو ترجمہ حکیم علامہ ظہیر احمد سہوانی اور دوسرا اس کی شرح کے ساتھ مجرب الامراض کے نام سے حکیم نور علی خان نے کیا۔ (۸)

اس کے عربی متن کو فاروقی کتب خانہ ملتان نے ۱۸۲۸ء میں طبع کیا اور شیخ الٰہی بخش جلال دین تاجران کتب کشمیری بازار لاہور نے شائع کیا۔ اس کتاب کا جدید ترجمہ حکیم محمد شریف جگرانوی نے کیا تھا جو تاہنوز طبع نہ ہو سکا۔

۸۔ مشک عنبر (عربی)

علامہ پرہاروی تحریر فرماتے ہیں کہ یہ کتاب اسرار الاطباء کا خلاصہ ہے۔ (۹)

یہ رسالہ مختلف ناموں سے مشہور ہوا۔ الاعنبر، مشک عنبر، عنبر الاشعب، مشک اذفر۔ اس کا ایک قلمی نسخہ کتاب خانہ ہمدانی، مکتبہ الہمدانی، کوٹ مراد خان، قصور میں موجود ہے جس کی تاریخ کتابت ۱۲۳۴ھ ہے۔ (۱۰)

اس کا ایک اور قلمی نسخہ دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور میں موجود ہے۔ مخطوطہ نمبر: ۶ ۷ ۸ تقطیع: ۲۰ x ۱۶ سم، اوراق ۱۲، خط نستعلیق، کاتب: فقیر امام الدین،

---

(۸)...... مقالہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی (۹)...... مشک عنبر عربی، ص ۱۶، جلد اول

(۱۰)...... کتاب خانہ ہائے پاکستان، جلد اول، ص ۱۰۰

ساکن ٹڈا، معروف کند یکے۔ (۱۱)

زمرد اخضر اور مشک عنبر دونوں کو یکجا کر کے حاجی چراغ دین، سراج دین تاجران کتب، کشمیری بازار نے ۱۹۲۶ء بمطابق ۱۳۴۵ھ میں شائع کیا۔ ان کا اردو ترجمہ حکیم محمد منیر اختر نے کیا۔ جو ادارہ طبیب حاذق شاہ دولہ روڈ، گجرات سے شائع ہوا۔

ان کتب کے دو عدد قلمی نسخے حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے لاہور عجائب گھر کی لائبریری کو وقف فرمائے، جن کا مختصر تعارف یہ ہے:

۱۔ رسالہ زمرد اخضر یاقوت احمر (قلمی) کتابت ۱۹۱۶ء، کاتب: نظام الدین، تاریخ کتابت: ۱۹ بھاگن دسمبر ۱۹۱۶ سطور: ۱۵ فی صحہ، متن: کالی روشنائی سے سرخیاں شنگرفی، ہر صفحہ باجدول اوراق: ۷۵ تفصیل: خصوصیات مشک عنبر، زمرد یاقوت وغیرہ، سائز ۱۵x۲۳ سم ۱۵۹/۸۶mss۱۰۳۴

۲۔ العنبر بالمسک

عربی، خط: نسخ، ۱۸ سطور فی صفحہ، متن: کالی روشنائی، کاتب: نور احمد بن میاں روڈا، تاریخ کتابت: دسمبر ۱۹۲۶ء/ ۱۲۳۶ھ، تعداد اورقا: ۱۲، سائز ۵، ۲۵x۱۶ سم، ۶۴۴mss/۸۶۔۱۱۴۹۔ (۱۲)

۹۔ کوثر النبی فی اصول حدیث (عربی) دو جلد:

اصطلاحات حدیث کے موضوع پر ہے۔ ابتدائی حصہ مکتبہ قاسمیہ، چوک فوارہ، ملتان سے ۱۳۸۳ھ میں شائع ہوا۔ اس کا قلمی نسخہ مکتوبہ ۱۳۲۴ھ خانقاہ سراجیہ، کتاب خانہ سعیدیہ کندیاں میں موجود ہے۔ (۱۳)

(۱۱)...... فہرست مخطوطات، جلد سوئم ص ۳۲۸۷

(۱۲)...... حکیم محمد موسیٰ امرتسری، صفحہ: ۷۳۔۷۵

(۱۳)...... کتاب خانہ ہائے پاکستان، جلد اول، ص ۱۶۱

اس کتاب کی تلخیص منتخب کوثر النبی کے نام سے محمد جی نامی ایک عالم نے کی جس کا ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔ نمبر: ARB۱۹/۱۸۲۳، اوراق: ۲۷ سطور: ۲۶ تقطیع: ۱۵ اسم خط: شکستہ آمیز کاتب: غلام محی الدین تاریخ کتابت: ۱۲۸۴ھ (۱۴)

اس کا ایک اور قلمی نسخہ نامکمل جلد دوئم جامعہ رشیدیہ شاہدرہ کی لائبریری میں موجود ہے۔ (۱۵)

اس کی جلد دوئم کا قلمی نسخہ مولانا عبدالکریم جامپوری مدرس انوار العلوم ملتان کے کتب خانے میں موجود ہے۔ علامہ کے وصال کے بعد خدا معلوم اس کا کیا حشر ہوا۔

اس کتاب پر منہاج یونیورسٹی سے پروفیسر محمد نواز ظفر نے ۲۰۰۸ء میں ایم فل کی ڈگری حاصل کی۔

۱۰۔ النبراس شرح لشرح عقائد (عربی)

علامہ ابوحفص نجم الدین عمر بن محمد معروف بہ نجم النسفی ۵۳۷ھ نے عقائد اہل سنت پر ایک مختصر رسالہ لکھا جس کی کثرت سے شرحیں لکھی گئیں۔ جن میں علامہ سعد الدین تفتازانی (م ۷۹۲ھ) کی شرح متداول ہے جس پر علامہ پرہاروی نے ۱۲۳۹ھ میں شرح مکمل لکھی جو "النبراس" کے نام سے ہے۔ (۱۶)

جو سب سے پہلے مصر سے شائع ہوئی۔ (۱۷)

۱۳۱۸ھ میں حاجی دین محمد اینڈ سنز نے لاہور سے طبع کیا جس میں مولانا محمد برخوردار ملتانی کا حاشیہ موجود ہے۔ جو انہوں نے ۱۳۱۶ھ میں تحریر فرمایا۔ مولانا اسد نظامی کا بیان ہے کہ انہوں نے بعض مقامات پر اپنی طرف سے رائے قائم کی ہے۔

---

(۱۴)..... فہرست مفصل، جلد اول ۳۳۲-۳۳۳ (۱۵)..... تحقیقی مقالہ، علامہ عبدالعزیز الفرہاروی، ص ۹۱

(۱۶)..... تذکرہ علمائے پنجاب، جلد اول، ص ۲۹۷

(۱۷)..... ہفت روزہ سفینہ خبر ۱۰ جولائی ۱۹۸۹ء

۱۹۰۳ء میں ہاشمی پریس میرٹھ سے شائع ہوئی۔ (۱۸)

اسے مکتبہ قادریہ لاہور نے ۱۹۷۷ء میں شائع کیا اور یہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی اکیڈمی، بندیال شریف، سرگودھا سے ۱۹۸۸ء میں شائع کی گئی۔ مکتبہ امدادیہ، دارالعلوم مظہریہ ملتان نے اس کا معرکتہ الآراء حاشیہ حذف کر کے شائع کیا۔ یہ کتاب مدارس عربیہ میں بطور نصاب پڑھائی جارہی ہے۔ اس کے خطی نسخے بکثرت مل جاتے ہیں۔ اس کا ایک قلمی نسخہ مولوی فیض محمد قادری مرشدآباد ضلع میانوالی کے پاس موجود ہے۔ (۱۹)

اس کا ایک خوبصورت قلمی نسخہ دارالعلوم محمودہ محمودیہ، تونسہ شریف میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ اس کا نامکمل قلمی نسخہ پروفیسر جعفر بلوچ کے پاس موجود ہے۔ جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

کاتب: گل محمد، سنہ کتابت: ۱۳۰۰ھ خط: نستعلیق، روشنائی: سیاہ، حاشیہ: سرخ روشنائی، سطور فی صفحہ: ۱۷، سائز: ۲۰x۳۰ سم۔

۱۱۔ صراط مستقیم

دینیات اور عقائد سے متعلق ہے۔ اکثر حصہ اس کتاب کا خود مصنف کا مکتوبہ ہے، کچھ حصہ کسی شاگرد کا لکھا ہوا ہے۔ یہ مخطوطہ نواب بہاولپور کے کتب خانے میں موجود ہے۔

۱۲۔ العتیق (عربی)

۱۳۔ ایرادات عن بعض علماء ڈیرہ غازی خان: یہ رسالہ (علماء ڈیرہ غازی خان کے اعتراضات مع جوابات) کوثر النبی کے آخر میں چھپا ہے۔

۱۴۔ سدرۃ المنتھی (فارسی) ۱۵۔ کلام الامام۔ (۲۰)

---

(۱۸)……دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور کا تعارف، صفحہ: ۸۳

(۱۹)……نمائش نوادرات ومخطوطات، جشن ملتان

(۲۰)……فہرست مطبوعہ وغیر مطبوعہ قلمی تصانیف، علامہ پرہاروی

پینتالیس عربی فارسی نعتوں کا مجموعہ، مصطفائی پریس لاہور سے طبع ہوا۔

۱۶۔ مناظرہ الجلی فی علوم التجمیع (عربی)

یہ مناظرہ کوثر النبی حصہ اول کے ساتھ ملتان سے شائع ہونا تھا۔ اس کا اردو ترجمہ مولانا منظور احمد سعیدی، استاذ جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ شریف سندھ نے کیا۔ خدا کرے جلد منظر عام پر آجائے۔

۱۷۔ مرام الکلام فی عقائد الاسلام (عربی)

یہ کتاب عقائد اہلسنت کے متعلق ہے۔ فاروقی کتب خانہ ملتان سے شائع ہوئی۔ اس کا قلمی نسخہ دیال سنگھ لائبریری میں موجود ہے۔ جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

ناقل: غلام نبی بیر کوٹی سدھانہ ملتان ۱۳۰۸ھ ۱۲ محرم خط: نسخ، نستعلیق، وقف شدہ مولانا عطاء اللہ حنیف سلفیہ لائبریری شیش محل روڈ لاہور، مخطوطہ نمبر ۲۹۹، تقطیع: ۲۰x۱۳ سم، اوراق: ۱۳۱، خط: نسخ و نستعلیق۔ (۲۱)

۱۸۔ حاشیہ عزیزیہ

منطق کے مشہور رسالے ایساغوجی پر حاشیہ لکھا گیا ہے۔ اس کا قلمی نسخہ مولانا اسد نظامی کے پاس موجود ہے۔

۱۹۔ الناہیہ

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل مناقب پر ایک محققانہ کتاب ہے جو ۳ رمضان ۱۲۳۲ھ میں مکمل ہوئی، جسے ادارۃ الصدیق ملتان نے شائع کیا۔ اس مطبوعہ نسخے کو مکتبہ ایشیق ترکی استنبول نے ۱۹۸۳ء میں چھاپا۔ مکتبہ غراس للنشر والتوزیع کویت نے ۱۴۲۲ھ میں شائع کی۔ اس کا

(۲۱) ...... فہرست مخطوطات عربی، فارسی، جلد دوئم، ص ۱۰۷

اردو ترجمہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے ۱۴۰۰ھ میں مکمل کیا۔ جسے عبدالعزیز اکیڈمی کوٹ ادو نے مع عربی متن کے شائع کیا۔ یہی ترجمہ کتب خانہ اسلامیہ ملتان سے ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوا۔

اس کا ایک اور اردو ترجمہ مولانا محمد غزالی جالندھری فاضل جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی نے بھی کیا۔

اسے معاویہ پبلی کیشنز، مدرسہ معمورہ، بخاری اکیڈمی، مہربان کالونی نے بھی شائع کیا۔ اس کا ایک اور اردو ترجمہ مولانا فیض احمد اویسی بہاولپور نے بھی کیا، علاوہ ازیں اردو ترجمہ کر کے مولانا محمد اعظم سعیدی نے مدرسہ دعوت القرآن کراچی سے ۱۹۸۴ء میں شائع کیا۔ اس کتاب کا اصل قلمی نسخہ دارالعلوم محمودہ محمودیہ تونسہ شریف میں موجود ہے۔ جس پر علامہ پرہاروی کے دستخط موجود ہیں۔ صدر المشائخ حضرت خواجہ غلام نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے زر کثیر صرف کر کے وقف کتب خانہ فرمایا۔ اس کا ایک اور ترجمہ مفتی منظور احمد تونسوی، مدرس قاسم العلوم ملتان با حوالہ کر رہے ہیں۔

۲۰۔ فن الالواح (عربی) موضوع عملیات تعویذات (۲۲)

۲۱۔ رسالہ الاوفاق (عربی)

یہ الالواح کا خلاصہ ہے، جسے السر المکتوم کے ساتھ مولوی عبدالکریم جامپوری نے ملتان سے شائع کیا۔

۲۲۔ البحر المحیط (عربی) موضوع: تفسیر و متعلقات

۲۳۔ وحی مقدس، موضوع: تفسیر

نواب بہاولپور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ (۲۳)

---

(۲۲)...... السر المکتوم عربی، ص ۵۲ (۲۳)...... تذکرہ مشاہیر، قلمی

۲۴۔نعم الوجیز فی اعجاز القرآن العزیز(عربی)

علم بیان و بدیع سے عبارت ہے۔یہ رسالہ ۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۶ھ کو مکمل ہوا۔اس کا قلمی نسخہ کتب خانہ سعدیہ، خانقاہ سراجیہ کندیاں میں موجود ہے، جو فارسی رسم الخط میں ہے اور ۱۱۹ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کا حوالہ نمبر ۳۰۶ ہے۔اس کے علاوہ اس کے دو نسخے مکتبہ مولانا غلام محمد چیچہ وطنی ساہیوال کے پاس محفوظ ہے۔ایک نسخے کے کاتب مشتاق احمد ہیں۔۳۹ صفحات پر مشتمل خط شکتہ میں لکھا گیا ہے۔دوسرے نسخے کے کاتب مولانا غلام محمد ہیں۔یہ نسخہ ۱۱۳ صفحات پر مشتمل خط نستعلیق میں ہے۔نعم الوجز مکتبہ سلفیہ قدیر آباد ملتان سے شائع ہوا تھا۔اس پر حافظ سید حبیب اللہ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی سے ایم اے عربی کا مقالہ لکھ چکے ہیں۔جسے ۱۹۹۳ء میں پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب نے مجلہ ''المجمع العربی الباکستانی'' میں مکمل تحقیق سے شائع کیا۔

۲۵۔السر المکتوم ما اخفاہ المتقدمون(عربی)

علم اوفاق، تکسیر، جفر سے متعلق ہے جسے مدرسہ انوار العلوم ملتان کے استاد مولانا عبدالکریم جامپوری نے مختصر حالات کے ساتھ نوبہار الیکٹرک پریس ملتان سے شائع کرایا اور بعد میں ۱۳۹۷ھ میں عبدالعزیز اکیڈمی کوٹ ادو کی جانب سے شائع کیا گیا۔قلمی صورت میں کتب خانہ سید عباس حسین شاہ گردیزی پی۔سی۔ایس ریٹائرڈ ملتان کے پاس موجود ہے۔(۲۴)

اس کا اردو ترجمہ و تلخیص ادارہ شان اسلام لاہور سے شائع ہوئی۔

۲۶۔شرح حصن حصین

اوراد و ظائف سے متعلق ہے۔مولوی جلال الدین کھگہ چاہ کھگے والا مضافات محمود کوٹ ضلع مظفر گڑھ کے پاس موجود ہے۔اس کا ایک بوسیدہ نسخہ مولانا

(۲۴)......نمائش نوادرات و مخطوطات، جشن ملتان

اسد نظامی کے پاس بھی موجود ہے۔ (۲۵)

۲۷۔ کلید مستجاب۔ (۲۶) ۲۸۔ میزناب ۲۹۔ المرفوعات

۳۰۔ معجون الجواہر، موضوع: مختلف علوم پر بحث فی نکات العلوم

سیدہ خورشید صاحبہ پشاور یونیورسٹی سے ۱۹۹۸ء میں ایم فل عربی کی ڈگری حاصل کر چکی ہیں۔

۳۱۔ جامع العلوم الناموسیہ والعقلیہ

۳۲۔ کنز العلوم:

عربی و فارسی میں ۱۱ علوم کی توضیحات کی گئی ہے۔ نولکشور سے مطبوعہ ہے، مولانا محمد اشرف حامدی سجادہ نشین دربار عالیہ حامدیہ فتح پور کمال تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان کے پاس ہے۔ ابوالعلائی پریس آگرہ سے ۱۳۳۸ھ میں شائع ہوئی۔ (۲۷)

۳۳۔ دیوان عزیزی فارسی:

مولانا اسد نظامی کے پاس اس کے چند قلمی صفحات موجود ہیں۔ انہوں نے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب انیس الارواح کے اردو ترجمہ میں علاوہ پرہاروی کا خواجہ غریب نواز کے حضور نذرانہ عقیدت شامل کیا ہے۔ (۲۸)

۳۴۔ البعطاسیانی علوم المختلفہ (عربی)

الٰہیات کے موضوع پر ہے اور مختلف علوم پر بحث کی گئی ہے۔ مثلاً فلسفہ، معانی، کیمیا، ریمیا، ہیئت، طبیعات وغیرہ۔ اس کا ایک قلمی نسخہ گولڑہ شریف میں موجود ہے۔ ایک اور نسخہ حکیم محمد صدیق سہیل ملتان کے کتب خانہ میں موجو ہے۔ (۲۹)

---

(۲۵)...... آیات ادب (۲۶)...... فہرست مطبوعہ و قلمی تصانیف علامہ پرہاروی

(۲۷)...... الخصال الرضیہ، اردو ترجمہ، ص ۱۳ (۲۸)...... انیس الارواح، اردو ترجمہ ص ۳۰۴

(۲۹)...... نمائش نوادرات و مخطوطات، جشن ملتان

۳۵۔السر السماء (عربی)

ہیئت اور زائچہ سے متعلق ہے۔ اس کا قلمی نسخہ مولانا اسد نظامی کے پاس ہے ایک اور مخطوطہ کتب خانہ سعیدیہ، خانقاہ سراجیہ کندیاں میں موجود ہے۔ جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔ اوراق: ۲۲۲ تقطیع: ۲۰x۳۰ سم سطور: ۱۴، خط: نستعلیق۔ (۳۰)

۳۶۔صلوۃ المسافر موضوع: نماز قصر

۳۷۔یاقوت التاویل فی اصول تفسیر (عربی) ۳۸۔تکمیل العرفان

۳۹۔سر المعاد موضوع: دینی معاملات اور مسائل پر بحث

۴۰۔المستجاب فی الجفر و وفق، موضوع: عملیات

۴۱۔اللوح المحفوظ فی التفسیر (عربی) دو جلد

قرآن مجید کی تفسیر دو جلدوں میں ہے۔ جس میں دینی معاملات پر بحث کی گئی ہے۔ قلمی نسخہ مولانا اسد نظامی کے پاس موجود ہے۔

۴۲۔فرہنگ مصطلحات طبیہ (فارسی) موضوع: علم طب

۴۳۔الیاقوت (عربی) سہ جلد

اس کتاب پر ڈاکٹر محمد شریف سیالوی شعبہ علوم اسلامیہ ۱۹۹۴ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔

علوم قدیمہ و جدیدہ کا جامع تعارف ہے۔ اس کی ایک جلد قلمی صورت میں سردار محمد افضل ڈیروی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

۴۴۔التریاق (عربی) دو جلد

طب کے موضوع پر ہے۔ قلمی نسخہ تونسہ شریف کی لائبریری میں موجود ہے۔ (۳۱)

---

(۳۰)......فہرست نسخہ ہائے خطی، کتاب خانہ ہائے پاکستان، ص: ۱۶۵

(۳۱)......کتاب خانہ ہائے پاکستان، جلد اول، ص ۱۶۵

راقم الحروف نے یہ دونوں جلدیں عبدالتواب اکیڈمی بوہڑ گیٹ ملتان میں دیکھی، تھیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ جلد اول، اوراق: ۱۱۶ خط: نسخ، تقطیع: ۲۷x۱۷ سم سطور ۲۵ اس کے ساتھ دوسری جلد کا بھی حصہ شامل ہے۔ جلد دوئم، اوراق: ۲۵۴، خط: شکستہ، تقطیع: فل اسکیپ، تاریخ کتابت ذی قعد ۱۲۷۳ھ کاتب مولوی قمر الدین بن مولانا عبدالخالق نقشبندی جامپوری۔

۴۵۔ مسائل السماع ۴۶۔ نھایۃ الاعمال

۴۷۔ الدر المکنون:

۲۱۷ صفحات پر مشتمل طب کے موضوع پر ہے۔ قلمی نسخہ کتب خانہ پر اراں شریف جن پور میں ہے۔ (مضمون مولانا محمد اعظم سعیدی)

۴۸۔ الجواہر المصون: (عربی) موضوع: عملیات وتعویزات، علم نجوم و جفر، صفحات: ۶۴، خط: نستعلیق، سنہ کتابت: ۱۳۴۹ھ، کاتب: شیخ احمد بن مولوی خدا بخش جراح تونسہ شریف۔

۴۸۔ رسالہ فی الجفر الجامع: قلمی نسخہ کتب خانہ پر اراں شریف جن پور میں ہے۔

۴۹۔ الالہامیہ (عربی) طبیعات میں چاند گرہن اور سورج گرہن سے متعلق ہے۔

۵۰۔ التمیز فی تنقیح فلسفہ موضوع: رد فلسفہ یونان

۵۱۔ الیواقیت فی علم المواقیت، موضوع: علم اوقات

۵۲۔ حاشیہ شرح جامی قلمی نسخہ اسد نظامی کے پاس ہے۔

۵۳۔ جواہر العلوم ۵۴۔ مخزن العوارف موضوع: تصوف

۵۵۔ الاوقیانوس ۵۶۔ منتھی الکمال:

قلمی نسخہ سید نور احمد شاہ قطب پور نزد دنیا پور براستہ جہانیاں منڈی موجود ہے۔ زبان: عربی، سائز: افٹ ۹ انچ، صفحات: ۳۳۳، کاتب علامہ پرہاروی، سنہ کتابت:

پڑھا نہیں گیا۔

علم جفر، تکسیر، عملیات سے متعلق نہایت جامع کتاب ہے۔ اس کا قلمی نسخہ مولانا اسد نظامی کے پاس ہے۔

۵۷۔ حاشیہ مسلم الثبوت

اصول فقہ کی معتبر کتاب ہے، جس پر علامہ پرہاروی کا معرکہ آرا حاشیہ ہے۔ اس کا خطی نسخہ مولانا اسد نظامی کے پاس موجود ہے۔

۵۸۔ تخمین التقویم موضوع: اخراج تاریخ

۵۹۔ النیرین موضوع: علم ہیئت

۶۰۔ النموذج فی لغۃ القرآن۔

۶۱۔ شرح التجرید

۶۲۔ عقائد المرام

۶۳۔ مخزن الاسرار مخطوطہ ملکیت اسد نظامی

۶۴۔ کبریت احمر موضوع: علوم ریاضی

۶۵۔ تسہیل الصعود موضوع: دنیا کے طول و عرض پر بحث کی گئی ہے۔

۶۶۔ الاوسط (عربی) موضوع: علم نحو

۶۷۔ رسالہ فی عالم المثال (عربی) حبیب فائق ملتانی کے پاس مخطوطہ موجود ہے۔ یہ رسالہ ماہنامہ الدراسات الاسلامیہ کے مدیر ڈاکٹر محمد الغزالی شائع کر رہے ہیں۔

۶۸۔ تسہیل السیارات (عربی) موضوع: فلکیات و تسخیر سیارگان

۶۹۔ فضائل اہل بیت قلمی نسخہ، مملوکہ اسد نظامی

۷۰۔ عمائد الاسلام فی عمدۃ المرام (عربی) موضوع: علم الکلام (۳۲)

۷۱۔ کتاب الطب (عربی) دو جلد

۷۲۔ شموس الانوار موضوع: عملیات

۷۳۔ المفردات (عربی)

---

(۳۲)..... فہرست مطبوعہ و غیر مطبوعہ، قلمی تصانیف علامہ پرہاروی

قلمی نسخہ مولوی خدا بخش بھٹہ کے پاس موجود ہے۔ یہ طب سے متعلق ہے۔

۷۴۔ السر المکنون منتہی الکمال کا خلاصہ ہے۔ قلمی نسخہ کتب خانہ سلطانی بہاولپور میں موجود ہے۔

۷۵۔ بیاض الطب۔ ۱۱۱ صفحات پر مشتمل نسخہ جات حکیم محمد یٰسین ہنجراء کے پاس ہے۔ (مولانا محمد اعظم سعیدی)

۷۶۔ شرح قانونچہ (۳۴) ۷۷۔ تفسیر عزیزی

۷۸۔ بیاض عزیزی ۷۹۔ حاشیہ مدارک

۸۰۔ معدن الخزائن۔ ریاضی، معدنیات، دھاتوں پر بحث ہے۔

۸۱۔ اختصار تذکرۂ طوسی ۸۲۔ قمرین فی علم الکسوف والخسوف

۸۳۔ ابوائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: (☆)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے حالات اور ایمان پر مشتمل عربی رسالہ ہے۔ جسے حافظ عبد الغفور نابینا پکا لاڑاں تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان نے ۱۹۷۵ء میں استاذ العلماء مولانا عبد الکریم اعوان (امین آباد) تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان کو اردو ترجمے کیلئے دیا تھا۔ (مولانا محمد اعظم سعیدی کراچی)

۸۴۔ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۸۵۔ تحفہ عبیدیہ: حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانی کے مجربہ اوراد و وظائف کا مجموعہ ہے۔ بکھرے ہوئے قلمی اوراق ۸۶ پروفیسر صاحبزادہ ضیاء الدین کے پاس ہے۔

(☆)...... علامہ پرہاروی نے مذکوہ کتاب میں صفحہ: ۱۱۱ پر حضرت ابن عمر کی روایت ذکر کی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں بروز قیامت اپنے والد اور عم محترم ابو طالب کی شفاعت کروں گا۔ لیکن افسوس کہ مطبوعہ نسخے سے اس عبارت کو حذف کر دیا گیا ہے جو سراسر علمی بددیانتی ہے۔

(۳۴)...... مقالہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی، غیر مطبوعہ

۸۶۔حکایات اولیاء ۸۷۔رسالہ نبض ۸۸۔رسالہ فصد

۸۹۔تفسیر تبارک الذی بیدہ الملک ۹۰۔حقیقۃ الوحی ۹۱۔مخزن احمدی

۹۲۔مکتوبات عزیزی (۳۴)

۹۳۔تعلیقات رسالہ تہذیب الکلام (عربی)

قلمی صورت میں مولوی خدا بخش بھٹہ اور مولانا اسد نظامی کے پاس موجود ہے۔

۹۴۔ملخص الاتقان فی علوم القرآن ۹۵۔اعجاز التنزیل فی البلاغۃ

۹۶۔ماغاسطن فی الحکمۃ الریاضیہ وعلم الرصد

۹۷۔کتاب السبل (فارسی)

طب کے موضوع پر ہے۔اس کا کوئی مستقل نام نہیں۔کتاب السل لغیر الحقیقی کے الفاظ سے آغاز کیا گیا ہے۔مولوی خدا بخش بھٹہ کوٹ ادو کے پاس موجود ہے۔

اس کا اردو ترجمہ استاد محترم مولوی حسن بخش فارسی ماسٹر کوٹ ادو نے کیا۔

۹۸۔تسخیر اکبر ۹۹۔البیت المعمور

۱۰۰۔البیت المحفوظ ۱۰۱۔صرف عزیزی

۱۰۲۔نحو عزیزی:

اس کا ایک بوسیدہ قلمی نسخہ مولوی خدا بخش بھٹہ کے پاس موجود ہے۔

۱۰۳۔تفسیر سورۃ الکوثر ۱۰۴۔حب الاصحاب موضوع: فضائل صحابہ

۱۰۵۔رسالہ فی رد الروافض خطی نسخہ مملوکہ اسد نظامی

۱۰۶۔ماء بما ابیض (عربی) موضوع: فلسفہ شریعہ (۳۵)

۱۰۷۔نسائخ مجربہ کبیر، موضوع: طب وعملیات

---

(۳۴)......فہرست مطبوعہ وقلمی تصانیف، علامہ پرہاروی، غیر مطبوعہ

(۳۵)......تذکرۂ مشاہیر، قلمی

۱۰۸۔ نسائخ مجربہ صغیر موضوع: طبی نسخے (۳۶)

۱۰۹۔ علم اسطرنومیا کبیر ۱۱۰۔ علم اسطرنومیا صغیر

۱۱۱۔ علم اسطرنومیا متوسط (۳۷) علم سائنس، فلکیات کے موضوع پر ہے۔

۱۱۲۔ تسہیل الکسوف والخسوف۔ ۱۱۳۔ الماس۔

۱۱۴۔ تعویز فی الوفق ۱۱۵۔ تسہیل القمر

۱۱۶۔ دیوان العرب ۱۱۷۔ رسالہ خضاب

۱۱۸۔ وافی فی القوافی ۱۱۹۔ میزان فی عروض العرب وقوافیہ

۱۲۰۔ رسالہ الافعلۃ ۱۲۱۔ دستور العروض والعواد العربیۃ والفارسیۃ

۱۲۲۔ تلخیص للموسطات فی الہندسہ۔ ۱۲۳: مفتاح الکنوز وتبیان الرموز

۱۲۴: عرش معلیٰ ۱۲۵: بلوغ المرام فی درالشیعہ

۱۲۶: تحصیل الکمال بالخصال الموجبہ للظلال

علامہ پرہاروی کا اپنی تصانیف پر ذاتی تبصرہ:

علامہ پرہاروی نے اپنی کتب کے بارے میں جو خصوصیات بیان فرمائی ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

انگریزوں کو علم اسطرنومیا سیکھنے کا بہت اشتیاق تھا لیکن تلاش بسیار کے باوجود انہیں یہ علم پڑھانے ولا کوئی نہ مل سکا، جبکہ اس فقیر نے اس علم میں جلیل القدر کتاب تصنیف کی، ابرخوس (۳۸) بھی کتاب کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ بطلیموس

(۳۶)......الخصال الرضیہ، اردو ترجمہ، ص ۱۳

(۳۷)......فہرست مطبوعہ وقلمی تصانیف، علامہ پرہاروی، غیر مطبوعہ

(۳۸)......یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک سو چالیس برس قبل گزرا ہے۔ علم ہیئت کا ماہر تھا۔ جس نے اس فن میں بہت اضافہ کیا۔ اس کی تصانیف یونانی سے عربی زبان میں ترجمہ کی گئیں۔

(۳۹) اس کے دلائل کے سامنے سر تسلیم خم کر لیتا۔ (۴۰)

عہد آدم سے لے کر آج تک کسی شخص نے علم ریاضی پر اس جیسی جامع کتاب نہیں لکھی، جو میں نے کبریت احمر لکھی ہے۔ (۴۱)

موجودہ دور کی کتب پر اس کتاب (الاکسیر) کو بہت سی باتوں میں فضیلت حاصل ہے اور بہت سے فضائل ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ کتاب اکثر دیگر کتابوں پر حاوی ہے۔ (۴۲)

یہ کتاب خزائن ربانیہ کی اکسیر ہے اور فضل خداوندی کا ایسا عظیم الشان خزانہ ہے کہ بقراط (۴۳) اور جالینوس (۴۴) حیرت زدہ ہیں اور ارکاغامیس (۴۵) اور براقلموس (۴۶) حیران ہیں۔ (۴۷)

---

(۳۹)...... یہ پہلا شخص ہے جس نے اصطرلاب (آلات نجوم) بنائے۔ اس کے زمانہ میں بہت بڑے سامان سے رصد خانہ بنا اور اجرام فلکی کے حالات تحقیق کیے گئے۔ اس کا نظام تمام یورپ میں مدتوں یعنی کوپرنیکس کے زمانہ تک متداول رہا۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس کی کتاب مجسطی، جو علم ریاضی پر ہے، عرب ہی کی بدولت یورپ پہنچی، عربی سے لاطینی اور پھر فرانسیسی میں ترجمہ کیا گیا، جو پیرس میں ۱۸۰۷ء میں شائع ہوا۔

(۴۰)......کوثر النبی، جلد اول، ص: ۱۰۵ (۴۱)......نفس المصدر، ص: ۱۰۶

(۴۲)......الاکسیر، جلد سوئم، اردو ترجمہ، ص ۲

(۴۳)......حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو سال قبل اس نے فن طب کو مرتب کیا اور کتابیں لکھیں۔ اس کی کتابوں کے عربی میں تراجم کیے گئے۔ ان میں فصول، شفاء الامراض قابل ذکر ہیں۔

(۴۴)......۵۹ء میں پیدا ہوا۔ ہندسہ حساب پڑھنے کے بعد سترہ برس کی عمر میں طب کی تحصیل......شروع کی اور اس کی تکمیل کے لیے ایتھنز، سائرس، اٹلی، اسکندریہ کا سفر کیا۔ اس نے فن طب کے متعلق بہت سے نئے مسائل دریافت کیے اور کتابیں لکھیں، جو قدیم زمانہ میں اسلامی درس گاہوں کے نصاب تعلیم میں شامل تھیں، ان میں البرہان، الطبیب بہت مقبول ہیں۔ (بقیہ حاشیہ)......>

آپ کی تصانیف پر مشاہیر کی آراء:

منشی شیر محمد نادر ملتانی:

علامہ پرہاروی تحریر کرنے کا نہایت اعلیٰ درجے کا ذوق رکھتے تھے اور بہت سی قلمی کتب جمع کر رکھی تھی اور انہوں نے ہر فن کی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ (۴۸)

مولوی شمس الدین بہاولپوری:

علامہ پرہاروی نے اپنی کتاب الاکسیر میں ایسا غریب طریقہ ملحوظ فرمایا ہے جو کسی کو میسر نہیں یعنی ہر ایک کو علم میں لحاظ مسائل شرعیہ اس حد تک ملحوظ رکھا کہ یہ مسئلہ مخالف اور یہ موافق اور یہ سکوت عنہ شرع کا۔ (۴۹)

مفکر اسلام، شاعر، مشرق، حکیم الامت، علامہ اقبال، اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

مخدومی جناب میر صاحب،

السلام علیکم! ایک بزرگ علامہ عبدالعزیز بلہاروی تھے، جن کا انتقال ۱۲۶۰ھ میں ہوا۔ انہوں نے ایک رسالہ ''سر السماء'' کے نام سے لکھا۔ جس کی تلاش مجھے ایک مدت سے ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ علامہ موصوف کا کتب خانہ ایک بزرگ مولوی

---

(۴۵)…… یہ بھی مشہور یونانی حکیم اور فلسفی تھا۔

(۴۶)……۱۳۱۲ھ میں پیدا ہوا۔ فلسفہ اور ریاضی میں استاد وقت تھا۔ یہ مذہب عیسوی کا سخت مخالف تھا۔ اس کی تصانیف بھی عربی میں ترجمہ کی گئیں۔

(۴۷)…… تفصیلی فہرست، مخطوطات عربیہ، ص ۲۳۸

(۴۸)…… زبدۃ الاخبار، فارسی، ۸۵،

(۴۹)…… الاکسیر، اردو ترجمہ، جلد سوئم، ص، ۲۳، ۷

شمس الدین بہاولپوری کے قبضہ میں چلا گیا تھا۔ شاید مولوی شمس الدین ان کے کوئی عزیز تھے یا کیا؟ بہر حال اس عریضے کا مقصود یہ ہے کہ ازراہ عنایت آپ مذکرہ بالا رسالے کی تلاش میں مجھے مدد دیں۔ قابل دریافت امر یہ ہے کہ کیا علامہ عبدالعزیز مرحوم کا کتب خانہ بہاولپور میں محفوظ ہے؟ ممکن ہے مولوی شمس الدین کے خاندان میں وہ کتب محفوظ ہوں۔ اگر مولوی شمس الدین کے خاندان میں وہ کتب محفوظ ہیں تو رسالہ بالا ممکن ہے ان کتب میں مل جائے۔ آپ مہربانی کر کے اپنے اثر ورسوخ کو اس مقصد کے لیے کام میں لائیں۔ جس کے لیے میں آپ کا نہایت ممنون ہوں گا۔ اس کے علاوہ جو مقصد میرے زیر نظر ہے وہ قومی ہے۔ انفرادی نہیں ہے۔ امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا اس خط کے جواب کا انتظار رہے گا۔ (۵۰)

مخلص محمد اقبال بیرسٹر۔ لاہور

مؤرخ لاہور میاں محمد دین کلیم نے "علامہ اقبال کی خواجگان چشت سے عقیدت" پر ایک مقالہ تحریر فرمایا، جو ماہنامہ عرفات لاہور میں جون ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا جس کا نسخہ راقم کو موصول ہوا تو میاں صاحب کو مکتوب لکھا کہ آپ نے علامہ پرہاروی کا ذکر اس مقالے میں شامل نہیں کیا۔ انہوں نے معذرت کر لی، راقم نے میاں صاحب کو اسی خط کی فوٹو کاپی ارسال کر دی۔ افسوس کہ ان کی عمر نے وفا نہ کی اور علامہ پرہاروی کا ذکر شامل کتاب نہ ہو سکا۔ البتہ انہوں نے علامہ پرہاروی کا تذکرہ اپنی آخری تصنیف "تذکرہ مشائخ چشت" میں ضرور کیا۔ وہ مسودہ حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور کے کتب خانہ میں موجود ہے اور طباعت کے انتظار میں پڑا ہے۔ اس کا منتخب شدہ "چشتی خانقاہیں اور سربراہان برصغیر" مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور سے شائع ہوا۔ علاوہ ازیں ظہور احمد دھریجہ کی کتاب "علامہ اقبال اور سرائیکی وسیب" میں بھی

(۵۰)......ماہنامہ المعارف لاہور دسمبر ۱۹۸۳ء

علامہ پرہاروی کا ذکر نہیں کیا گیا۔

مخدومی الحاج حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور:

آپ بیان فرماتے ہیں۔ علامہ پرہاروی کی تصانیف کا جو اعلیٰ معیار ہے۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جیسے بلند پایہ بزرگ تھے۔

پروفیسر ضمیر الحسن چشتی گورنمنٹ کالج کوٹ ادو:

کوثر النبی جیسی بلند پایہ تالیف کا موضوع علم اصول حدیث ہے۔ اس عظیم تالیف کے باعث مصدف علام کا شعار ان علمائے حدیث میں کیا جا سکتا ہے۔ جنہیں اس بات کا احساس تھا کہ برصغیر پاک و ہند میں علوم حدیث کی طرف کما حقہ توجہ نہیں دی گئی۔ (۵۱)

مولانا عبدالقادر آزاد، خطیب شاہی مسجد لاہور:

علامہ عبدالعزیز کی بعض کتب یورپ میں بھی پائی گئی ہیں۔ خاص طور پر آپ کی فلکیات کی کتاب سے انگریزوں نے کافی فائدہ حاصل کیا اور چاند کی معلومات کے بارے میں انگریزوں کے لیے مفید ثابت ہوئی۔ انگریزوں نے ایک کمیٹی بنائی ہے جس پر انہوں نے لاکھوں روپے خرچ کیے ہیں۔ یہ کمیٹی آپ اور آپ کی کتابوں کے بارے میں تحقیق کر رہی ہے۔ (۵۲)

ڈاکٹر پروفیسر خیرات محمد ابن رسا، سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور:

علامہ پرہاروی کا منظوم عربی رسالہ جامعۃ الازہر قاہرہ مصر میں پڑھایا جا رہا ہے۔ (۵۳)

---

(۵۱)...... تحقیقی مقالہ علامہ عبدالعزیز الفرہاروی، غیر مطبوعہ، ص ۸۷

(۵۲)...... المصدر السابق، ص: ۴۳

(۵۳)...... ضلع مظفر گڑھ، تاریخ ثقافت تے ادب سرائیکی، ص ۱۵۳

سید مناظر احسن گیلانی:

جب شرح عقائد شروع ہوئی تو میرے ایک پنجابی استاد مولانا محمد اشرف مرحوم نے شرح عقائد کی ایک گمنام شرح کا پتہ دیا۔ اس کا نام النبراس ہے اور اب بھی اس سے لوگ ناواقف ہیں۔ یہ ملتان ہی کے ایک غیر معروف بزرگ مولانا عبدالعزیز کی تصنیف ہے اور ملتان ہی سے شائع ہوئی ہے۔ انہوں نے یہ کتاب منگوائی۔ واقعہ یہ تھا کہ اس کتاب میں عام درس مذاق سے زیادہ مفید چیزیں ملنے لگیں اور اس کے مطالعہ میں زیادہ لذت ملنے لگی۔ میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ علم کلام کا تصوف کے نظری حصہ سے جو تعلق ہے سب سے پہلے اس کا سراغ مجھے النبراس ہی کے چراغ کی روشنی میں ملا۔ اس میں کتابی الجھنوں سے زیادہ واقعات سے دماغوں کو قریب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ (۵۴)

منشی عبدالرحمٰن ملتانی:

علم نجوم اور فلکیات کے متعلق علامہ پرہاروی کا ایک رسالہ کیمبرج یونیورسٹی کے نصاب میں شامل ہے اور یونیورسٹی کی طرف سے تین رکنی کمیٹی آج سے تقریباً چھبیس سال قبل علامہ کے مزید حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے ملتان آئی تھی۔ (۵۵)

عمر کمال خان ایڈووکیٹ ملتان:

علامہ پرہاروی کو اپنی کتاب النبراس پر فخر حاصل تھا۔ (۵۶)

علامہ محمد اعظم سعیدی۔ کراچی:

آپ کے علمی تفوق اور ادلہ قاہرہ کے شہ پارے ہمیں آپ کی تصنیف النبراس میں جا بجا نظر آتے ہیں۔ (۵۷)

---

(۵۴)......مشاہیر علم کی محسن کتابیں، ص ۵۰ (۵۵)......تاریخ ملتان ذیشان، ص ۵۱۵

(۵۶)......فقہاء ملتان ص ۳۳ (۵۷)......الخصال الرضیہ، اردو سرائیکی ترجمہ، ص ۱۲

مولانا غلام مہر علی گولڑوی، چشتیاں شریف:

علامہ پرہاروی نے ایسی کتابیں لکھیں کہ متقدمین اور متاخرین سے بھی سبقت لے گئے۔(۵۸)

مولانا مشتاق احمد چشتی، ملتان:

کتاب النبراس ایک لافانی قندیل کی حیثیت رکھتی ہے، اسی طرح مرام الکلام فی عقائد الاسلام بھی آپ کی مایہ ناز کتاب ہے فارسی میں آپ کا منظوم کلام ''ایمان کامل'' کے نام سے موسوم ہے۔ اس منظوم کتاب میں انتہائی جامعیت کے ساتھ دریا کو کوزے میں سمو دیا گیا ہے۔(۵۹)

سیٹھ عبید الرحمٰن بہاولپوری علیگ:

مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی حضرت کی کتب کے مطالعہ کی خواہش ظاہر کی تھی، غالباً آپ کی کوئی عربی فارسی کتب مطبوعہ یا مخطوطہ ان کی نظر سے گزری ہوں گی اور آزاد صاحب آپ کی جملہ تصانیف دیکھنے کے آرزومند ہوئے ہوں۔(۶۰)

جی ڈبلیو لائٹنر۔ سابق پرنسپل اورنٹیل کالج، رجسٹرار گورنمنٹ کالج،

بانی و چیف ایگزیکٹو آفیسر جامعہ پنجاب۔ لاہور:

ادویات پر ان کی کتابیں وسیع شہرت رکھتی ہیں اور برعظیم میں سند سمجھی جاتی ہیں۔ ان میں نمایاں ترین اکسیر اعظم۔ زمرد اخضر ہیں جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں طبع ہوئیں۔(۶۱)

---

(۵۸)......الیواقیت مہریہ، عربی، ص ۱۵۱ (۵۹)......ایمان کامل فارسی مع حاشیہ، ص ۲

(۶۰)......الناھیہ، اردو ترجمہ مولانا اعظم سعیدی، ص ۱۰

(۶۰)......ھسٹری آف انڈی جینس ایجوکیشن ان دی پنجاب، پارٹ ون، پیج: ۱۵۵

باب پنجم......☆

مناکحت و اولاد

علامہ پرہاروی نے بستی پرہاراں سے ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلے پر بستی سدھاری کی ایک خاتون سے نکاح کیا، جس سے ایک فرزند تولد ہوا، جس کا نام آپ نے عبدالرحمٰن رکھا، جو اڑھائی سال کی عمر میں وفات پا گیا۔ اس کی قبر آپ کی قبر سے متصل ہے۔(۱)

وصال و تدفین:

۱۲۳۹ھ بمطابق ۱۸۲۴ء میں بستی پرہاراں شریف میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کو اسی مسجد و مدرسہ کے احاطے میں دفن کیا گیا۔ جہاں آپ طلباء کو درس دیتے تھے۔ آپ کا مرقد منور غیر پختہ حالت میں موجود ہے۔

مادہ ہائے تاریخ وصال:

"آہ مظہر حبیب اللہ"

۱۲۳۹ھ

"ابدال رضی اللہ عنہ"

۱۲۳۹ھ

مشہور ہے کہ غبی طالب علم آپ کے مزار پر حاضر ہو کر مسجد شریف میں دو رکعت نفل ادا کر کے اس کا ثواب آپ کی روح کو پہنچائے تو وہ کند ذہن نہ رہے گا۔ اس کا مرض نسیان دور ہو جائے گا۔ یہ بات اکثر کم فہم طلباء کی آزمودہ اور مجرب ہے۔(۲)

---

(۱)...... ضلع مظفر گڑھ، تاریخ ثقافت تے ادب سرائیکی، ص ۱۵۱، ۱۵۲

(۲)...... فیضان نور، ص ۶۱

پروفیسر ضمیر الحسن چشتی صاحب اپنے تحقیقی مقالے میں مولانا عبدالقادر تونسوی کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ جب حافظ محمد جمال اللہ ملتانی نے علامہ پرہاروی کی وفات کے متعلق سنا تو ان اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ یہ بات درست نہیں ہے، کیونکہ علامہ پرہاروی نے حضرت حافظ صاحب کے وصال کے بعد انتقال فرمایا۔ البتہ مندرجہ بالا اقتباس حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری سے منسوب ہے۔

علامہ پرہاروی کے وصال کے بارے میں تین من گھڑت اور بے بنیاد بیان چند تذکرہ نویسوں نے لکھے ہیں۔

منشی عبدالرحمن ملتانی لکھتے ہیں کہ آپ نے کنویں میں چھلانگ لگا کر خودکشی کی۔ (معاذ اللہ) (۳)

مولانا محمد موسی، مولانا غلام رسول کے حوالے سے مرقوم ہیں کہ مولانا شیخ احمد ڈیروی نے حسد کی بناء پر آپ پر جادو کر دیا، جس سے آپ کی وفات ہوئی۔ (۴)

مولانا اسد نظامی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات زہر خوری سے ہوئی۔

مندرجہ بالا تینوں بیانات ناقابل قبول ہیں جو علامہ پرہاروی کے خلاف ایک سازش معلوم ہوتے ہیں۔ علامہ پرہاروی صوفی باصفا عارف باللہ تجربہ کار طبیب اور عامل کامل تھے۔ ان حضرات کے علاوہ کسی اور نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر نہیں کیا۔

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

مولانا شیخ احمد ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی بہتان عظیم ہے۔ جن کی تمام زندگی قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت اور ان پر عمل کرتے ہوئے گزری، بھلا وہ کیوں علامہ پرہاروی پر جادو اور حسد کرتے۔ وہ تو علامہ کے گہرے دوستوں میں سے تھے۔

(۳)……تاریخ ملتان ذیشان، ص ۵۶۶ (۴)……بغیۃ الکامل السامی، عربی ص ۸۸

روحانی و دینی علوم کی درس گاہ:

علامہ پرہاروی نے حصول علم سے فراغت کے بعد بستی پرہاراں شریف میں درس گاہ قائم کی۔ جس میں آپ نے درس و تدریس کا آغاز کیا۔ جہاں پر دور دراز کے بے شمار طلباء حاضر ہو کر آپ کی تبحر علمی سے مستفیض و مستفید ہوتے رہے۔ علاوہ ازیں آپ کے روحانی علوم سے بھی بے شمار لوگوں نے فیوض و برکات حاصل کیے۔ بعد از انتقال سلسلہ تدریس بند ہو گیا۔ ۱۳۷۹ھ میں کوٹ ادو کے نائب تحصیلدار شیخ حبیب اللہ خان نے غلام محمد ولد رائے داد پرہار کے تعاون سے اس مدرسہ کا دوبارہ سنگ بنیاد رکھا۔ جو اس وقت سے ''مدرسہ عربیہ عزیزیہ'' کے نام سے موسوم ہے۔ یہ درس گاہ آپ کے مزار سے ملحق ہے۔ (۵)

جس کے نام کافی زرعی و سکنی اراضی وقف ہے۔ حکومت پاکستان پر یہ فرض عائد ہے کہ علامہ پرہاروی کے مزار، مسجد اور درس گاہ کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں دے کر از سر نو تعمیر کرایا جائے۔

تلامذہ

نواب شاہنواز خان شہید سدوزئی ملتانی:

آپ تبحر عالم باعمل تھے اور ملتان کے لوگوں کی آنکھ کا تارا تھے۔ آپ نے مولانا عبدالعزیز پرہاروی سے کسب علم کیا۔ دفاع ملتان کی جان اور نواب مظفر خان کے لائق فرزند تھے۔ ۱۸۱۸ء کے آخری معرکہ ملتان میں اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ سکھوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ آپ شیخ الاسلام غوث بہاؤالدین ذکریا ملتانی کی درگاہ کے احاطے میں مدفون ہیں۔ علامہ پرہاروی نے اپنی کئی کتابوں میں ان کی

(۵)...... روزنامہ کوہستان ملتان، ۲۵ دسمبر ۱۹۶۷ء (مضمون مولانا عبدالقادر تونسوی)

فقہی بصیرت کا ذکر کیا۔(۶)

منشی شیر محمد نادر ملتانی مرقوم ہیں کہ شاہنواز خان شہید علامہ پرہاروی کے زیر تربیت رہنا بہت پسند کرتے ہیں۔(۷)

علامہ پرہاروی نے بھی زمرد اخضر اور نعم الوجیز الصمصام میں ان کا ذکر کیا ہے۔

مولانا پیر سید امام علی شاہ (المتوفی ۱۳۳۳ھ/۱۹۴۱ء):

بقول شیخ الحدیث حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدلعزیز پرہاروی کے شاگرد پیر سید امام علی شاہ تھے۔ جو تقریباً ایک سو بیس سال کی عمر پا کر اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ علامہ کاظمی شاہ صاحب ان کی بہت عزت و تکریم کیا کرتے تھے۔ اور وقتاً فوقتاً ان سے ملاقات کے لیے ان کے پاس جایا کرتے تھے۔ پیر سید امام علی شاہ بہت بڑے صوفی اور بلند پایہ عالم تھے۔ بالکل سادہ زندگی گزارتے تھے۔(۸)

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی کے جلیل القدر خلیفہ سید امام علی شاہ صاحب ساکن جبی (علاقہ سون)۔ جن کا مزار شریف جبی شریف سرگودھا میں ہے۔ ان کے جانشین سید حیدر علی شاہ ہوئے، ان کے بعد سید مزمل حسین شاہ ہوئے۔ آج تک ان کی اولاد میں جانشینی کا سلسلہ جاری ہے۔(۹)

رائے ہوت پرہار:

مولانا عبدالقادر تونسوی رقم طراز ہیں کہ رائے ہوت پرہار علامہ پرہاروی

---

(۶)...... فقہا، ملتان، ص ۳۶ (۷)...... زبدۃ الاخبار، فارسی صفحہ: ۵۸

(۸)...... تحقیقی مقالہ علامہ عبدالعزیز الفرہاروی، ص ۹

(۹)...... (نافع السالکین اردو ترجمہ، صاحبزادہ محمد حسین للہی ...... تذکرہ مشائخ چشت غیر مطبوعہ، از مؤرخ لاہور میاں محمد دین کلیم

کے خاص تھے۔ انہوں نے ہر طرح سے تعاون کیا اور ہمیشہ علامہ پرہاروی کے ساتھ رہے۔ (۱۰)

علامہ پرہاروی نے اپنی کسی بھی تصنیف میں اپنی پیری مریدی کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی بعد کے تذکرہ نویسوں نے یہ بیان کیا۔ البتہ یہ گمان غالب ہے کہ رائے ہوت پرہار علامہ پرہاروی کے شاگردوں میں سے تھے اور بستی پرہاراں شریف کے سکونتی تھے۔ ان کی نسل اور خاندان کے لوگ اب بھی وہاں پر موجود ہیں اور وہ اپنے آباؤ اجداد کو علامہ پرہاروی کا مرہون منت سمجھتے ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

(۱۰)...... روزنامہ کوہستان، ملتان ۲۵ دسمبر ۱۹۶۷ء مضمون عبدالقادر تونسوی

باب ششم...... ☆

آپ کی شخصیت پر تذکرہ نگاروں کا تبصرہ

منشی شیر محمد نادر ملتانی:

حافظ عبدالعزیز علوم کی حقیقتوں کو حاصل کرنے میں بہت صاحب ادراک تھے۔ قوت حافظہ نہایت قوی رکھتے تھے اور مطالعہ اور مذاکرہ کے لیے کتب معتبرہ کے صفحات واوراق حفاظ کی طرح پڑھ جاتے تھے۔ تحریر کرنے کا نہایت اعلیٰ درجے کا ذوق رکھتے تھے۔ (۱)

مولانا محمد برخوردار ملتانی:

علامہ پرہاروی محدث ومفسر تھے، علوم عقلیہ ونقلیہ پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ فروع واصول کے ماہر تھے۔ بلکہ آپ کو علم وادب سے غذا دی گئی۔ (۲)

مولانا عبدالحئ لکھنوی:

آپ ہمیشہ مطالعہ کتب میں مصروف رہتے تھے۔ اغنیاء سے پرہیز کرتے تھے اور ان کی نذرونیاز قبول نہیں کرتے تھے۔ اتباع سنت نبوی اور ترک تقلید کی طرف میلان قوی تھا۔ (۳)

مولانا عبدالحئ نے علامہ پرہاروی کے بارے میں لکھا ہے کہ "ترک تقلید کی طرف میلان قوی تھا" حالانکہ علامہ پرہاروی نے امام اعظم ابوحنیفہ کو النبر اس میں اپنا امام تسلیم کیا اور "ایمان کامل" میں تحریر فرماتے ہیں "ہست ایمان مقلد معتبر۔" رہا اقتباس الیا توت کا، تو علامہ پرہاروی قرآن وحدیث کے خلاف غیر شرعی تقلید کے قائل نہ تھے۔

---

(۱)...... زبدۃ الاخبار فارسی، ص ۸۵ (۲)...... حاشیہ النبراس، عربی، ص ۱

(۳)...... نزہۃ الخواطر، عربی، جلد ہفتم، ص ۲۷۷

مولوی عزیز الرحمٰن بہاولپوری:

مولوی عبدالعزیز ایک بہت بڑے علامہ، عامل، شاعر، مصنف، حکیم اور جامع کمالات گزرے ہیں۔ (۴)

حکیم محمد حسین بدر چشتی علیگ ڈیرہ نواب صاحب بہاولپور:

بے باکی اور صاف گوئی آپ کی فطرت تھی۔ (۵)

میاں محمد دین کلیم قادری لاہوری، مؤرخ لاہور:

آپ برصغیر پاک وہند کے ان تین چار قابل قدر علماء میں سے تھے جن کے مرتبے کو کوئی عالم نہیں پہنچ سکا۔ (۶)

مولانا غلام مہر علی گولڑوی چشتیاں شریف:

علامہ ظاہری باطنی علوم یگانہ روزگار تھے۔ علم فضل کی بدولت اہل دنیا کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ فقراء ومساکین کا علاج مفت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے علامہ کو ذکاوفہم کا وافر حصہ عطا کیا۔ (۷)

ڈاکٹر محمد اختر راہی، واہ کینٹ:

چشتی صوفیائے کرام عام طور پر امراء کے درباروں سے دور رہے ہیں۔ علامہ موصوف بھی امراء سے مستغنی تھے۔ تاہم جہاں علم ودین کی لگن نظر آتی وہاں تعلق رکھتے تھے۔ (۸)

---

(۴)......تذکرہ مشاہیر، قلمی، ص ۵۹ (۵)......تاریخ الاطباء پاک وہند، جلد اول، قلمی

(۶)......تذکرۂ مشائخ چشت، قلمی (۷)......الیواقیت مہریہ، عربی، ص ۱۸۲

(۸)......تذکرۂ علمائے پنجاب، جلد، اول، ص ۲۹۷

مولانا محمد اسحاق بھٹی لاہور:

تیرھویں صدی ہجری میں خطہ پنجاب کے کبار علماء میں سے تھے۔ (۹)

مولانا محمد موسیٰ، استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور:

پنجاب کی سرزمین میں ایسا شخص پیدا نہیں ہوا۔ (۱۰)

حکیم انوار احمد خان، کوٹ ادو:

مولانا عبدالعزیز نے اپنی پوری زندگی انسانی خدمت کے لیے وقف کر دی۔ کوٹ ادو ایک پس ماندہ مقام ہے۔ مگر اس علاقے کو یہ فخر حاصل ہے۔ کہ اس سرزمین پر ایک ایسے عالم باعمل صوفی باصفا کا جنم ہوا جو تاریخ میں دینی و ملی لحاظ سے سنہرا باب ہے۔ (۱۱)

☆☆☆☆☆☆☆

---

(۹)......فقہائے پاک و ہند، جلد دوئم، ص ۱۰۰

(۱۰)......بغیۃ الکامل السامی، عربی، ص ۸۸

(۱۱)......روزنامہ کوہستان ملتان ۲۵ دسمبر ۱۹۷۰ء مضمون حکیم انوار احمد خان

احوال و آثار

علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ

(حصہ دوم)

مرتب

متین کاشمیری

ناشر

بہار اسلام پبلی کیشنز لاہور

فہرست عنوانات

دیباچہ

اشاعت حصہ دوم

''احوال و آثار: علامہ عبدالعزیز پرہاروی قدس سرہ العزیز'' کا جب حصہ اول ۱۹۹۳ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوا تو اس کو جتنی پذیرائی ملی وہ فقیر کی سوچ سے بالاتر ہے۔ بے شمار اہل علم حضرات نے استفادہ کیا اور حوصلہ افزائی کے خطوط ارسال فرمائے۔ مورخہ ۱۱ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ کو مولانا محمد الیاس اختر کا مکتوب موصول ہوا جس میں انہوں نے راقم السطور کو لکھا کہ بندہ ناچیز حضرت پرہاروی کے مفصل احوال پر ''تذکرہ محدث پنجاب'' کے نام سے ایک کتاب لکھنے کا عزم مصمم رکھتا ہے (اللہ اس کو پورا کرے۔ آمین) جس میں میری خواہش ہے کہ آپ کی تصنیف لطیف ''احوال و آثار'' کو بطور متن شامل کروں۔

یہ کوئی میرا کمال نہ تھا بلکہ محسن ملت، محقق، عصر، حکیم اہلسنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی علیہ الرحمہ کا کمال تھا جنہوں نے راقم الحروف کو اس عظیم کام کیلئے منتخب فرمایا۔ حالانکہ مجھ سے بڑھ کر اہل علم ان کے حلقہ ارادت میں موجود تھے، یہ ان کا روحانی تصرف تھا۔ مابعد افتخار چشتیاں حضرت پروفیسر صوفی افتخار احمد چشتی نظامی سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی کرم شامل حال رہا۔

اب قارئین کیلئے حصہ اول کی اشاعت ثانی کے ہمراہ حصہ دوم کی اشاعت اول کو شامل کتاب کر دیا گیا ہے۔ جو مواد پہلے حصہ میں چھپنے سے رہ گیا تھا اسے بھی مزید اضافے کے ساتھ شائع کر دیا گیا ہے۔

''احوال و آثار'' کے طبع ہونے کے بعد ۱۹۹۴ء میں بعض یاران طریقت کے

پرزور اصرار پر راقم الحروف نے علامہ پرہاروی کی قبر مبارک کے سرہانے ایک بورڈ لکھوا کر نصب کیا تھا۔ جس کی تصویر ۱۹۹۵ء میں طبع ہونے والی کتاب ''مزارات اولیائے ڈیرہ غازی خان ڈویژن''، مصنف میاں احمد بدر اخلاق میں دیکھی جا سکتی ہے۔

۲۰۰۸ء میں سید افتخار احمد نے منہاج یونیورسٹی لاہور کی جانب سے علامہ پرہاروی کی کتاب ''کوثر النبی'' پر جو ایم فل علوم اسلامیہ کا تحقیقی مقالہ قلمبند کیا ہے اس میں انہوں نے قبر شریف اور لوح مزار کی تصویر بھی شامل کی ہے۔ بقول علامہ مفتی عبد الرسول فریدی صاحب خانپور، جامع مسجد عزیزیہ کی جدید تعمیر کے ساتھ لوح مزار کی ہیئت اور عبارت بدل دی گئی ہے۔

۱۹۹۵ء میں ''مزارات اولیائے ڈیرہ غازی خان ڈویژن'' میں میاں احمد بدر اخلاق صفحہ نمبر ۳۳ پر تحریر کرتے ہیں:

علامہ پرہاروی کے مزار کے ساتھ ۲۲ کچی قبریں موجود ہیں جن میں آپ کے شاگرد خاص اور خدمت گزار رائے ہوت پرہار کی قبر بھی ہے جو علامہ کے وصال کے بعد فوت ہوئے۔ علامہ صاحب کے مزار کے شرقی جانب ایک پختہ کمرہ جدید تعمیر ہوا ہے۔ علامہ کے صاحبزادے کی قبر اس سے متصل ہے جو علامہ کی زندگی میں فوت ہوا۔ مزار کے غربی جانب ایک کمرہ نما حجرہ ہے جہاں پر علامہ موصوف مطالعہ فرماتے اور تحریر کرتے۔ حجرہ کے ساتھ چھوٹی سی مسجد خستہ وشکستہ ہے۔ مسجد کے کمرے برآمدے اور صحن میں کہیں کہیں ملتانی نقش و نگار کی ٹائلیں لگی ہوئی نظر آتی ہیں، ان پر ''یا اللہ جل شانہ، یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھا ہے۔ مسجد کے صحن میں کھجور کے تین قدیم درخت ہیں۔ مدرسہ تین کمروں پر مشتمل ہے۔ زیادہ تر طلبہ پرہار شریف کے رہنے والے ہیں، مدرسہ کے نام کافی زرعی اراضی وقف ہے۔ محکمہ اوقاف سے پرزور اپیل ہے کہ مزار، مسجد اور درس گاہ کو اپنی تحویل میں لے کر از سر نو تعمیر کرائے۔

پرہار شریف کے ایک معمر بزرگ رائے اللہ بخش (پرہار) نے بتایا کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد سے سنا ہے کہ رائے ہوت پرہار نے حضرت علامہ صاحب سے بیعت کرنے کی درخواست کی تو حضرت پرہاروی نے فرمایا: آپ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو جائیں ان کا سلسلہ طریقت تا قیامت جاری وساری رہے گا۔ اس لئے ہمارے خاندان کے اکثر لوگ تونسہ شریف کے مشائخ کے مرید ہوتے ہیں۔

رائے ہوت پرہار کے کہنے پر ہی مولوی صاحب نے پرہار میں قیام کیا۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال ۸۔۹ ذوالحجہ کو مزار شریف سے چند میٹر کے فاصلے پر مدرسہ سلیمانیہ سعیدیہ عزیز المدارس رجسٹرڈ میں مہتمم مدرسہ ہذہ رائے فیض محمد پرہار کی زیر سرپرستی بڑے تزک واحتشام سے منایا جاتا ہے۔

۱۹۹۵ء میں آپ کا ۱۷۴ واں عرس تھا۔ جس کا اشتہار راقم کے پاس محفوظ ہے۔

علامہ کے مزار کے ساتھ جو دینی مدرسہ ہے وہاں پر ایک مذہبی اور سیاسی تنظیموں کے جھنڈے لگے ہوئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں پر بھی دو گروپ پائے جاتے ہیں اور ان میں فروعی یا نزاعی اختلاف ہے۔

دور حاضر میں سرقہ، کتب چوری، علمی بددیانتی وخیانت کا دور دورہ ہے جس سے حضرت حکیم محمد موسیٰ کو شدید نفرت اور اختلاف تھا۔ آپ ایسے لوگوں کو اپنے قریب بھی نہیں پھٹکنے دیتے تھے۔ میرے پاس ایسے لوگوں کی تفصیل بھی موجود ہے جو حکیم صاحب کے پاس آتے تھے۔ نام نہاد کالم نگار، قلم کار، علماء ومشائخ جو علمی بددیانتی میں ملوث پائے گئے ان میں سے ایک صاحب فوت ہو چکے ہیں ان کے بارے میں سنا ہے کہ تائب ہو چکے تھے۔ جو موجود ہیں ان کی تفصیل میں جانے کی چنداں ضرورت نہیں، مگر چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

علامہ پرہاروی کی معرکۃ الآراء کتاب ''کوثر النبی ﷺ'' پر ایم فل کا تحقیقی مقالہ ۲۰۰۸ء میں منہاج یونیورسٹی سے سید افتخار احمد رول نمبر ۷ نے ڈاکٹر مسعود احمد مجاہد صاحب کی زیر نگرانی ترتیب دیا ہے۔ جلد اول جو ۹۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ مقالہ نگار نے راقم الحروف کی کتاب احوال و آثار کے صفحہ نمبر ۱۹ سے لیکر ۷۳ تک کا تمام مواد ما سوائے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کی چند سطور کے اپنے مقالہ کے باب اول کی پوری فصل میں من وعن نقل کیا ہے۔ لیکن حوالہ دینے یا مراجع کا ذکر کرنے کا تکلف نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منہاج یونیورسٹی میں ایسے ہی مقالے لکھے جاتے ہیں جن پر نہ تو نگران مقالہ نوٹس لیتے ہیں اور نہ ہی ادارہ۔

دوسری مثال یہ کہ:

حکیم صاحب کی کتاب ''تذکرۂ علماء امرتسر'' کے مرتب کاشف بٹ نے تقریباً ایک سال قبل حکیم صاحب کے عرس کے موقع پر راقم سے کہا کہ مشاہیر کے مکاتیب بنام حکیم صاحب مرتب کر رہا ہوں براہ کرم تعاون فرمائیں، میرے بھرپور تعاون کے باوجود آخری مرتبہ بیس عدد اصل مکتوب لے گئے لیکن واپس کرنے کی زحمت گوارہ نہیں فرمائی۔ اس وقت علامہ ارشد القادری کے صاحبزادے احمد رضا صاحب، جو حکیم صاحب پر پروفیسر محمد سلطان شاہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کی زیر نگرانی ایم اے کا مقالہ لکھ رہے ہیں کی موجودگی میں کہا کہ وہ مکتوبات واپس لوٹا دوں گا:

ع لیکن اتنا تو ہوا کچھ لوگ پہچانے گئے

ایسے علم دشمن حضرات سے احتراز کرنا چاہیے۔

دور حاضر میں سلسلہ چشتیہ کے بزرگان پر تحقیقی کام کرنے والوں میں بیداری شعور کا جذبہ انگڑائی لے چکا ہے۔ حال ہی میں معلوم ہوا ہے کہ مولانا فخر الدین اورنگ آبادی (فخر جہاں دہلوی) اور (قبلۂ عالم) حضرت خواجہ نور محمد مہاروی اور ان کے

خلفاء ومریدین پر ڈاکٹر پروفیسر ساجدہ سلطانہ علوی صاحبہ حال مقیم ٹورنٹو کینیڈا، ریٹائرڈ میکگل یونیورسٹی مانٹریال کینیڈا، سید جمیل احمد رضوی صاحب سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی کے تعاون سے تحقیق کر رہی ہیں۔ ان کے مقالہ جات جرمن اور اٹلی کے جریدوں میں چھپ چکے ہیں، مابعد ان کو کتابی شکل دی جائے گی۔

طباعت اول کے محرک جناب منصور اصغر صاحب المعروف "بابا جی"، اور طباعت ثانی کے محرک صاحبزادہ توصیف النبی المعروف "مٹھل سرکار" ہیں۔ موصوف کے راقم پر بہت بڑے احسانات ہیں کہ وہ میری تصانیف کی اشاعت میں اہم کردار ادا کرتے رہتے ہیں۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ کتاب "احوال و آثار: اشرف المشائخ الحاج غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ" بھی شائع ہو لیکن صاحبزادہ ضیاء الحسن اشرفی کے انکار کی وجہ سے طباعت نہ ہو سکی۔

گذشتہ دنوں آستانہ عالیہ نقشبندیہ غفاریہ محمد احمد سٹریٹ گوالمنڈی میں محفل میلاد کے موقع پر بہار اسلام کے ایڈیٹر علامہ محمد عرفان طریقتی اور سرپرست ادارہ علامہ محمد عباس مجددی المعروف "دل جانی سرکار" کی موجودگی میں اس کی اشاعت ثانی پر زور دیا۔ لہذا اس کی طباعت ثانی کا اعزاز "ادارہ بہار اسلام" کے حصے میں آیا۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری یہ کاوش اپنی پاک بارگاہ میں قبول فرمائے اور جن احباب نے کسی طرح کا بھی تعاون فرمایا ہے ان کو اجر جزیل عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

متین کاشمیری

مرکزی راہنما ادارہ بہار اسلام لاہور

حرف سخن......☆

صاحبزادہ پیر توصیف النبی المعروف حضرت خواجہ مٹھل سرکار

سجادہ نشین آستانہ عالیہ احمد پور شریف ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

الٰہی تا بود خورشید و ماہی

چراغ چشتیاں را روشنائی

حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتگان اور حلقہ نشینان میں سے فیض موسوی سے سرشار محبی و مخلصی برادر مکرم جناب محمد متین کاشمیری صاحب زاد لطفہ ہیں جن کے ساتھ لفظ کاشمیری کا لاحقہ موصوف کے آباء واجداد کے نام کی وجہ سے قائم و دائم ہے، جن کا تعلق وادی جموں کشمیر سے ہے۔

ع تیر[illegible] دہے من کا چین پیا

اللہ رب العزت نے جناب متین کاشمیری صاحب کو گوناگوں اوصاف و کمالات سے نوازا اور سخن فہمی کا ادراک بخشا۔ آپ ایک شاعر، ادیب، محقق، تاریخ گو، نعت گو، علم دوست اور درویش منش انسان ہیں۔ آپکی طبیعت میں عجز وانکساری اور حلیمی وسادگی پائی جاتی ہے۔ آپ دینی وروحانی علوم کے علاوہ عصری علوم میں ایم اے اردو اور ڈی ایچ ایم ایس ہیں۔

حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے علاوہ جن بزرگوں سے فیض یاب ہوئے وہ قلندر وقت حضرت خواجہ غلام یٰسین فیضی شاہجمالی ڈیرہ غازی خان، خواجہ محمد بیاض سونی پتی کوٹ ادو، ڈاکٹر سید شاہد علی نورانی لاہور، حضرت خواجہ ڈاکٹر وکیل احمد داتائی اشرفی کراچی، سید بشیر علی شاہ بخاری دہلوی لاہور، پیر سید محمد حسن گیلانی نوری لاہور، پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی فیصل آباد اور صاحبزادہ حاجی منظور احمد نقشبندی سرفہرست ہیں۔

اس کے باوجود آپ دورِ حاضر کے نام نہاد علماء و مشائخ سے بہت متنفر نظر آتے ہیں کیونکہ آپ انتشار پھیلانے والے علماء سوء اور مادیت پرست صوفیہ خام سے بیزار ہیں۔آپ کے تفصیلی حالات محمد عرفان داتائی کے تحقیقی مقالہ میں دیکھے جا سکتے ہیں جو اس وقت میرے پیش نظر ہے۔

حضرت بے چین رجپوری بدایونی اپنے دعائیہ نعتیہ کلمات میں یوں یاد فرماتے ہیں:

کاشمیری سرزمین کے سرو قامت اے متین
ہے تیری ذات گرامی صاحب علم الیقین
نعت گوئی کا مبارک باد تجھ کو انہماک
سائباں تجھ پر رہیں رحمات صدر المرسلین

حضرت پروفیسر افتخار احمد چشتی (محقق، مؤرخ، مترجم، تذکرہ نویس) اپنے ایک مکتوب گرامی بنام متین کاشمیری محررہ 20-05-1990 فیصل آباد میں تحریر فرماتے ہیں:

کہ جب تک آپ (متین کاشمیری) جیسے لوگ سلسلہ میں موجود ہیں ان شاء اللہ مایوسی کی بات نہیں۔

سید جمیل احمد رضوی، سابق لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری مجالس حکیم محمد موسیٰ امرتسری ص:۹۱ پر تحریر فرماتے ہیں:

متین کاشمیری صاحب بہت مستعد نوجوان ہیں، حکیم صاحب کی راہنمائی میں انہوں نے کئی علمی کام کیئے۔

جناب محمود رضا صاحب اپنے غیر مطبوعہ کلام ''دریچۂ خیال'' کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں:

میری ملاقات ادب کے ایسے نگینے سے ہوئی جو خود اپنی قدر و منزلت سے نا

آشنا، حالات کے بے رحم دھارے سے نبرد آزما ہے۔ میری مراد متین کاشمیری صاحب ہیں جو اولیاء کرام پر بڑا تحقیقی کام سرانجام دے چکے ہیں اور چہار کتب مصنف ہیں، کہنے لگے:

"ہم ایسوں کی منزل کتابوں میں زندہ رہنا ہی ہے"

آپ کا تعلق کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ کی اس مردم خیز سرزمین سے ہے جہاں شیخ الاسلام حضرت خواجہ عبدالعزیز محدث پرہاروی قدس سرہ کا مدفن ہے۔ جناب متین کاشمیری صاحب اور حضرت حافظ عبدالعزیز محدث پرہاروی کا باہمی تعلق یہ ہے کہ آپ سلاسل طریقت کے عظیم سلسلہ چشتیہ بہشتیہ سے وابستہ ہیں۔

سرزمین کوٹ ادو پر علامہ پرہاروی کا جو قرض تھا وہ متین کاشمیری صاحب نے سوانح حیات لکھ کر چکا دیا اور دنیائے اسلام کی اس عظیم ہستی کی علمی، ادبی، دینی، روحانی خدمات کو عوام وخواص کے سامنے پیش کیا۔

کتاب ہذا جو بارش کا پہلا قطرہ ہے، یہ ایک رقت آمیز اور وجد آفرین صحیفہ ہے۔ جس کے ذریعے متین کاشمیری نے صاحبان علم و معرفت کیلئے علمی و روحانی راہ ہموار کر دی۔ امید واثق ہے کہ قارئین اس سے فیض یاب ہو کر مصنف کیلئے ضرور دعائے خیر فرمائیں گے۔

مفکر اسلام، شیخ القرآن والحدیث، عارف باللہ، محقق دوراں، مؤرخ ذیشان، صوفی صافی، دانشور اور مجتہد تھے۔ ان کا ذکر خیر کسی بھی حیثیت سے کیا جائے کم نہیں۔ قدرت کاملہ نے انہیں یہ اعزاز بخشا کہ انہوں نے قلیل عمر میں بلند پایہ کتب تصنیف کیں اور وہیں پر واصل بحق ہوئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپکو علوم مخفی اور وظائف و عملیات میں بھی خداداد صلاحیتوں سے نوازا اور کمال عروج پر پہنچایا۔ یہاں تک کہ

مولانا محمد موسیٰ البازی الروحانی (استاذ جامعہ اشرفیہ) جیسے ماہر عملیات نے ان کے مزار اقدس پر تین سال تک حاضری دی اور روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے ۔لیکن صد حیف کہ کچھ لوگوں نے وردو وظیفہ کو دین اسلام سمجھ کر اعمال شرعیہ سے رو گردانی کی اور کچھ ایسے بھی موجود ہیں جو اس کی مخالفت میں شدت پسند ثابت ہوئے۔

حال ہی میں الشیخ پرہاروی کی تصنیف ''کوثر النبی'' پر منہاج یونیورسٹی سے مقالہ لکھا گیا ہے۔ جس میں مقالہ نگار سید افتخار احمد نے علمی خیانت کا ثبوت دیتے ہوئے احوال و آثار علامہ عبدالعزیز پرہاروی کا حوالہ و نام مرتب دیئے بغیر تقریباً سارا متن اپنے ایم فل کے مقالے میں شامل کر لیا۔

اگر ''احوال و آثار علامہ عبدالعزیز پرہاروی'' کی طباعت نہ ہوئی ہوتی تو نام نہاد مقالہ نگار اپنا ایم فل کا مقالہ کہاں سے مکمل کرتے ؟ حالانکہ متین کاشمیری نے جو کتابیات کی فہرست تیار کی ہے، اس سے بے شمار ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالے لکھے جا سکتے ہیں۔ میرے خیال کے مطابق یہ ان کی حوصلہ شکنی اور علمی بددیانتی کی کھلے بندوں کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب کرے اور متین کاشمیری صاحب کو اجر عظیم سے نوازے اور ان کے علم و عمل میں برکت ڈالے۔ آمین

گر قبول افتد زہے عز و شرف

توصیف النبی عفی عنہ

منظوم شجرہ شریف سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ جمالیہ فخریہ مہارویہ

فضل کر یارب حبیب کبریا کے واسطے
رحم کر مجھ پر محمد مصطفیٰ کے واسطے

ہوں نحیف وناتواں بند محبت میں اسیر
مشکل آساں کر علی المرتضے کے واسطے

حضرت خواجہ حسن بصری کو لاتا ہوں شفیع
شیخ عبدالواحد اہل آگہی کے واسطے

کر کرم مجھ پر طفیل خواجہ ابن عیاض
شاہ ابراہیم بلخی بادشاہ کے واسطے

حضرت خواجہ حذیفہ کے لیے تو رحم کر
اور ہبیر بصریہ صاحب ہدیٰ کے واسطے

خواجہ ممشاد کی خاطر میرا دل شاد کر
شیخ بواسحق قطب چشتیہ کے واسطے

خواجہ ابدال احمد بو محمد مقتداء
خواجہ بویوسف صاحب صفا کے واسطے

خواجہ مودودحق اور خواجہ حاجی شریف
خواجہ عثمان اہل اقتداء کے واسطے

والئی ہندوستان خواجہ معین الدین حسن
شیخ قطب الدین قطب الاتقیاء کے واسطے

کام شریں ہو طفیل خواجہ گنج شکر
اور نظام الدین محبوب اللہ کے واسطے
دل کو روشن کر طفیل شہ نصیر الدین چراغ
اور کمال الدین کمال اصفیاء کے واسطے
حضرت شیخ سراج الدین مرد باصفاء
خواجہ علم الدین شیخ بے ریا کے واسطے
حضرت محمود راجن سرور دنیاو دین
اور جمال الدین جمن صاحب رضا کے واسطے
شیخ حسن اور خواجہ شیخ محمد کے طفیل
خواجۂ یحییٰ مدنی مقتداء کے واسطے
مشکلیں حل کر طفیل شاہ کلیم اللہ ولی
اور نظام الدین مقبول خدا کے واسطے
دین و دنیا کا وسیلہ پیر عالم فخر دیں
خواجہ نور محمد پُرضیاء کے واسطے
راہنمائے سالکان وپیشو ائے عارفاں
حسن عالم اور جمال اولیاء کے واسطے
شیخ پرہاراں محدث حضرت عبدالعزیز
خواجگان چشتیہ کے دلربا کے واسطے
بخش دے اپنی محبت قطع کر دے ما سوا
برکت پیران شجرہ چشتیہ کے واسطے

علامہ پرہاروی کا شجرہ بیعت

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ فخریہ مہارویہ جمالیہ

۱۔ حضرت خواجہ کونین ختم المرسلین محمد ﷺ روضہ مبارک مدینہ منورہ عرب شریف

۲۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ (۲۱ رمضان ۴۰ ہجری) روضہ مبارک نجف اشرف عراق/مزار شریف افغانستان (۱)

۳۔ حضرت خواجہ حسن بصری بصرہ قصبہ زبیر عراق، ۴ محرم ۱۱۰ ہجری

---

(۱)...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا مزار اقدس افغانستان کے شہر بلخ میں ہے۔ اس پر افغانستان کے معتمد اور محقق عالم علامہ علی محمد بلخی مدظلہ نے ''تاریخ اولیاء فارسی'' میں تفصیلاً گفتگو کی ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا محمد عرفان طریقتی القادری مدیر ماہنامہ بہار اسلام نے ''تذکرہ مشائخ نقشبندیہ (سیفیہ)'' کے نام سے کیا ہے۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بارے مورخین نے بہت اقوال نقل کیے ہیں۔ بعض نے کوفہ، بعض نے نجف، بعض نے مدینہ، بعض نے عدن اور بعض نے دو پہاڑوں کے درمیان کا قول کیا ہے۔

بہر حال ابتدائی مدفن ان کا جو بھی مقام تھا ان کے اہلبیت ہی اس سے مطلع تھے۔ اس کے بعد امیر ابو مسلم خراسانی کے دور میں ان کے جسد اطہر کو بلد فاخرہ ''بلخ'' میں ''تل خیران'' کے مقام پر جو کہ اب مزار شریف کے نام سے مشہور ہے منتقل کر دیا گیا۔ آپ اس قدیمی خطہ میں مدفون ہیں۔

اس حوالہ سے بندہ راقم الحروف (علی محمد بلخی) نے بہت محنت کی ہے اور اخبار کثیرہ اور معتمد تواریخ میں اکابرین کے کثیر اقوال کو ملاحظہ کیا ہے۔ ان کتابوں کی تعداد تقریباً 35 تک پہنچی ہے۔ جن کی تحقیق پر ایک علیحدہ رسالہ موجود ہے۔......

۴۔ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید بصرہ ۲۷ صفر ۱۷۷ ہجری

۵۔ خواجہ فضیل بن عیاض مکہ معظمہ ۳ ربیع الاول ۱۸۷ ہجری

۶۔ حضرت خواجہ ابراہیم ادھم اقلیم شام ۲۶ جمادی الاولیٰ ۲۶۲ ہجری

۷۔ حضرت خواجہ سدیدالدین خذیفہ بصرہ ۲۴ شوال ۲۷۶ ہجری

......بعد کے مورخین جو اس نقل سے باخبر تھے نے ابتدائی دفن اور پھر منتقل کرنے کو اپنی مؤلفات میں ذکر کیا ہے۔لیکن وہ لوگ جنہوں نے ابتدائی دفن کا حال کسی کتاب میں دیکھا ہے۔لیکن اس کے منتقل ہونے کی اطلاع نہیں رکھتے ہو سکتا ہے اس کا انکار کر دیں۔

مولانا عبدالغفور شاگرد مولانا جامی علیہ الرحمہ نے اس حوالے سے مستقل رسالہ تالیف کیا ہے حضرت جامی خود بھی فرماتے ہیں۔

گویند کہ مرقد علی در نجف است	در بلخ چو خورشید ذات الشرف است
جامی نہ عدن گو نہ بین الجبلین	خورشید یکست نور او ہر طرف است

''لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علی کی مرقد نجف میں ہے ۔حالانکہ بلخ میں خورشید کی طرح ان کی ذات شریف موجود ہے۔جامی ان کی ذات نہ عدن میں نہ بین الجبلین بلکہ خورشید ایک ہی ہے اس کا نور ہر طرف ہے''۔(تذکرہ مشائخ سیفیہ ،اردو، مولانا عرفان طریقتی القادری، صفحہ:۷۳۔۷۴)

اس کے علاوہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری ''جسمانی امراض کے روحانی شفا خانے'' از عبدالحق ظفر چشتی صفحہ نمبر:۱۲۔۱۳ حاشیہ میں اپنا تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سیدنا علی المرتضیٰ کا صحیح مدفن مزار شریف (افغانستان) میں ہے اور ان کی یہ کرامت مشہور ہے کہ نابینا لوگ وہاں جاتے ہیں اور بینا ہو کر وہاں سے لوٹتے ہیں۔آپ نے مزید بیان کیا ہے کہ اس کے متعلق مولانا جامی قدس سرہ السامی کی تالیف '' تاریخچہ مزار شریف'' بھی نظر سے گزری ہے جو اسی مضمون کو بیان کرتی ہے۔

۸۔ حضرت خواجہ امین الدین ہبیرہ بصرہ، ۷ شوال ۲۸۶ ہجری

۹۔ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری دینور ۱۴ محرم الحرام ۲۹۹ ہجری

۱۰۔ حضرت خواجہ ابو اسحاق شہر مکہ معظمہ ۱۴ ربیع الثانی ۳۲۹ ہجری

۱۱۔ حضرت خواجہ ابو احمد ابدال خراسان یکم جمادی الثانی ۳۵۵ ہجری

۱۲۔ حضرت خواجہ ابو یوسف خراساں، ۴ ربیع الثانی ۴۱۱ ہجری

۱۳ حضرت خواجہ ناصر الدین چشتی، ۳ رجب المرجب ۴۵۹ ہجری

۱۴۔ حضرت خواجہ قطب الدین مودود خراساں، یکم رجب المرجب ۵۷۲ ہجری

۱۵۔ حضرت حاجی شریف زندانی زندنہ (بخارا) ۱۳ رجب ۶۱۲ھ

۱۶۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کعبہ شریف، یکم شوال ۶۳۳ھ

۱۷۔ حضرت خواجہ معین الدن چشتی اجمیری اجمیر شریف، ۶ رجب، ۶۳۳ھ

۱۸۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلی، ۱۴ ربیع الاول، ۶۳۴ھ

۱۹۔ حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنج پاک پتن، ۵ محرم الحرام، ۶۶۴ھ

۲۰۔ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلی، ۱۷ ربیع الثانی، ۷۲۵ھ

۲۱۔ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی، ۱۸ رمضان المبارک، ۷۵۷ھ

۲۲۔ حضرت خواجہ کمال الدینؒ دہلی، ۲۷ ذیقعدہ، ۷۵۶ھ

۲۳۔ حضرت خواجہ سراج الدینؒ پیراں پٹن دکن، ۲۱ جمادی الاول،

۲۴۔ حضرت خواجہ علم الحق پیراں پٹن دکن، ۲۶ صفر المظفر، ۸۲۹ھ

۲۵۔ خواجہ محمود راجن پیراں پٹن دکن، ۲۲ صفر المظفر، ۹۰۰ھ

۲۶۔ خواجہ جمال الدین جمن احمد آباد گجرات، ۲۰ ذوالحجہ، ۹۴۰ھ

۲۷۔ خواجہ حسن محمد نوری احمد آباد گجرات، ۲۸ ذیقعدہ، ۹۸۲ھ

۲۸۔ خواجہ شیخ محمد احمد آباد گجرات، ۱۹ ربیع الاول، ۱۰۴۰ھ

۲۹۔ خواجہ یحییٰ مدنی، جنت البقیع مدینہ منورہ، ۲۷ صفر المظفر، ۱۱۰۱ھ

۳۰۔ خواجہ شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی، دہلی، ۲۴ ربیع الاول، ۱۱۴۲ھ

۳۱۔ خواجہ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی دکن ۱۲ ذیقعدہ ۱۱۴۲

۳۲۔ خواجہ محب النبی فخر الدین دہلوی، دہلی، ۲۷ جمادی الثانی، ۱۱۹۹ھ

۳۳۔ حضرت خواجہ قبلہ عالم نور محمد مہاروی، چشتیاں شریف، ۳ ذوالحجہ، ۱۲۰۵ھ

۳۴۔ حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتانی، ۵ جمادی الاول، ۱۲۲۶ھ

۳۵۔ حضرت حافظ شیخ عبدالعزیز پرہاروی، کوٹ ادو، ۱۲۳۹ھ

باب اول: مشائخ عظام واساتذہ کرام......☆

فخر جہاں حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی قدس سرہ العزیز

ولادت مبارک اور تعلیم: حضرت خواجہ فخر جہاں دہلوی کی ولادت 1126 ہجری بمطابق 1717ء کو اورنگ آباد میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی تھا۔ جو وقت کے بہت بڑے ولی تھے۔ لہذا باپ نے آپ کی تعلیم کا انتظام بڑے اعلی پیمانے پر کیا۔ خود بھی بڑے ذی علم اور صاحب ولایت تھے۔ وقت کے مشہور قابل علماء سے آپ کی تعلیم کی تکمیل کروائی۔ ظاہری علم کے ساتھ آپ کے باطن کی اصلاح پر بھی خصوصی توجہ دی۔ بچپن میں ہی آپ کو اپنا مرید کر لیا تھا۔ جب والد کے وصال کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹے کو بلا بھیجا۔ اس وقت آپ کی عمر 10 برس تھی۔ باپ نے بیٹے کو سینے سے چمٹا لیا اور اپنی تمام باطنی نعمتیں بیٹے کے سینے میں منتقل کر کے سینے کو مدینہ بنا دیا۔ اسی حالت میں باپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر کے عالم بالا کے سفر پر روانہ ہو گئی۔(۱)

محب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں، محب النبی کے لقب سے مشہور زمانہ تھے۔ اس لقب اور خطاب سے ممتاز ہونے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ مرات ضیائی میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ اجمیر شریف میں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضر تھے ایک بزرگ کو خواجہ غریب نواز نے بشارت دی کہ ان کو پہچان لو آپ کی حاجت ان

(۱)......تاریخ مشائخ چشت صفحہ:۱۸۹

سے پوری ہوگی۔ ان کا نام ''محب النبی'' ہے۔ دوسری وجہ، ایک مرتبہ عرس کے موقع پر حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی نے فرمایا: تم ''محب النبی'' ہو۔ اس روز سے آپ نے محب النبی کے مبارک نام سے شہرت پائی۔

حضرت شاہ فخر جہاں کی شخصیت کا ممتاز پہلو آپ کا اخلاق حسنہ ہے۔ ہر چھوٹے بڑے سے انتہائی خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ کسی کو پریشان دیکھتے تو جب تک اس کی مدد نہ کر لیتے بے چین رہتے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب لکھتے ہے کہ ایک بار آپ حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ ایک بڑھیا نے عرض کی کہ میری بیٹی کی شادی ہے اور میرے پاس کوئی انتظام نہیں۔ یہ سن کر آپ نے سارا سامان اسے دے دیا اور دہلی آگئے۔

قارئین محترم! اندازہ فرمائیں بہادر شاہ ظفر آپ سے کتنی عقیدت رکھتا ہے۔

جو ہاتھ آئے ظفر خاک پائے فخر الدین
تو میں رکھوں اسے آنکھوں کی توتیا کیلئے

تصانیف:

رسالہ فخر الحسن

حضرت خواجہ حسن بصری کی ملاقات و بیعت حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ سے، ایک معرکۃ الآراء مسئلہ بنی ہوئی تھی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس کی نفی میں ایک رسالہ ''الانتباہ فی سلاسل اولیاء'' تحریر کیا۔ جس کے جواب اور ملاقات کے اثبات میں ضروری تھا کہ حضرت فخر الدین قلم اٹھائیں اور مسلمہ مسئلہ کو ثابت کر کے حق کو ظاہر فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے تمام دلائل کی تردید میں ایک کتاب مسمی بہ ''فخر الحسن'' تصنیف فرمائی جس کی عالم باعمل افضل العلماء واکمل الاکمل حضرت مولانا احسن الزمان حیدر آبادی نے شرح فرمائی اور تحقیق و تدقیق سے خوب لکھی۔ (۲)

(۲)...... رقعات مرشدی ص: ۴۲

مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی ایک سوال کے جواب میں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور سیدنا خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی ملاقات ثابت نہیں اس حالت میں حضرت چشت علیہم الرضوان کا سلسلہ نامکمل ہے۔ اس کی تردید کی اور ثابت کیا فخرالحسن کے حوالے سے کہ یہ سلسلہ حضرت حسن بصری کی وساطت سے حضرت علی سے جاری ہے۔(۳)

بصرہ میں آپکے ہمنام ایک دو عالم حسن نامی ہو گزرے ہیں جن کے حالات کتابوں میں آپکے حالات اور مناقب سے خلط ملط ہو گئے ہیں (۴)

ممکن ہے اس وجہ سے غلط فہمی پیدا ہوئی ہو۔ یا پھر بعد میں کسی نے شامل کیا ہو ۔رسالہ فخرالحسن اردو ترجمہ کے ساتھ پروفیسر افتخار احمد چشتی نے دوبارہ شائع کیا ہے۔ کراچی سے بھی شائع ہوا ہے۔

قادری سروری سلسلہ کے بزرگ فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی ''مخزن الاسرار وسلطان الاوراد'' میں چند روایات بیان کی ہے کہ حضور کی ازواج مطہرات میں سے محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دور میں آپکا بچپن تھا۔(۵)

مکتوبات

آپکے خطوط گنجینۂ معرفت ہیں، جو'' رقعات مرشدی'' کے نام سے حضرت خواجہ شاہ محمد عبدالصمد چشتی فخری سلیمانی نے جمع کئے اور عارفانہ شرح فرمائی۔(۱۳۳۳ء میں دہلی سے شائع ہوئے) ان کے ساتھ حضرت فخرالدین کے حالات بھی شامل کر کے ان کے صاحبزادے فرزند اکبر محمد ثناء الدین عرف جلی میاں نے پروفیسر افتخار احمد چشتی نے ڈاکٹر محمد اختر چیمہ سے ترجمہ کرا کے چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد سے شائع کیا اور حضرت کے کچھ مکتوبات کا اضافہ کیا۔

(۳)...... بوادر النوادر (۴)......مخزن الاسرار، ص: ۸۵ (۵)......المصدر السابق

عقائد نظامیہ (نظام العقائد):

علم عقائد سے متعلق ہے فقہ اکبر کی شرح معلوم ہوتی ہے۔ جو متعدد بار چھپ چکا ہے۔
اس میں اسلام کے بنیادی عقائد پر بحث کی گئی ہے طرز بیان سادہ اور دلکش
ہے، ترکی سے بھی چھپا ہے۔

مرجئیہ

ایک اسلامی فرقے کا نام ہے سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے منسوب کتاب
"غنیۃ الطالبین" کے ایک بیان کی تشریح میں لکھا ہے۔ (۶)
ممکن ہے کہ غوث پاک کا یہ بیان کسی اور کتاب میں بھی موجود ہو جسے "غنیۃ
الطالبین" میں شامل کیا گیا ہے (مؤلف)

"سیرت محمدیہ، عین الیقین"

یہ دو کتابیں علم سلوک پر ہیں۔ (دلی کے بائیس خواجہ)

حالات و ملفوظات "فخر الطالبین، مناقب فخریہ"

اب یہ دونوں کتب کراچی سے طبع ہو چکی ہیں۔
سید نور الدین حسین۔ فخر الطالبین فارسی صفحات 192
غازی الدین خان نظام، مناقب فخریہ فارسی صفحات 140
ان دونوں کا اردو ترجمہ میر نذر علی درد کاکوروی نے کیا جو 1961 میں سلمان
اکیڈمی کراچی سے شائع ہوا۔
مناقب فخریہ کے مصنف نظام الملک نواب غازی الدین مغلیہ دور میں وزیر
تھے۔ جب معتوب ہوئے تو قبلۂ عالم کی خدمت میں آئے، حالانکہ آپ خواجہ فخر جہاں
دہلوی کے مرید تھے اس کے باوجود قبلہ عالم کی بارگاہ سے فیض یافتہ ہوئے۔ اس کے

(۶)...... فیضان نور

علاوہ آپ کی تصانیف میں رسالہ اسماء الابرار، دیوان غزلیات و رباعیات ہیں اور مثنوی فخریۃ النظام منظوم فارسی، صفحات ۳۱۲، سنہ ۱۱۹۱ھ میں مکمل کی جس کا قلمی نسخہ حضرت میاں نور جہانیاں مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

قلمی وظائف

جناب صاحبزادہ پیر ابو جمال فخری چشتی پیر آف ملتان شریف جانی سائیں کے پاس موجود ہیں۔

مکشوفات و واردات فخریہ

حضرت فخر جہاں نے ایک ذاتی بیاض میں اپنے بعض مکشوفات واردات سرسری طور پر قلمبند فرمائے حضرت کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت غلام قطب الدین سے وہ بیاض سید شاہ بدیع الدین کو مستعار ملی تھی جسے انہوں نے نقل کرلیا تھا۔

یہ بیاض خود حضرت فخر جہان کے قلم سے تھی اور اسے انہوں نے مستور و مخفی رکھا تھا یاداشتیں بھی کبھی عربی میں، کبھی فارسی میں کبھی مخلوط زبان میں لکھی ہیں۔ اور کئی مواقع پر عبارت بھی غیر مربوط ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عجلت میں جو کچھ خیال مبارک میں آیا وہ بطور خود قلمبند کرلیا۔

یہ مختصر رسالہ جس کا کوئی نام نہیں ہے سہولت کے لیے ڈاکٹر نثار احمد فاروقی دہلوی نے اسے ''واردات فخری'' سے موسوم کیا جو 10 صفحات پر محیط ہے۔ ہر صفحہ میں اوسطاً ۱۲ سطریں ہیں رسالہ کا سائز ۱۳x۱۸ سینٹی میٹر ہے۔ اسے سید بدیع الدین (خلیفہ حضرت فخر جہان) نے شب یکشنبہ ہفتم شعبان ۱۲۱۶ھ (۱۳ دسمبر ۱۸۰۱) کو نقل کیا ہے۔ اس نسخے سے اس کی ایک نقل کامل علی شاہ قادری ملتانی نے ۲۲ شوال ۱۳۰۸ھ (۳۱ مئی

۱۸۱۹ء) کو غالباً حیدر آباد دکن میں تیار کی۔ نسخہ کا کاتب بہت غلط نویس ہے۔ اور بظاہر عربی زبان سے قطعاً واقف نہیں ہے اس نے نقل میں بے شمار غلطیاں کی ہیں اور بعض آسان و معمولی الفاظ کو بھی کچھ سے کچھ کر دیا ہے۔ ہم نے چند اقتباسات بطور نمونہ دیئے ہیں اور اس کی عبارت میں جو قواعد یا زبان کی غلطیاں ہیں انہیں بدستور باقی رکھا۔ ایک آدھ جگہ پر معمولی قیاسی تصحیح کر دی ہے۔

اس رسالے میں بیشتر احوال و واردات کا تعلق اجمیر شریف یا پاک پتن کی حاضری کے زمانے سے ہے اور ان کا زمانہ عہد احمد شاہ (آغاز ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ھ) ہے بعض مکشوفات پر سنہ ۴ اور سنہ ۵ جلوس احمد شاہی تاریخ دی ہے۔

رسالہ واردات فخریہ میں 100 سو کے قریب مکشوفات قلمبند ہوئے ہیں۔

بعض خواب ہیں کچھ وہ ہیں جو نیم بیداری کی حالت میں پیش آئے اور کچھ احوال کا مشاہدہ جاگتے میں کیا گیا۔ (۷)

خلفا فخر جہان:

قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میاں علی حیدر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شاہ نیاز احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی لعل محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میر شمس الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میر ضیاء الدین جے پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا سید عماد الدین عرف میر محمدی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

---

(۷)......نثار احمد فاروقی دہلوی، پیش لفظ، تذکرہ حضرت فخر جہاں دہلوی ص ۲۳ تا ۲۵

حضرت جمال الدین رام پوری رحمۃ اللہ علیہ

وصال و مدفن:

آپ نے ۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ ہجری میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار گوہر بار احاطہ مزار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلی میں مرجع خاص و عام ہے۔

قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہ العزیز:

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین عمدۃ الواصلین، امیر السالکین، سند الواصلین، فخر العارفین، فخر الاولیاء شیخ الاتقیاء، امام الاصفیاء، آفتاب ملک ولایت، خورشید برج ہدایت، وارث ملک نبوت، شہنشاہ اقلیم غوثیت، قطب مدار عالم، منبع انوار الحمد، مظہر اسرار احد، حضور قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی حضرت شاہ فخر کے محبوب ترین خلفاء میں سے تھے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب لکھتے ہیں:

حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی جو عنایت بے غایت اور الطاف بے قیاس ان پر تھا۔ اپنے خلفاء میں سے کسی پر نہ تھا۔ پنجاب میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی تبلیغ و ترویج حضور قبلہ عالم ہی کی پر خلوص کوششوں کا نتیجہ ہے۔ حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد پنجاب میں چشتیہ سلسلہ کے کسی بزرگ نے ترویج سلسلہ میں اس قدر کوشش نہیں کی۔ جتنی اٹھارویں صدی میں خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے کی تھی۔ تونسہ شریف سیال شریف احمد پور شریف چاچڑاں شریف گولڑہ شریف جلال پور شریف وغیرہ مقامات کی خانقاہوں کے چراغ ان ہی کے ذریعے روشن ہوئے۔

روحانی اشارات و بشارتیں:

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اوچ شریف کے نامور مشائخ میں ہوتا ہے۔ ان کے خلفاء میں سے ایک معروف خلیفہ حضرت شیخ عبداللہ جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ

تھے۔ شیخ عبداللہ علیہ الرحمۃ کی اولاد میں حضرت شیخ فتح محمد نیکو کارہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ حضور قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ کی والدہ ماجدہ عاقل بی بی ابھی اوائل عمر میں تھیں کہ حضرت شیخ فتح محمد نیکو کارہ نے انہیں دیکھ کر فرمایا اللہ رب العزت عزوجل نے مجھے بتایا ہے کہ عاقل بی بی رحمتہ اللہ علیہا کے شکم مبارک سے غوث زمانہ پیدا ہوگا۔ جس کے فیض سے سارا جہاں سیراب ہوگا۔ حضرت شیخ دودی والا علیہ الرحمۃ سلسلہ قادریہ کے ایک عظیم بزرگ گزرے ہیں۔ حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کی والدہ محترمہ ان کی زیارت کے لیے جاتیں تو وہ فوراً کھڑے ہو جاتے ایک دن آپ کی والدہ صاحبہ نے پوچھا یا حضرت آپ مجھے دیکھ کر کھڑے کیوں ہو جاتے اور میری اتنی تعظیم کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا میں تمہاری تعظیم نہیں کرتا، اصل بات یہ ہے کہ تمہاری پیشانی میں غوث زماں کا نور خورشید کی طرح چمکتا ہے میں اس کی تعظیم کیلئے کھڑا ہو جایا کرتا ہوں۔

مادرزاد ولی:

حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت سے قبل آپ کی دادی صاحبہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک چراغ انکے گھر میں روشن ہو گیا ہے۔ جس کی روشنی آسمان سے زمین تک جلوہ فگن ہے۔ تمام روئے زمین کا احاطہ کیئے ہوئے ہے۔ اور تمام میں چاروں طرف ایک خاص قسم کی خوشبو پھیل گئی ہے۔ جب بیدار ہوئیں تو حضرت شیخ دودی والا علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنا خواب سنایا حضرت شیخ نے فرمایا آپ کے گھر میں ایک ایسا چراغ ہوگا۔ جس کے نور سے تمام جہاں منور ہوگا۔

ولادت باسعادت:

حضور قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ ۱۴ رمضان المبارک ۱۱۴۲ھ ۱۴ اپریل ۱۷۳۰ء سوموار کی شب اس دنیا میں تشریف لائے آپ قوم کے کھرل تھے۔ آپ کے والد کا نام نہال تھا اس قوم میں پہلے بھی بڑے بڑے عاشقان باوقار ہوئے ہیں۔

تعلیم:

جب آپ کی عمر شریف پانچ سال کی ہوئی تو آپ نے تعلیم کا آغاز فرمایا پہلے قرآن کریم حفظ کیا۔ پھر علاقہ مہار سدا بہار میں رہ کر عقلی اور نقلی علم سیکھتے رہے بعدازیں ڈیرہ غازی خان میں جا کر درسی کتابیں پڑھی۔ پاکپتن شریف کے نواح میں ایک شیخ احمد کھوکھر سے بھی کچھ تعلیم پائی پھر حضرت خواجہ محکم دین رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ لاہور آ کر تحصیل علم میں مصروف رہے۔ وہاں سے دہلی میں فخر المشائخ خواجہ محمد فخر الدین دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دینی تشنگی بجھاتے رہے ایک دن فخر الاولیاء خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی باطنی صلاحیتوں کو دیکھ کر فرمایا جو پڑھ لیا ہے تمہارے لیے کافی ہے اب اس علم کی طرف متوجہ ہو جس کیلئے تمہیں بھیجا گیا ہے۔

بیعت و خلافت:

چنانچہ ۱۱۲۵ ہجری میں حضور قبلہ عالم علیہ الرحمتہ نے شاہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں بیعت کی اور نعمت جو سینہ بسینہ حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم سے لے کر ایک دوسرے کو حضرات چشت میں پہنچتی رہی تھی آپ کو بھی حاصل ہوئی۔

بیعت ہونے کے کچھ عرصہ بعد حضرت خواجہ فخر رحمۃ اللہ علیہ نے پاکپتن شریف میں حاضر ہو کر حاضری دینے کا ارادہ کیا۔ اور اس سفر میں حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہمراہ تھے پاکپتن شریف حاضری کے بعد حضرت شاہ فخر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نور محمد مہار شریف جا کر اپنی والدہ کی قدم بوسی کرو۔ اپنے شیخ کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے وطن پہنچے تو پہلے ہی آپ کی آمد کا شہرہ ہو چکا تھا۔ کہ دہلی سے ایک مرد قلندر آ رہا ہے آپ کی والدہ کو بھی اطلاع دی کی سعادت مند بیٹے نے دوڑ کر ماں کے قدم چوم لئے آٹھ

دن اپنے وطن میں قیام کرنے کے بعد پاکپتن شریف اپنے شیخ کامل کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ختم ہونے کے بعد شاہ فخر رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ میں ابھی یہاں دو مہینے اور رہوں گا تم پھر اپنی والدہ سے مل آؤ آپ پھر حسب حکم مہار سدا بہار آ گئے۔ دو ماہ بعد آپ پھر مہار شریف سے پاکپتن شریف واپس ہوئے اور اپنے شیخ کے ساتھ دہلی تشریف لے گئے سفر سے واپسی کے بعد ایک دن حضرت فخر المشائخ خواجہ فخر الدین دہلی نے فرمایا اے نور محمد آپ کے کندھوں پر مخلوق خدا کا بوجھ پڑنے والا ہے یہ سن کر حضور قبلہ عالم نے بڑی عاجزی اور انکساری سے عرض کی حضور میں ایک پنجابی کسی کے کیا کام آسکوں گا، فخر الاولیاء خاموش رہے اور کچھ دنوں کے بعد خواجہ نور محمد مہاوری کو خرقہ خلافت عطا فرما کر حکم دیا کہ وہ اپنے وطن مہار سدا بہار میں رہ کر رشد و ہدایت کا چراغ روشن کریں آپ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے روانہ ہوئے مہار شریف میں تشریف لانے کے بعد حضور قبلہ عالم نے ارشاد و ہدایت کی وہ شمع روشن کی کہ تمام خطہ ہند اس کی روشنی سے جگمگا اٹھا اور دور دور سے طالبان حق آپ کے گرد جمع ہونے لگے۔

خلفائے عظام:

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تونسہ شریف

حضرت خواجہ نور محمد نارووالہ رحمۃ اللہ علیہ، حاجی پور

حضرت خواجہ محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ، کوٹ مٹھن

صاحبزادہ نور احمد مہاروی، رحمۃ اللہ علیہ

مولوی ضیاء الدین مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

ملفوظات قبلہ عالم قدس سرہ العزیز:

خیر الاذکار: یہ ملفوظات فارسی زبان میں ہیں۔ جنہیں مولوی محمد گھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا۔ یہ ملفوظ شریف اولیں دور کے ثقہ ترین ملفوظات میں سے ہیں۔ خطی صورت میں حضرت قبلۂ عالم کے تبرکات کی صورت میں مہار شریف میں موجود ہیں۔ اس کے قلمی نسخے، حاجی پور شریف، تونسہ شریف، چاچڑاں شریف اور دیگر چشتی خانقاہوں میں موجود ہیں۔ اس کا پہلا اردو ترجمہ حضرت خواجہ نور جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین حضور قبلہ عالم کے حکم پر حضرت پروفیسر افتخار احمد چشتی نے پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ سے کروایا تھا۔ جو قبلہ عالم نور محمد مہاروی، خواجہ نور محمد ثانی نارووالہ اور حافظ محمد سلطان پوری کے حالات و ملفوظات پر مشتمل ہے۔

مولوی محمد گھلوی:

آپ قصبہ گھلواں علی پور یا بستی گھلواں احمد پور شرقیہ کے رہنے والے تھے۔ آپکا مزار حضرت نور محمد نارووالہ کے بیرونی احاطہ میں ہے۔ مزار مبارک کی لوح پر یہ الفاظ کندہ ہیں: خلیفہ مجاز فخر الاولیاء خواجہ نور محمد نارووالہ، غریب نواز حضرت مولانا محمد گھلوی صاحب۔

آپ نے درج ذیل کتب تصنیف فرمائیں:

شرح تحفہ نصائح، شرح بوستان، شرح پند نامہ عطار، شرح نام حق، شرح یوسف زلیخا، شرح سکندر نامہ، شرح مطلع الانوار، شرح سبحۃ الابرار، اکثر مطبوعہ و غیر مطبوعہ شروح ہیں۔ (۸)

خلاصۃ الفوائد: فارسی، حکیم محمد عمر سید پوری۔ سن تصنیف ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء، صفحات ۱۱۶۔ اردو ترجمہ: محمد بشیر اختر ساکن اللہ آباد ضلع رحیم یار خان نے سجادہ نشین خواجہ

(۸)...... پاکستان میں فارسی ادب، جلد: پنجم، از ڈاکٹر ظہور الدین احمد

حضرت نور جہانیاں مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے کیا۔ جو ۱۹۶۱ء میں استقلال پریس لاہور سے شائع ہوا۔ قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی ، ذخیرہ شیرانی میں موجود ہے ، نمبر: ۲۰۰۲/۱۰۴۰۔

خلاصہ الفوائد پر ایم اے فارسی کا مقالہ نائلہ نذر اعوان نے ڈاکٹر معین نظامی شعبہ فارسی اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور اولڈ کیمپس کی سربراہی میں مکمل کیا۔

قاضی حکیم مولوی محمد عمر سید پوری:

آپ بستی جھانگی والی میں رہتے تھے جو بہاولپور سے تین کوس مشرق کی جانب واقع ہے۔ آپکو حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی سے بہت عقیدت تھی۔ آپ سفر و حضر میں ملتان کی طرف پاؤں کر کے نہیں سوتے تھے۔ (فیضان نور، صفحہ:۵۸) آپ نور محمد نارووالہ کے معالج اور قبلہ عالم کے مرید بھی تھے۔

وصال و مدفن:

حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کو اپنے پیر و مرشد فخر جہاں علیہ الرحمتہ کی وفات کا بے حد صدمہ ہوا آخر کار "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" کی گھڑی بھی آ پہنچی اور دوست دوست کے پاس پہنچ گئے۔

3 ذی الحجہ 1205 ہجری بمطابق 3 اگست 1791 بروز جمعرات سورج کے طلوع ہونے سے ایک گھنٹہ قبل آفتاب ولایت ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چھپ گیا بوقت وصال آپ کی عمر 63 سال تھی۔

آپ کی نماز جنازہ حافظ محمد جمال ملتانی علیہ الرحمتہ کے خلیفہ و قائم مقام حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری نے پڑھائی۔

یوسف ثانی حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتانی قدس سرہ

آپ کے والد گرامی کا نام مولانا محمد یوسف اور دادا کا نام حافظ عبدالرشید تھا۔ جو قوم اعوان سے تھے۔

جناب حافظ صاحب نے بچپن ہی میں کلام شریف حفظ کر لیا تھا جوان ہونے سے قبل درسی علوم، کتاب دائرۃ العلوم تک مکمل کر لی تھی۔ نہایت ذکی الطبع اور ذہین تھے۔ کوئی بھی طالب علم آپ سے مقابلہ یا مباحثہ نہیں کر سکتا تھا علم و فضل کے اعتبار سے آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا۔

آپ نے ملتان میں ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا جس میں خود بھی درس دیتے تھے اس مدرسہ کے طالب علموں میں سے ایک حضرت عبدالعزیز محدث پرہاروی بھی تھے۔

حضرت خواجہ حافظ غلام فرید مہاروی ابن حضرت خواجہ نور احمد مہاروی بیان فرماتے ہیں کہ۔

آپ اکثر رات کو حضرت شیخ ابوالفتح رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوتے اور اس مقام پر عبادت و ریاضت مین مصروف رہتے۔ ہر رات کو ایک کلام مجید ختم کرتے اور پیر کامل کے لیے دعا مانگ کر سو جاتے ایک رات انہون نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ رکن الدین اور حضرت خواجہ نور محمد مہاروی یکجا بیٹھے ہیں حضرت شیخ رکن الدین نے ان کا ہاتھ پکڑ کر خواجہ نور محمد مہاروی کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا جمال! تمھارے پیر یہ ہین ان کا نام نور محمد مہاروی ہے ان کا وطن ملتان کے قصبوں میں سے ایک ہے تم ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ علی الصبح حضرت حافظ صاحب مہار شریف

روانہ ہوتے اور قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی سے دست بیعت ہوتے۔

جہاد

تاریخ میں مندرج واقعات اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ حافظ صاحب اور ان کے مریدین وخلفاء اس دور میں سکھوں کے خلاف جہاد کرتے رہے۔ جس زمانہ میں صاحب ملتان میں جلوہ افروز تھے۔ پنجاب پر سکھوں کا تسلط تھا اور مسلمانوں کو طرح طرح کے آلام ومصائب کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ سکھوں نے کئی بار ملتان پر حملے کئے لیکن وہ حافظ صاحب کی زندگی میں ملتان پر قابض نہ ہوسکے حافظ صاحب اگر ایک طرف عبادت اور درس وتدریس میں معروف تھے تو وہ دوسری طرف عمل جہاد سے بھی خوب واقف تھے ان کی شجاعت ہمت استقلال نے مسلمانوں کے مضمحل اعضاء میں نئی روح پھونک دی سکھوں کے بڑھتے ہوئے حالات کا مقابلہ انہوں نے انتہائی مردانگی اور عالی ہمت سے کیا جب حالات خراب ہوگئے تو خود میدان جنگ میں اتر آئے۔ آپ دلیر ترین لوگوں میں سے تھے ایک شب کو کسی خوفناک حادثہ کی طرف بلائے گئے تو آپ تلوار پکڑ کر جوانان قوم سے سبقت لے گئے حالانکہ کفار ملعونوں نے دارالامان ملتان کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔۔ جب محاصرہ نہیں ہوا تھا کہ کسی نے بایں کلمات عرض کی کہ بہت ہی بہتر ہوگا ہم کسی دوسرے شہر میں چلے جائیں اور محاصرہ سے نجات ہو۔ جواب میں فرمایا بوجہ مصیبت فریادیں عام ہورہی ہیں جہاد فرض عین ہو چکا ہے بس ہم نہیں نکلتے ہمارے لیے دونوں عاقبتیں محمود ہیں غزا شہادت۔۔

شاعری

حافظ صاحب عربی فارسی اور سرائیکی کے بلند پایہ شاعر تھے افسوس یہ ہے کہ بے حد تلاش کے باوجود ان کی کسی تصنیف تک ہماری رسائی نہ ہوسکی۔ سوائے اس سی حرفی کے جس کا قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں موجود ہے جو کسی زمانے

میں آگرہ کے چھاپہ خانہ سے شائع ہوا تھا اس کا ایک نسخہ سیٹھ عبیدالرحمٰن بہاولپوری کی لائبریری میں موجود ہے۔

علامہ عتیق فکری کی زبانی معلوم ہوا کہ حافظ صاحب کا دیوان قلمی صورت میں مولانا طالوت مرحوم کے پاس تھا جس میں فارسی عربی سرائیکی کلام تھا۔ حافظ صاحب کے سرائیکی کلام سی حرفی کو ڈاکٹر مہر عبدالحق ملتانی نے مرتب کیا۔(۹)

آپکا ایک قلمی دیوان یادگار تھا جو زمانہ کے نامساعد حالات کی نذر ہو گیا۔(۱۰)

حالات وملفوظات:

۱۔ خصال الرضیہ (گلزار جمالیہ) مطبوعہ مرتب علامہ عبدالعزیز پرہاروی۔

۲۔ انوار جمالیہ، منشی غلام حسن شہید ملتانی، مطبوعہ

۳۔ اسرار الکمالیہ: غیر مطبوعہ سید زاہد شاہ بخاری کھنٹی حمزہ سنانواں کوٹ ادو اس کے نسخے مہار شریف، چشتیاں شریف، جہانیاں منڈی خانیوال درگاہ عالیہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہ، پیر محمد اجمل فاروقی فریدی، مولانا اسد نظامی المتوفی ۲۰۰۱ء کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔(۱۱)

وصال پرملال:

آپ کی تاریخ وصال ۱۲۲۶ ہجری/۱۸۱۱ء ہے۔ مرقد و مزار دولت گیٹ ملتان میں مرجع خلائق ہے۔

خلفائے عظام:

خواجہ خدا بخش خیر پوری۔ علامہ عبدالعزیز پرہاروی۔ منشی غلام حسن شہید ملتانی

(۹)......نور جمال، ص:۴۲ (۱۰)......میاں محمد دین کلیم، تذکرہ مشائخ چشت

(۱۱)......تاریخ مشائخ چشت......اولیائے ملتان......نور جمال......انوار المنسوب

سید زاہد شاہ بخاری بستی حمزہ۔ قاضی محمد عیسیٰ خانپوری۔ قاضی محمد خدایار خان پوری۔ مولانا محمد حامد فتح پوری، مخدوم سید پیر بہار شاہ ڈیرہ غازی خان، مولوی عبدلرزاق میلسی، سید بلند شاہ، ڈیرہ غازی خان مولانا محمد بخشا ملتانی، شیخ محمد عمر، سید محمد شاہ رنگینہ بخاری مولانا قادر بخش خیر پوری۔ (۱۲)

مولانا محمد اعظم سعیدی کراچی حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتانی اور ان کے خلفا پر کتاب مرتب فرما رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

---

(۱۲)......تاریخ مشائخ چشت...... نور جمال...... ظہور جمال...... خصال الرضیہ...... انوار المنسوب...... الہام مشائخ نمبر...... مناقب المحبوبین...... فقہاء ملتان...... حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار

اساتذہ کرام

حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۵۰ھ میں موضع تلغبہ میں پیدا ہوئے۔ اور اپنے والد گرامی قاضی جان محمد سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اعلیٰ تعلیم کے لیے دہلی گئے اور مدرسہ رحیمیہ میں استفادہ کیا اور واپس ملتان لوٹے۔

چالیس برس تک دہلی دروازہ ملتان کے اندر ایک مسجد میں بیٹھ کر تدریس خدمات سرانجام دیتے رہے۔

آپ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی کے مرید وخلیفہ تھے ایک مرتبہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی ان کو حضرت خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی کی خانقاہ میں لے گئے۔ اور وہاں بیعت سے مشرف فرمایا۔

خلفائے عظام:

۱۔ قاضی محمد عبید اللہ ملتانی، ۲۔ مولوی محمد حسین پنوار، ۳، قاضی محمد عیسی خانپوری ۴، مولوی عظیم بخش احمد پوری ۵، مولوی نور اللہ خیر پوری مخدوم حامد شاہ گیلانی، خواجہ امام بخش مہاروی، منشی غلام حسن ملتانی، مولوی محمد موسی ملتانی ان کے علمی آثار مندرجہ ذیل ہیں۔

تصانیف:

۱۔ رسالہ توفیقیہ (فارسی) وحدت الوجود پر معروف رسالہ ہے۔ اس کے کاتب عبدالعزیز ہیں۔ بعض کتابوں میں "توصیفیہ" اور "توقیفیہ" لکھا ہے

۲۔ رسالہ ذوقیہ (فارسی) غیر مطبوعہ ۳۔ مجموعہ فتاوی (فارسی) لواحقین کے پاس ہے۔

آپ کا وصال ماہ صفر ۱۲۵۰ میں ہوا۔ آپ کا خیر پور ٹامے والی بہاولپور میں مزار پر انوار ہے۔ (تذکرہ علمائے پنجاب، اختر راہی، جلد: اول، صفحہ: ۱۷۱-۱۷۳)

مشہور شاگرد:

یہ ایک تاریخی فروگذاشت ہے کہ حضرت خواجہ خدا بخش رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی کو بروقت سپرد قلم نہیں کیا گیا۔

ورنہ حضرت خواجہ موصوف کے شاگردوں کی صحیح تعداد آج ہم سے مخفی نہ رہتی آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ تھی آپ نے اپنی پوری زندگی (جو ایک صدی پر مشتمل ہے) کو تشنگان علم کے لیے وقف کر رکھا تھا لہذا آپ کی ان علمی کاوشوں اور خدمات کے پیش نظر یہ کس طرح باور کر لیا جائے کہ جیسے تذکروں میں ایک شاگرد کا ذکر ہے ویسے ہی آپ کا صرف ایک ہی شاگرد تھا۔ ہاں البتہ یہ بات واضح ہے کہ کہ حضرت عبدالعزیز پرہاروی آپ کے بہت ہی مشہور شاگرد ہیں۔

حضرت خواجہ خدا بخش کے عالمانہ شان، تمکنت، اور عظمت کا اگر اندازہ کرنا مقصود ہو تو ان کے یہ شاگرد اس سلسلے میں بہترین نمونہ ہیں اس نمونے کو دیکھ کر یہاں آپ کی علمی کارکردگی کی ندرت ہماری خوشی کا موجب بنتی ہے وہاں یہ احساس زیادہ تلخ ہو جاتا ہے کہ اگر اس طرف بروقت توجہ دی جاتی تو آج حضرت موصوف کے مایہ ناز شاگردوں کی صحیح تعداد اس نوخیز نسل تک ضروری پہنچتی۔ (۱۳)

مناقب فریدی کے حاشیہ میں جاوید چانڈیو نے عمر کمال خان کے حوالے سے حضرت خواجہ خدا بخش کا نام بھی آپ کے اساتذہ میں لکھا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت مولانا سید زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے شیخ طریقت حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے اساتذہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ مولانا سید زین العابدین جو ڈاکٹر محمد شریف سیالوی کے قول کے مطابق نقشبندی ہیں اور مولانا خدا بخش بھٹہ کے قول کے مطابق سندھی ہیں۔

---

(۱۳)...... محمد نواز انیس پیرزادہ، حضرت خواجہ خدا بخش (حیات و آثار) ص: ۸۷

باب دوم ......☆

ہمعصر علماء و مشائخ

اس عالم فنا میں قیام کے دوران حسب ذیل بزرگان دین آپکے ہمصر تھے، بدترین سیاسی حالات کے باوجود عسکری علمی ادبی میدانوں میں علماء مشائخ نے بے شمار خدمات سرانجام دیں اس دور میں جبکہ فسادات تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے تحریر و تقاریر کے ساتھ ساتھ جہاد بھی کیا۔ مساجد مدارس خانقاہوں کے ساتھ میدان کار زار میں بھی سرگرم عمل رہے ،

منشی شیر محمد نادر ملتانی:

''نواب مظفر خان شہید ملتانی'' کے مورخ اور تذکرہ نویس تھے انہوں نے اپنی فارسی تصنیف زبدۃ الاخیار میں نواب صاحب کے معاصرین کا ذکر کیا علاوہ ازیں عمر کمال خان ایڈووکیٹ ملتانی نے بھی اپنی تصانیف ''نواب مظفر خان شہید اورس کا عہد'' اٹھارویں صدی عیسوی کے آواخر میں فقہا ملتان کا ذکر ہے اس کے علاوہ، جو معاصرین علامہ پرہاروی معلوم ہوئے ہیں ان کا مزید اضافہ کے ساتھ یہاں ذکر کیا جا رہا ہے۔ اس دور کی لکھی کئی کتابوں سے معلوم ہوگا کہ فرقہ ہائے باطلہ کا رد کیا گیا۔

مولانا شیخ احمد ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ احمد ڈیروی بن فتح محمد بن محمد یوسف قریشی النسب، حنفی المذہب اور قادری المشرب تھے صاحب تصانیف تھے۔ آپ نے مثنوی شریف مولانا روم کی شرح ۱۲۳۸ھ میں مکمل کی، جو مولوی خدا بخش بھٹہ کوٹ ادو پرہار غربی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ شیخ پرہاروی نے ان کا ذکر خیر ''ایرادات'' میں ان الفاظ سے کیا۔ حضرت

مرجع الفاضل، مجمع الفضائل، افتخار العلماء، سند الفضلا، مولوی شیخ احمد زید علمہ۔ آپ کی ایک تصنیف جو علم نحو پر ہے "منافع المتبدی" مخطوطہ کتب خانہ فاضلیہ گڑھی افغاناں۔(۱)

شانچہ، بانچہ، غنچہ محدث پرہاروی کی تصنیف نہیں بلکہ وہ شیخ احمد ڈیروی کی تصنیف ہے۔ شیخ احمد ڈیروی متوطن قریہ عالم خان مضافات ڈیرہ غازی خان کا انتقال اندازاً ۱۲۵۹ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار قصبہ کالا ڈیرہ غازی خان میں مرجع عوام ہے۔

مولانا سلطان احمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی فرمائش پر علامہ پرہاروی نے علم الکلام میں عقائد اہلسنت پر فارسی زبان میں فی البدیہہ منظوم فرمایا جس کا نام "ایمان کامل" رکھا گیا۔ جو آپ لکھتے گئے، آخر میں علامہ پرہاروی انہیں نصیحت فرماتے ہیں جو تمام مسلمانوں پر صادق آتی ہے۔ فرمایا! اے سلطان احمد ہم نے تمھارے لیے معافی کے یہ موتی پروئے ہیں۔ اس کے بعد اگر تم شک وشبہ میں پڑتے ہو تو ہم تم سے بیزار ہیں۔ اور تم ہم سے بری ہو۔ بقول جناب ڈاکٹر مشتاق احمد گوراہا پی ایچ ڈی ممتاز ماہر تعلیم بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، آپ علامہ پرہاروی کے شاگرد ہیں اور بھٹی حمزہ سنانواں کوٹ ادو میں مدفون ہیں۔

حضرت مولانا قادر بخش ملتانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت مولانا خدا بخش صاحب خیر پوری کے حقیقی بھائی اور اپنے وقت کے اہل تدریس علماء وفقہا میں بلند مقام رکھتے تھے۔ آپکو علوم متداولہ پر کامل عبور تھا۔ درس والی مسجد کے نامور اساتذہ میں شمار ہوتے تھے۔ سینکڑوں طلبا نے آپ سے فیض پایا اور ہزاروں لوگوں نے مسائل حل کرائے۔

(۱)......بحوالہ اٹک، راولپنڈی اور ہری پور کے چند کتب خانوں کے اہم خطی نسخے، از سفیر اختر راہی

مولانا محمد موسیٰ صدیقی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اپنے وقت کے علماء میں افضل شمار ہوتے ہیں۔ اور حضرت خواجہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی کے بعد آپ کو ملتان کے مفتی اعظم کا درجہ حاصل تھا علماء کی ایک بڑی تعداد نے آپ سے علوم ظاہری اور باطنی کی تحصیل کی۔ آپکے درس میں نواب شہزادے امیر غریب ہر طبقہ کے لوگ اور علماء شریک ہوتے تھے۔ اندرون محلّہ کمنگراں حسین آگاہی ملتان شہر آپکی خانقاہ، اور مدرسہ اس دور کے فقہا کی بہترین درسگاہ شمار ہوتا تھا۔

سال ۱۲۶۱ھ ۱۸۴۵ء میں آپ نے طویل عرصہ گلشن ملتان میں علم وعرفان کی آبیاری کرنے کے بعد رحلت فرمائی۔ (۲)

حضرت مخدوم شاہ آل رسول قادری مارہروی قدس سرہ:

تیرھویں صدی ہجری کے اکابر اولیاء سے تھے ولادت باسعادت رجب المرجب ۱۲۰۹ھ مارہرہ ضلع ایٹہ یو پی بھارت ابتدائی تعلیم حضرت عین الحق شاہ عبدالمجید بدایونی، مولانا سلامت اللہ کشفی، شاہ نور الحق رزاقی لکھنوی فرنگی محلی اور ملا عبد السمیع سے تکمیل کی۔

۱۲۴۴ھ میں مخدوم شیخ العالم عبدالحق قدس سرہ کے عرس مبارک کے موقع پر مشاہیر علماء مشائخ کی موجودگی میں دستار بندی ہوئی، اسی سال حضرت سید شاہ آل رسول صاحبزادہ کے ارشاد پر سراج الہند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے درس میں شریک ہوئے آپ کی نسبت حضرت شاہ آل احمد اچھے میاں سے تھی۔ طب کی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ امام احمد رضا محدث بریلوی اپنے والد

---

(۲)...... فقہائے ملتان ص:۳۲...... زبدۃ الاخبار فارسی ص ۶۳...... نواب مظفر خان شہید ملتانی اور اس کا عہد، ص:۸۲۱

ماجد مولانا نقی علی کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے۔

امام احمد رضا نے آپ سے قرآن، تجوید، تصوف، سلوک، اخلاق، اسماء الرجال، تاریخ، لغت، ادب وغیرہ علوم کی اجازت لی۔ آپکا وصال ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ کو ہوا۔ درگاہ حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ میں دفن ہوئے۔ (۳)

منشی غلام حسن شہید (گامن) ملتانی رحمۃ اللہ علیہ:

۱۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے والد کا نام منشی جان محمد قوم راجپوت (ملن ہانس) سے تھے دادا کا نام منشی عاقل محمد تھا۔

اہل اللہ صاحب دل اعلی شاعر و ادیب انشاء پردازی میں یگانہ روزگار تھے آپ ملتان کے اہل علم خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ نواب مظفر خان کے منشی خانہ میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ ملازم تھے۔

ابتدائی تعلیم حضرت حافظ صاحب کے مکتب میں ان کی زیر نگرانی حاصل کی۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں علوم متداولہ پیر کامل عبور حاصل کر لیا۔ سن رشد کو پہنچ کر حافظ صاحب کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ اور مرشد کی توجہ سے فیضان معرفت سے بہرہ ور ہوئے۔ حضرت منشی صاحب وحدت الوجودی بزرگ تھے اور نہایت نغز گو شاعر تھے۔

عربی، فارسی، اردو، سرائیکی زبانوں میں ان کا کلام موجود ہے۔ فارسی میں حسن تخلص کرتے تھے اور سرائیکی میں گامن، دیوان مطبوعہ ہے دوہڑہ جات گامن زبان زد خاص و عام ہے۔ "دیوان حسن" کے علاوہ منشی صاحب نے کافی کتب تصانیف کیں میں، انوار جمالیہ، انشاء گلزار معانی، کلمات الانصاف، مثنوی نور الہدایت، نور الہدی رسالہ وجد، رسالہ بحر المواج، رسالہ رفیق الفقراء مشہور ہیں۔

(۳)...... جنوری فروری ۱۹۹۵ء ماہنامہ جہان رضا، مضمون خلیل احمد رانا

انوار جمالیہ آپ کے پیر و مرشد حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتانی قدس سرہ السامی چشتی نظامی یوسف ثانی، جس کا قلمی نسخہ آپ کے موجودہ سجادہ نشین جناب منشی فیض الحسن کے پاس موجود ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مخدوم زادہ محمد سلیم جمالی نے کیا جو جمال اکیڈمی دربار حافظ محمد جمال سے ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا۔ ۱۸۴۸ھ ۲۹ محرم الحرام ۶۳ برس کی عمر میں حالت نماز اشراق میں انگریز کی گولی لگنے سے شہید ہوئے آپ کا مزار ملتان میں ہے۔ (۴)

حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ:

تتمہ گلزار جمالیہ میں آپ کے فرزند ارجمند مفتی ہندوستان حضرت مولانا مفتی محمد عبدالرحمن ملتانی ثم العربی رحمۃ اللہ علیہ مدفون قبرستان جدہ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے حافظ قرآن مجید اور ابتدائی تعلیم اپنے پدر بزرگوار سے حاصل کی پھر اپنے برادران کے ہمراہ جامع مسجد درس والی میں جامع المیراث حضرت خواجہ خیر پوری کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ عمر کمال ایڈووکیٹ فقہاء ملتان میں رقمطراز ہیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب حافظ قدرت اللہ سے حاصل کی کچھ عرصہ بعد مولانا گل محمد احمد پوری کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ بعد ازاں تکمیل علم حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری سے کی اور خرقہ خلافت بھی انہی سے حاصل کیا۔ آپ تمام علوم ظاہری و باطنی میں کامل تھے۔ ۱۲۵۰ھ میں نقل مکانی کر کے اپنا مدرسہ محلہ قدیر آباد موجودہ مقام پر منتقل کیا۔

آپ نے پوری زندگی اشاعت دین اور ترویج و تدریس علم و دین میں صرف کر دی خصوصاً علم میراث میں آپ کو کمال کی حد تک دسترس حاصل تھی علم میراث میں ایک رسالہ تحریر فرمایا جو درس نظامی میں سند اول ہے۔ (۶)

آپکی تصانیف کی تعداد سو تک پہنچی ہے جن میں اکثر غیر مطبوعہ ہیں آپکی مشہور

(۴)...... مزارات اولیائے ملتان (۶)...... اولیائے ملتان از فرحت ملتانی

کتب میں تحفہ زنان، عیوب النفس، سرمد فی المعرفت، رسالہ ملائیہ رسالہ نحو، وصیت نامہ، رفیقیہ بشرح توفیقیہ، رسالہ قبول البلوایا والندہ ردالضالین، ردالوہابیہ وغیرہ شامل ہیں۔آپ عربی فارسی اور سرائیکی میں بھی شعر کہتے تھے۔

آپ کا سلسلہ تلمذ بہت وسیع ہے ۱۳۰۵ھ /۱۸۸۷ء میں وفات پائی اور وہیں پر دفن ہوئے۔(۷)

حضرت مخدوم سید زاہد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت کی اولاد سے ہیں حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتانی کے مرید وخلیفہ تھے اپنے شیخ کے بہت زیادہ معتقد اور مرید صادق تھے آپ نے ان کے حالات وملفوظات ''اسرار الکمالیہ'' کے نام سے تحریر فرمائے جو ابھی تک غیر مطبوعہ ہیں ان کے قلمی نسخے مختلف چشتی خانقاہوں کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔

حضرت امام بخش مہاروی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ حافظ صاحب کے چوتھے خلیفہ تھے جنہوں نے اپنی تمام عمر گراں اپنے شیخ کی خدمت میں صرف کی اور تمام تعلقات سے قطع تعلق کر کے انہی کی خدمت کو اپنا نصب العین بنا دیا آپ کے وصال کے بعد ڈیوڑھی اور عرس کا انتظام آپ کے سپرد رہا اگر ان کے کمالات کا ذکر کیا جائے تو ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔(۸)

حضرت مخدوم زاہد شاہ اسرار الکمالیہ میں بیان فرماتے ہیں کہ۔

میں حضرت کے حکم سے امامت کرتا اور آپ میرے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب حضرت کا وقت وصال قریب آیا تو آپکی زوجہ محترمہ روتی ہوئی آئیں اور عرض کی کہ مجھے کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں تو حافظ صاحب نے فرمایا! اپنے فرزند سید زاہد شاہ کے سپرد اب تم کسی قسم کا فکر نہ کرنا اور حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ تم ان کے فرزند

(۷)......اولیائے ملتان (۸)......گلشن ابرار

ہو میں نے جب یہ قبول کیا تو حافظ صاحب بہت خوش ہوئے۔ حافظ صاحب کے وصال پر بڑے خلیفہ خواجہ خدا بخش خیر پوری نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت کی تجہیز و تکفین کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے میرے مشورے سے سب نے اتفاق کیا کہ جہاں حضرت کا انتقال ہوا ہے وہیں پر دفن کیا جائے میں نے قبر بنائی خواجہ خیر پوری نے نماز جنازہ پڑھائی۔

تجہیز و تکفین کے بعد ہم نے تمام سامان مائی صاحبہ کی خدمت میں پیش کیا جو حضرت حافظ صاحب کے اہل پردہ سے تھیں۔

حضرت حافظ صاحب کے تبرکات میں سے کچھ تبرکات مائی صاحبہ نے خواجہ خیر پوری کو اور کچھ مجھے عنایت فرمائے اس کے بعد خواجہ خیر پوری نے مجھے پیراہن دیا۔ سند کیا اور تجدید بیعت فرمایا اور ظاہری باطنی علوم سے سرفراز فرما کر اوراد و وظائف سے مستفید کیا آپ حضرت حافظ صاحب کے وصال کے بعد حضرت خیر پوری کی خدمت میں رہے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ کا وصال ۵ ذی قعد ۱۲۵۶ھ میں ٹھٹھی حمزہ سنانواں تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں ہوا۔

آپ کو اسی گورستان میں دفن کیا گیا۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے۔

۱۔ سید غلام رسول شاہ

۲۔ سید محب جہانیاں شاہ: ان کی بھی بہت اولاد ہے اور ان کے بے اندازہ مرید جا بجا پھیلے ہوئے ہیں۔

۳۔ سید غلام مصطفٰے شاہ ۴۔ سید غلام نبی شاہ:

موجودہ سجادہ نشین حضرت علامہ سید محمد رمضان شاہ بخاری صاحب بن سید غوث محمد شاہ بن سید دین محمد شاہ بن سید غلام رسول شاہ رحمہم اللہ تعالیٰ موجود ہیں۔ (۹)

---

(۹)...... فیضان نور ص ۴۶،۴۳...... گلشن ابرار

حضرت صاحبزادہ حافظ غلام فرید مہاروی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہ کے فرزند ثانی حضرت خواجہ نور احمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔

آپ کو چاروں سلسلوں میں نسبت ارادت و اجازت حافظ محمد جمال اللہ ملتانی قدس سرہ سے تھی۔ آپ اپنے زمانے کے بڑے عابد و متقی تھے شریعت کی نہایت پابندی کرتے تھے۔ دینی علوم کے حاصل کرنے میں مشغول رہتے تھے عقلی و نقلی علوم پر قدرت وعبور حاصل تھا۔ بچپن ہی میں کلام پاک حفظ کر لیا تھا اس کے بعد علوم متداولہ حضرت قاری صبغۃ اللہ اور حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری سے حاصل کیے۔ علوم باطنی کی تعلیم حافظ محمد جمال اللہ ملتانی سے پائی۔ ۲۷ ربیع الاول ۱۲۸۶ھ میں وصال فرمایا، حضرت قبلہ عالم کے احاطہ میں دفن ہوئے۔

اللہ تعالی نے آپکو کثیر اولاد سے نوازا۔ ان میں حضرت خواجہ امام بخش محدث مہاروی نے علم وروحانیت کے حوالے سے بڑی شہرت دوام حاصل کی۔ جن کی چند مطبوعہ کتب کے نام درج ذیل ہیں۔ جو پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصل آباد سے شائع کیں۔

مخزن چشت، مکتوبات مہاروی، دیوان عاجز، پنج گنج، گلشن ابرار وغیرہ۔ (۱۰)

ماہنامہ مجلہ فکر پرہاروی شمارہ اگست ۱۹۹۷ء کراچی کے اس پرچے میں مولانا محمد اعظم سعیدی کا مضمون حضرت شیخ عبدالعزیز پرہاروی پڑھا جس میں کچھ تسامحات پائے جاتے ہیں ان کی اصلاح کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ حضرت محدث پرہاروی جیسے نابغہ روزگار بزرگ کے حالات میں کسی قسم کا ابہام پیدا نہ ہو۔ مولانا محمد

(۱۰)...... فیضان نور، گلشن ابرار

اعظم سعیدی، حضرت خواجہ امام بخش محدث مہاروی کے بارے میں الزام تراشی کرتے ہوئے ص نمبر ۴ سطر نمبر ۱ تا ۲ پر لکھتے ہیں:

حضرت شیخ پرہاروی کے ان تین اقتباسات کو بنیاد بنا کر گلشن ابرار کے مصنف حضرت خواجہ امام بخش مہاروی رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ پرہاروی کی کند ذہنی کی مذکورہ کہانی تراشی ہے۔

حضرت خواجہ امام بخش مہاروی رحمۃ اللہ علیہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہ کے پڑپوتے اور حضرت خواجہ غلام فرید مہاروی (مرید وخلیفہ حضرت حافظ جمال اللہ ملتانی) کے صاجزادے ہیں حضرت خواجہ امام بخش مہاروی حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری کے مرید وخلیفہ ہیں ان کا زمانہ قریبی زمانہ ہے خواجہ غلام فرید مہاروی اور علامہ محدث پرہاروی آپس میں پیر بھائی ہیں ان سے زیادہ شیخ پرہاروی کے بارے میں اور کون جانتا ہے انہیں کہانی تراشنے کی کیا ضرورت تھی وہ بہت بڑے زاہد، عابد، عالم، فاضل، صوفی، محدث اور ولی اللہ تھے انہوں نے اعلی معیار کی کتب تصنیف فرمائیں ان کی نادر و نایاب کتب حضرت پروفیسر افتخار احمد چشتی نے شائع کیں یہ ان کے خلاف سراسر بہتان ہے۔

رہا ذکر حضرت خواجہ غلام فرید کے مقابیس المجالس کا انہوں نے اپنے ملفوظ میں حضرت پرہاروی کے عالم شباب کا ذکر کیا اور حضرت مہاروی نے ابتدائی زمانے کا ذکر کیا ہے۔

جب حضرت پرہاروی خود فرمارہے ہیں کہ ''بعد ازاں فیض نبی ومرشد است'' تو علامہ اعظم سعیدی کون ہیں کہ وہ روایات کا سہارا لے کر یہ ثابت کریں کہ انہیں روحانی فیض حضرت خضر علیہ السلام سے ملا۔

حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ:

۱۲۱۲ھ / ۱۷۹۷ء میں خیر آباد میں پیدا ہوئے۔ آپکا سلسلہ نسب تیس واسطوں سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اسی لئے آپ کفار مبتدعین اور بدمذہبوں سے کسی قسم کی رواداری کے قائل نہ تھے۔ آپ کے والد ماجد مولانا فضل امام خیر آبادی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ہم عصر اور اکابر علماء میں شمار ہوتے تھے۔ دہلی میں صدر الصدور تھے۔ ہاتھی کی پالکی پر کچہری آتے جاتے، شاہ فضل حق خیر آبادی کی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھتے۔ جب ان کی تعلیم مکمل ہوگئی تو انہیں درس حدیث کیلئے شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کے سپرد کر دیا۔

علامہ خیر آبادی نے ان کے علاوہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے بھی استفادہ کیا۔ حافظ سید محمد علی خیر آبادی خلیفہ شاہ سلیمان تونسوی سے فصوص الحکم کا درس لیا، حضرت شاہ دھومن دہلوی کے دست پر طریقہ چشتیہ میں بیعت کی۔ نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ مرزا اسد اللہ غالب خان بہادر عرف مرزا نوشہ آپ کے ہمعصر تھے۔ غالب نے آپ کے بارے میں کیا خوب کہا ہے:

"چوں خودرا جلوہ سنج ناز خواہم
ہم از حق، فضل حق، را باز خواہم"

۱۸۵۸ء میں قابض انگریز نے بطل حریت علامہ فضل حق خیر آبادی کو فتوی جہاد صادر کرنے اور مجاہدین جنگ آزادی کی مسلح قیادت کے پاداش میں گرفتار کر لیا اور انگریزوں کے ظلم سہتے ہوئے ۱۲ صفر ۱۲۷۸ھ / ۲۰ اگست ۱۸۶۱ء میں جزیرہ انڈمان میں مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔ آپ نے بے شمار کتابیں تحریر فرمائیں جو مختلف موضوعات پر تھیں۔ تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی، امتناع النظیر، الروض المجود فی

تحقیق وحدۃ الوجود، الثورۃ الہندیۃ، الیواقیت المبہر یہ طبع ہو چکی ہیں۔

شہباز طریقت حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی (پیر پٹھان) قدس سرہ:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۸۳ھ/۱۷۶۴ء میں کوہستان گڑگوجی میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت زکریا تھا جو افغانستان کے جعفر قبیلہ کے سردار تھے اور صاحب علم و فضل تھے۔ ان کے انتقال کے بعد ملا یوسف جعفر سے پہلے پندرہ سپارے پڑھے پھر میاں حسن علی کے پاس تونسہ میں فارسی نظم ونثر کی کتابیں اور میاں ولی محمد کے پاس لانگھ چلے گئے، جو تونسہ شریف کے قریب ہے۔ اس کے بعد کوٹ مٹھن میں قاضی محمد عاقل کے مدرسہ سے پڑھا۔ آپ کا سلسلہ طریقت قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی اور فخر الاولین والآخرین حضرت مولانا خواجہ فخر الدین دہلوی کے واسطے سے سلطان الہند غریب نواز خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری قدس سرہ تک جا پہنچتا ہے۔

تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ فخر جہاں دہلوی قدس سرہ نے اپنے خلیفہ اعظم حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی کو فرمایا کہ کوہستان سلیمان کی بلند چوٹیوں پر ایک شہباز جسکی پرواز سدرۃ المنتھی تک ہو گی۔ جو کوہستان ملک سلیمان کا وارث ہو گا۔ جاؤ اس گوہر مقصود کو ہاتھ میں لاؤ۔ (نافع السالکین اردو ترجمہ، محمد حسین للہی)

ملفوظات:

۱: راحت العاشقین، مولوی محمد

۲: رسالہ در مسائل فقہ، مولوی عبدالغفار

۳: نافع السالکین، مولانا امام الدین

۴: ملفوظات خواجہ سلیمان تونسوی، مولوی غلام حیدر

۵: منتخب المناقب، مولوی یار محمد ذوقی

۶: مناقب شریف، حافظ احمد یار پاکپتنی

۷: مناقب سلیمانی، غلام محمد خان

۸: مناقب المحبوبین، حاجی نجم الدین سلیمانی

۹: خاتم سلیمانی، اللہ بخش بلوچ

۱۰: سیرت سلیمان، مولوی صالح محمد

۱۱: تذکرہ المشائخ، مولا بخش بٹھنڈوی۔ (۱۱)

خلفائے عظام:

۱: حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی۔ آپ کے پوتے اور جانشین ہیں۔ فضل حق خیر آبادی کا مشہور علمی خاندان انہی کے حلقہ مریدین میں شامل تھا۔

۲: صاحبزادہ غلام نصیر الدین عرف کالے صاحب: حضرت مولانا فخر الدین کے پوتے تھے، بہادر شاہ ظفر کو ان سے عقیدت تھی۔

۳: خلیفہ محمد باراں کلاچوی ڈیرہ اسماعیل خان، سب سے پہلے ان کو خلافت ملی۔

۴: صاحبزادہ نور بخش مہاروی نبیرہ قبلہ عالم مہاروی رضی اللہ عنہ

۵: حضرت حافظ سید محمد علی خیر آبادی۔ علامہ فضل حق خیر آبادی نے ان سے "فصوص الحکم" کا درس لیا تھا۔ (مناقب حافظیہ)

حضرت حافظ صاحب کے ایک نامور خلیفہ مولانا احسن الزماں تھے جنہوں نے حیدر آباد دکن میں چشتیہ سلسلہ کی اشاعت کی۔

۶: حضرت مولانا مولوی محمد علی مکھڈی؛ بڑے جید عالم اور بڑے پائے کے بزرگ تھے۔

۷: حضرت حاجی نجم الدین صاحب۔ مصنف مناقب المحبوبین، آپ کے بے

(۱۱)...... حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء

شمار خلفاء تھے جنہوں نے راجپوتانہ کے بہت سے مقامات پر خانقاہیں قائم کیں، ان میں سے مولانا حکیم الدین سید محمد احسن امروہی بہت بڑے عالم اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔

۸: حضرت مولانا فیض بخش للہی: بیکانیر کے علاقے میں سلسلہ کی اشاعت کی آپ کے جانشین مولانا حافظ ناصر الدین تھے۔

۹: حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی: پنجاب میں چشتیہ سلسلہ کی اشاعت کی، بے شمار لوگوں کو آپ نے خلافت دی، پیر حیدر شاہ جلال پوری، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، صاحبزادہ محمد دین، مولوی فضل الدین چاچڑوی، اور مولوی معظم الدین مرولوی آپ کے نامور خلفاء تھے۔

۱۰: سید حسن عسکری دہلوی، ۱۱: مولانا محمد حیات دہلوی

۱۲: مولانا امام الدین مصنف نافع السالکین

(ب) مولوی امام الدین ڈھڈی، کا ذکر تنویر القلوب فی ذکر المحبوب ملفوظات خواجہ اللہ بخش تونسوی میں موجود ہے۔ جو حضرت قبلہ عالم کے بیرونی احاطہ میں دفن ہیں۔

(ج) حکیم امام الدین پاکپتنی، آپ نے خود نوشت میں ذکر کیا۔ شاہی طبیب مہاراجہ کپورتھلہ تھے، کپورتھلہ میں دفن ہیں۔

آپ کے حالات ملفوظات میں یہ تین نام ملتے ہیں جن کے حالات خلط ملط ہو گئے ہیں۔

۱۳: شیخ احمد مدنی ۱۴: سید مستان شاہ کابلی دہلی

۱۵: میاں نظام الدین بمبئی ۱۶: پیر محمد فاضل شاہ ساکن گڑھی شریف ان کے خلفاء میں سے خواجہ احمد میروی اور خواجہ نور احمد یسالوی مشہور ہیں۔

۱۷: پیر سید امام علی شاہ، سرگودھا ۱۸: مولانا امیر الدین شاہ

وصال: ۱۲۶۷ھ ماہِ صفر میں وصال فرمایا۔

باب سوم: ہم نام علمائے کرام......☆

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۷۴۸ء/۱۱۵۹ھ دہلی

شاہ عبدالعزیز ہم زمانہ بھی تھے ہم مرتبہ بھی تھے دیگر بعد کے دور کے اس اکثر ہم نامی کی وجہ سے ان کے حالات خلط ملط ہو جاتے ہیں اور ابہام پیدا ہوتا ہے مورخ یا مصنف کو اس کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ ڈاکٹر زبید احمد نے ''عربی ادبیات میں پاک وہند کا حصہ'' میں محدث دہلوی کو آپ کو معاصر لکھا ہے۔ (۱)

آپکی تعلیم آپ کے والد ماجد کے آغوش میں ہوئی۔ آپ نے اپنے والد سے جمیع علوم ظاہری و باطنی پڑھے۔

آپ کو اپنے والد بزرگوار کا مرید اور خلیفہ ہونے کا شرف حاصل ہے آپ ساری عمر روایت حدیث کی ہدایات میں مشغول رہے درس و تدریس آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ حدیث نبوی کا پودا جو آپ کے والد ماجد نے ہندوستان میں لگایا تھا آپ نے اس کو پروان چڑھایا آپ نے درس وتدریس، افتاء فصل خصوصیات، تذکرہ وعظ اور تعلیم وتربیت میں عمر گزاری آپ کے بہت سے شاگرد تھے۔ جن کا شمار علماء فضلاء فقہا اور محدثین میں ہوتا ہے، ملفوظات عزیزی، عجالہ نافعہ اصول حدیث، بستان المحدثین، مجموعہ خمسہ رسائل، شرح میزان المنطق رسالہ فضائل خلفاء اربعہ المعروف بہ عزیز الاقتباس فی فضائل بناء انفاس۔ رسالہ تحفہ اثنا عشری، تفسیر فتح العزیز، رسالہ غناء رسالہ بیع کنیزان، رسالہ وسیلہ نجات، رسالہ تفضیل، رسالہ اصول مذہب ابی حنیفہ، رسالہ معاد جسمانی، فتاویٰ عزیزیہ، سر الشہادتین، آپ کی تصانیف بہت مقبول ہوئیں۔

(۱)......عربی ادبیات میں پاک وہند کا حصہ، اردو ترجمہ، مشاہد حسین رزاقی، صفحہ: ۳۰

آپ کی رباعی جو سرورِ دو عالم ﷺ کی شان میں ہے۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجھك المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حکیم مومن خان مومن دہلوی نے تاریخ وفات کیا خوب کہی ہے۔

دست بیداد اجل سے بے سر و پا ہو گئے
''فقر و دیں، فضل و ہنر، لطف و کرم، علم و عمل''

۱۲۳۹ھ

ماہ شوال ۱۲۳۹ھ میں عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رجوع فرمایا۔(۲)

مولانا عزیز الدین عزیز بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ:

ولادت: دسمبر ۱۸۴۱ء ضلع گوجرانوالہ۔ خاندان جنجوعہ

وفات: ۵ دسمبر ۱۹۰۵ء بمقام بہاولپور

نواب صادق محمد خان رابع عباسی (متوفی ۱۸۹۹ء) کے درباری شاعر تھے۔ اعلیٰ درجے کے خوش قلم تھے علم جفر میں کمال رکھتے تھے ''صادق الاخبار'' کے ایڈیٹر بھی رہے عربی و فارسی میں بڑا درجہ رکھتے تھے صاحب دیوان شاعر تھے فن تاریخ گوئی میں ممتاز مقام حاصل تھا کئی کتب بھی تصنیف کیں۔ آپ کے ایک فرزند کیپٹن منظور احسن صاحب تھے ان کے ایک فرزند راجہ سلیم اختر صاحب جو سابق وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دور میں بہاولپور کے کمشنر تھے۔ ان کے فرزند وسیم حسن راجا پاکستان کے مشہور و معروف کرکٹر ہیں۔ مولانا کی قبر کا نشان معلوم نہ ہو سکا۔(۳)

(۲)......دلی کے بائیس خواجہ...... شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان (۳)...... تذکرہ ملوک شاہ ص ۹۳

آپ کی تصنیف "نظم الورع" چار زبانوں (عربی، فارسی، اردو، سرائیکی) میں منظوم ہے۔ جو ۱۳۰۱ھ میں بمبئی سے شائع ہوئی۔

مولوی محمد عزیز الرحمٰن بہاولپوری:

دبیر الملک محمد عزیز الرحمٰن بن مولانا غلام رسول ۹ صفر ۱۲۹۰ھ، ۷ اپریل ۱۸۷۳ کو بہاولپور میں پیدا ہوئے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ابھی سات سال کے تھے کہ ان کے والدین کا انتقال ہو گیا۔ حافظ اللہ بخش سے قرآن مجید پڑھا، ابتدائی نوشت خواند مشن سکول بہاولپور میں سیکھی۔ مرزا مصاحب بیگ نامی مدرس سے فارسی ادب و انشاء کی کتابیں پڑھیں ۱۸۸۷/۱۳۰۵ھ میں مدرسہ عربیہ بہاولپور میں داخل ہوئے۔ جہاں مولانا خلیل احمد انصاری سے استفادہ کیا۔

مولانا کی ادارت میں ماہنامہ "العزیز" بہاولپور سے طبع ہوتا تھا۔ جس میں اردو اور سرائیکی کے معیاری مضامین طبع ہوتے تھے انہوں نے فارسی عربی اردو سرائیکی زبانوں میں منظومات کا ذخیرہ چھوڑا ہے عزیز تخلص تھا۔ ابتداء میں مولانا وحید الدین سلیم پانی پتی سے اصلاح لی۔

مولانا محمد عزیز الرحمٰن سے حسب ذیل کتابیں یادگار ہیں:

۱۔ سفر نامہ حج صادق، ۲۔ صبح صادق، نواب محمد صادق خان رابع کے سوانح حیات، ۳۔ مثنوی نور و نار۔ ۴۔ نعت عزیز۔ ۵۔ دیوان عزیز (فارسی، عربی، اردو، سرائیکی) ۶۔ ترجمہ و شرح دیوان فرید ۷۔ ترجمہ قرآن بزبان سرائیکی۔

آپ کا وصال ۱۹۴۴ء میں بہاولپور میں ہوا آپ کے صاحبزادے مولوی حفیظ الرحمٰن حفیظ تھے۔

باب چہارم: مکتوبات وخطابات......☆

مکتوب پرہاروی

حضرات علما کرام کو جن کی برکتیں دائم وقائم ہوں معلوم ہو کہ صاحب فضیلت ومرتبہ ملا محمد علی نے ایک خط بھیجا اور کہا کہ حضرت جو فضلاء کے مرجع اور فضائل کے مجموعہ علماء کے فخر فضلا کی سند مولوی شیخ احمد صاحب جن کا علم زیادہ ہو اس فقیر کے بارہ مین اہانت کرتے ہوئے ایک شاگرد کو حکم دیا چند اعتراضات بر سبیل امتحان تحریر کرے جب جناب صاحب کرامت حضرت مولانا موصوف نے رعایت ادب ضروری جانی۔ پہلے تو جواب سے چشم پوشی کی لیکن عزیز لوگ ملامت کرنے پر کھڑے ہو گئے اور اس بے ادبی پر آمادہ کیا۔ لہذا سوالوں کا جواب تحریر ہے۔ اور بقدر چھ سو سوال علم مجستی، اصول ہیئت، مقدمات جفر، علم اوفاق جس سے کہ فخر حضرت مولوی صاحب کا ان علوم سے ہے۔ اجمالاً زیر قلم لایا اور بقدر تین اور چار دوسرے علوم سے فی الحال اس حضرت پر لازم ہے جواب لکھیں یا طعنہ وعیب جوئی چھوڑ دیں۔ اگر جواب دیں کہ ہم نے دین کے ہمراہ یہ علوم نہیں پڑھے تو ایک بڑا الزام ہے اس لئے کہ جب ایک مسئلہ کے جواب کو چھوڑنا عالم کے الزام میں نقص ہے اور بہت سے علوم کو نہ جاننا جو کہ ہر ایک ان میں سے ہزار مسائل پر مشتمل ہے ہزار الزامات ہونگے اور اگر جواب دیں کہ بعض ان علوم میں سے شرعاً منع ہیں، تو توجہ نہ ہوگی۔ اس لئے کہ بعض فقہاء علم نجوم، جفر، رمل، فلسفہ، منطق اور تمام کے عقائد پر موقوف رکھا۔ پس بعض کو حرام جاننا اور بعض کے ساتھ فخر کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ آخر کار یہ فقیر جو اپنی سمجھ اور عقل مندی پر فخر نہیں رکھتا لیکن اللہ

کی حکمت اور اس کے بے شمار فضائل سے متعجب ہے کہ باریک علوم کی قسمیں صاحب قصور کی ذہن پر جو کہ بچپن سے کم فہمی کے ساتھ منسوب تھا بغیر پڑھے کھل گئے اور اسکی قدرت سے حیران کہ ہم زماں لوگوں کو بخیال تعصب انکے فائدے حاصل کرنے سے محروم کیا۔ خیر فی الحال حضرت مولوی اور تمام بزرگ علماء سے امید رکھتا ہے کہ تمام سوالوں اور جوابوں کا مطالعہ کریں اور کرم نوازیوں اور مہربانیوں سے دور نہ رکھیں۔

والسلام

علماء سے خطاب

۱۔ اے ہند کے علماء تم سلامت رہو اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تمہاری مصیبتیں دور ہوں

۲۔ تم علوم عقلیہ کے ذریعے سعادت کے حصول کے خواہاں ہو مجھے خدشہ ہے کہ تمہاری آرزو خاک میں نہ مل جائے۔

۳ کیونکہ اثیر الدین البہری کی کتابوں (ہدایۃ الحکمۃ وغیرہ) میں کچھ بھی ہدایت نہیں اور نہ ہی بوعلی ابن سینا کی کتاب اشارات میں تمہارے لیے شفا ہے۔

۴۔ ابن سینا کی کتاب ''مطالع الانور'' سے ہدایت کا آفتاب طلوع نہ ہوسکا اس کے اوراق تمہارے لیے روشنی نہیں تاریکی ہیں۔

۵۔ صدر الدین شیرازی کی کتاب ''صدرا'' (شرح ہدایۃ الحکمۃ) سے شرح صدر نہیں ہوتا بلکہ سینے کی قدورت بڑھ جاتی ہے۔

۶۔ مولانا محمود جونپوری کی کتاب شمس بازغہ (درخشندہ باب) جب رونما ہوئی تو اس میں کچھ بھی تابانی نہیں بلکہ اس سے تو تمہاری ذکاوت رات کی طرح تاریخ ہوگئی ہے۔

۷۔ مولانا محمد اللہ بہاری کی ''سلم العلوم'' کی طرف عروج کا ذریعہ نہیں بلکہ بعض اوقات تو پستی کا سبب بن جاتی ہے۔

۸۔ تمہارا علم قیامت کے دن نفع مند نہیں افسوس نہ معلوم اس دن تمہاری کیا جزا ہوگی۔

۹۔ تم نے کافروں (فلاسفہ یونان) کے علوم کی شریعت کا درجہ دے رکھا ہے۔ گویا یونان کے فلسفی تمہارے انبیاء ہیں۔

۱۰۔ تم تو بیمار ہو تمہاری بیماری دن بدن بڑھ رہی ہے۔ تم شریعت کے علم سے اپنا علاج کرو بس تمہارا صرف یہی علاج ہے۔

۱۱۔ نبی اکرم ﷺ کی صحیح اور حسن حدیثیں شفاء کا عجیب سرچشمہ ہیں اور یہی ہمیشہ کیلئے تمہارا علاج ہیں۔

ترجمہ: مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور

☆☆☆☆☆

باب پنجم......☆

الشیخ پرہاروی کے علمی وروحانی کارنامے

شیخ پرہاروی کا سب سے بڑا علمی کارنامہ ان کی تصانیف ہیں جو شریعت وطریقت کے طلب گاروں کے لیے اور تصوف وفلسفہ کے دل دادگان کے لیے معلومات کا اہم ذخیرہ ہیں۔

مگر جو شہرت آپ نے ''النبراس شرح لشرح عقائد'' سے حاصل کی وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

جس میں آپ نے قرآن وحدیث، سیرت وتفسیر فقہ ومنطق سے عقائد اسلامیہ پر زور دیا۔ علاوہ ازیں ''مرام الکلام فی عقائد الاسلام'' اور'' ایمان کامل'' بھی اس سلسلہ کی اہم کڑی ہیں۔

آپ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت الشیخ محی الدین ابن العربی کے فلسفہ نظریہ وحدت الوجود سے بھی بہت متاثر نظر آتے ہیں۔ مسلم صوفیہ کا یہ فلسفہ ہندو یوگیوں اور یونانی فلسفیوں پر بھی اثر انداز ہوا اس طرح نام دیو، بھگت کبیر، گرونانک وغیرہ پر مسلمانوں کے خیالات اثرانداز ہونے لگے

کردار وعمل کی اصلاح کے لیے آپ نے صحیح اسلامی تصوف کا نمونہ پیش کیا اور مساجد خانقاہوں میں اشاعت علم کے علاوہ عقائد ونظریات کی اصلاح کے لیے مجاہدانہ خدمات سرانجام دیں۔ شیخ پرہاروی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے سب سے بڑے مبلغ تھے انہوں نے بلند پایہ تصانیف کے ذریعے فکری انقلاب برپا کیا اور تعلیمی نظریات کو

حیات نو بخشی۔

بحیثیت معبر (خواب شناس):

آئندہ پیش آنے والے واقعات جاننے کا طریقہ ''مبشرات'' کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔ (حدیث مبارک)

علماء اصفیاء کے خواب اگر سچے نکلتے ہیں تو اس کی بڑی وجہ ان کی روحانی قوت ہوتی ہے اور جس وقت وہ خواب میں مستقبل کی جھلک دیکھ لیتے ہیں اور آئندہ واقعات کی آسانی سے نشان دہی کرتے ہیں جو ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ حضرت پرہاروی بھی خواب شناسی یا تعبیر بتانے کے علم سے باخبر تھے۔ اور ان کی بتائی ہوئی تعبیر کچھ عرصہ بعد درست ثابت ہوئی جناب سید شاہجہان شاہ وثیقہ نویس رموز عارفہ قلمی مخطوط ورق نمبر ۲۷۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت خواجہ خدا بخش سنجری (۲) رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میدان قیامت قائم ہے حشر میں ہر شخص حیران و پریشان ہے ہر طرف سے نفسا نفسی کی صدائے دلخراش آ رہی ہے پل صراط کے نیچے آتش دوزخ بھڑک رہی ہے پل صراط عبور کرنے اور اس پر سے صحیح سلامت گزر جانے کا فکر دامن گیر ہے مگر پل صراط پر قدم رکھنے کا حوصلہ قلیل ہے مخلوقات وسیلہ ڈھونڈنے کے لیے بے قرار ہیں آپ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مرد درویش پل صراط کے اس طرف کھڑے ہیں اور ہاتھ سے پکڑ پکڑ کر مخلوق خدا کو پل صراط پار کرا رہے ہیں اچانک دل میں خیال آیا کہ کاش یہ بزرگ مجھ کو بھی پل صراط پار کرا دیں ابھی خیال ہی آیا تھا کہ اس مرد قلندر نے آپکو ہاتھ سے پکڑ کر پار کرا دیا جونہی آپ نے پل صراط پار کیا آپ فوراً بیدار ہو گئے۔

وہ خواب والا واقعہ اور مرد خدا من وعن ذہن نشین تھے۔ ان کی شکل وصورت

(۲)...... سنجر ایک بستی کا نام ہے جو علاقہ ڈیرہ غازی خان کے قرب وجوار میں واقع ہے۔

دل میں سما چکی تھی لیکن کوئی اتا پتا نہ تھا۔ متعدد علماء سے اپنا خواب بیان کیا مگر کوئی تسلی بخش تعبیر حاصل نہ کر سکے۔ ان ایام میں حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی بستی پر ہاراں میں جلوہ افروز تھے اور اپنے فیض و کمالات سے شہرہ آفاق تھے۔ حضرت خدابخش سنجری حضرت پرہاروی کی خدمت میں حصول تعبیر خواب کے لیے حاضر ہوئے اور قصہ خواب گوش گزار کیا۔ حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی عالم باعمل ولی کامل تھے انہوں نے خواب سن کر فرمایا اس مرد خدا سے تمہاری ملاقات ضرور ہوگی۔ ہاں جس وقت اس مرد خدا کا دامن ہاتھ آجائے تو تاحیات ان کی صحبت سے علیحدگی اختیار نہ کرنا اور اس مرد خدا جسکی شکل و صورت سے آپ بخوبی واقف ہیں بزرگان دین کی صحبت میں تلاش کریں حضرت پرہاروی کا فرمان ذیشان سن کر حضرت سنجری نے تمام علاقے کا سفر اختیار کیا اور ہر بزرگ کے ہاں حاضری دی اور حاضرین کو تجسس وانہماک سے دیکھتے تھے ایک مرتبہ حضرت پیر پٹھان خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ کی محفل میں تونسہ شریف تشریف لے گئے تو وہاں پر آپکی نظر حضرت پیر سیال لجپال خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمتہ پر پڑی۔ جن کے بارے میں حضرت پرہاروی نے بتایا تھا آپ ان سے دست بیعت ہو گئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔

پیش گوئیاں:

پیش گوئی کرنا اسلام میں حرام نہیں۔ صرف دعویٰ کرنا حرام ہے۔ عام آدمی پیش گوئی نہیں کر سکتا کیونکہ اندازے اور قیافے گمراہ کرنے والی بات ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے انبیائے کرام پیش گوئی کر سکتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار دارالعلوم دیوبند کے فتویٰ پر ردعمل میں علماء کرام نے کیا۔ علامہ ابتسام الٰہی ظہیر اور محمد اصغر فاروق نے کہا کہ پیش گوئی کرنا حرام نہیں ہے کیونکہ انبیاء کرام اور اللہ کے نیک بندوں نے کئی

پیش گوئیاں کیں آپ نے سراقہ بن جاشم کو کہا جو آپ کے پیچھے آپ کو قتل کرنے کی غرض سے آرہا تھا کہ سراقہ میں تیرے ہاتھ میں قیصر و کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں اور بعد میں یہ بات سچ ثابت ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ پیش گوئی کی اپنی ایک حقیقت ہے۔ پیش گوئی عام آدمی نہیں کرسکتا مفتی صفدر علی قادری نے کہا عام آدمی پیش گوئی نہیں کرسکتا انبیاء کرام مطلع ہوتے ہیں اور وہ غیب کی اطلاع دیتے ہیں۔ اس میں تاخیر بھی ہوسکتی ہے۔

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کشمیری کی پیش گوئیاں اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہما سے منسوب کتاب انیس الارواح میں جو پیش گوئیاں کی گئی ہیں، وہ بہت مقبول ہوئیں اور وہ وقت کے ساتھ ساتھ درست ثابت ہو رہی ہیں۔

محکمہ موسمیات والے موسم کے بارے میں بذریعہ آلاتِ سائنس پر اگر یقین کر لیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے سے بذریعہ الہام کیوں نہیں یقین کیا جاسکتا۔

پیش گوئی انبیاء کرام وحی کے ذریعے اولیاء کرام الہام کے ذریعے اور آج کل کے ماہر نجوم علم نجوم کے ذریعے کرتے ہیں انبیاء اولیاء کی پیش گوئی ہمیشہ سچ ثابت ہوئی ہے علامہ پرہاروی نے پیش گوئی فرمائی۔

پرہار شریف کے ایک معمر بزرگ رائے اللہ بخش پرہار نے بتایا کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد سے سنا ہے کہ رائے ہوت پرہار نے حضرت علامہ صاحب سے بیعت ہونے کی درخواست کی تو حضرت پرہاروی نے فرمایا کہ آپ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی عِشَاللّٰہ کے مرید ہو جائیں ان کا سلسلہ طریقت تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔

در سنہ غاشی ہجری دو قران خواہد بود

از پئے مہدی و دجال نشاں خواہد بود

ترجمہ: دو صدیوں کے درمیان سورج و چاند گرہن ہوگا جو مہدی و دجال

کے ظہور کی علامت ہوگا۔

کہہ گئے ہیں بات سچی حضرت عبدالعزیز
اس طرح ظاہر ہوئی ہے عظمت عبدالعزیز
عمر ان کی مختصر جو سات کم چالیس تھی
عاشقانہ مومنانہ معجزہ تھی زندگی
سنہ غاشی شعر اعلیٰ پیش گوئی سے بھرا
اہل دانش کے لئے پرہاروی تھا مقتدی
دو قران میں چاند سورج جب کبھی گہنائیں گے
اس لئے پرہاروی بھی مہرو ماہ کہلائیں گے
تھا بلاکا حافظہ قرآن کا مخزن بنا
موضعِ پرہار آصف وادیٔ ایمن بنا

مکتوب عبدالحمید آصف مدینہ ٹاؤن فیصل آباد
بنام متین کاشمیری محررہ ۱۹۹۴ء۔۷۔۹

کیمیا گری:

یہ علم کیمیا بہت قدیم زمانے سے سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے بڑے بڑے حکمائے زمانہ کو اس علم پر بہت عبور حاصل تھا۔ آج بھی خال خال ایسے حضرت موجود ہیں۔ جو اس علم پر مکمل دسترس رکھتے ہیں یورپ والے تانبے اور چاندی کی ماہیت کو بدلنے والے علم سے کورے ہیں اور خدا کا شکر ہے ایسا نادر الوجود علم ابھی تک مسلمانوں کے پاس موجود ہے۔

سلسلہ چشتیہ کے ایک درویش مولانا عبدالعزیز پرہاروی ہو گزرے ہیں انہوں نے علم کیمیا اور دوسرے علوم پر اپنے علم لدنی سے ایک رسالہ تحریر کیا تھا جس میں

میں علم کیمیا، علم سیمیا، علم ریمیا، علم ھیمیا وغیرہ پر بہت روشنی ڈالی تھی شاید خال خال ہی کسی صاحب کے پاس اب بھی یہ رسالہ موجود ہوگا ان مخفی علوم پر بہت ساری راز کی باتیں لکھی ہوتی ہیں۔ (۳)

(ا۔ راقم نے اکثر بزرگوں سے ان کے متعلق یہ سنا ہے کہ یہ علم جس کو آتا ہے وہ نہیں بتاتا اور جو بتاتا ہے اسے نہیں آتا۔ ماسوائے اولیاء و اصفیاء کے۔)

کیمیا و ریمیا و سیمیا

کس نہ داند جز بذات اولیاء (مثنوی مولانا روم)

<u>حضرت خواجہ غلام محمد امام پاک جلوی رحمۃ اللہ علیہ کا معمہ:</u>

ط طرفہ (چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں۔ ان میں سے طرفہ نویں منزل ہے۔ حروف ابجد بھی اٹھائیس ہیں ان کا تعلق بھی ہر ایک منزل سے ہے۔) ھک سر عجیبہ قول نبی سرور داخیر بشر دا۔۔۔۔۔

جس میں امام پاک جلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "ھو اللہ" اسم اعظم تحریر فرمایا ہے۔ "محبوب الطالبین"۔ امرتسر سے پنڈت گردھاری لعل منجم و جفار سیالکوٹی نے چھپوائی اس میں ایک معمہ اسم اعظم فارسی منظوم خواجہ نصیر الدین طوسی کا تھا جسے حل کرنے والے کو گردھاری لعل نے پانچ ہزار روپے رکھا تھا وہ معمہ امام پاک جلوی کے مرید خاص حکیم احمد یار وٹو نے حل کیا۔ علاوہ ازیں حکیم احمد یار وٹو صاحب راقم کو اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت حکیم امام الدین پاکپتنی مصنف "مخزن اکسیر" کا معمہ عمل حب (کا نو راز کار رفتہ و آخر قرنفل است)

جو کسی انسان یا حیوان کو کھلا دیں تو وہ آپ کے پیچھے دوڑا چلا آئے گا۔ وہ بھی

(۳)...... روحانی ماہنامہ "آئینہ قسمت" لاہور اپریل ۱۹۹۴ء (مضمون سید صفدر حسین قادری)

حل کر کے آزمایا ہے۔

حال ہی میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص حضرت خواجہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ ''الاکسیر مع التکسیر'' راقم کی نظر سے گزرا جسے انہوں نے علم تکسیر میں چھپا دیا۔

علم کیمیا اور علم تکسیر کا ماہر ہی اس کو حل کر سکتا ہے حضرت سفیان ثوری کے نسخہ کیمیاء کی شرح جس کو آیت قرآن مجید سے نکال کر پانچ حروف میں مخفی کیا گیا ہے۔

رسالہ ھذا کو مولوی معین الدین احمد سیکریٹری انجمن الکیمیاء نے بقاعدہ جفر استخراج کیا۔ جو بڑے خاصے کی چیز ہے اس کی نقل حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے ذخیر کتب میں بھی موجود ہے۔

جو شخص علم کیمیا صحیح طریقہ سے حاصل کرنا چاہیے اسے لازم ہے کہ پاک ہو کر متواتر چالیس روزے رکھے اور ذی روح سے مکمل پرہیز کرے حلال روزی سے افطار کرے اور ہر شب سورۃ الشمس سورۃ والیل سورۃ والضحیٰ اور سورۃ الم نشرح ہر ایک سات مرتبہ اور آیت ''قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ ...... بِغَيْرِ حِسَابٍ'' تک ۴۰ بار پڑھ کر یہ دعا پڑھے۔

''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِقُدْرَتِكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَتَخَيَّرْتَ لِكُلِّ شَیْءٍ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا وِتْرُ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ اَنْ تُصَلِّیْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَنْ تُسَخِّرَ لِیَ الْعِلْمَ الَّذِیْ سَتَرْتَهٗ عَلٰی كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ وَاَكْرَمْتَ بِهٖ كَثِيْرًا مِّنْ عِبَادِكَ يَا كَافِیْ يَا غَنِیُّ يَا مُغْنِیُّ يَا فَتَّاحُ يَا هَادِیْ وَاَغْنِنِیْ بِهٖ مِمَّنْ سِوَاكَ اِنَّكَ مٰلِكُ الْمُلْكِ وَبِيَدِكَ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ○''

جب متواتر چالیس دن یہ عمل پورا کرے گا تو اللہ تعالیٰ خواب یا بیدار میں

ایک شخص اس کے پاس بھیج کر اس کا مسخر کر دے گا جو یہ علم اس کو تسلیم کرے گا اور اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔ (۴)

☆☆☆☆☆☆☆

(۴)......شمس المعارف، علامہ . .

باب ششم......☆

مسلمان اور قدیم وجدید علوم وفنون

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اہل یورپ نے علم کی روشنی یونانی سائنس دانوں فیثا غورث، اقلیدس، ارشمیدس، ارسطو اور افلاطون وغیرہ سے مستعار کی جنھیں سائنسدانوں کا جدامجد سمجھا جاتا ہے۔ لیکن تحقیق وتجس کے صبر آزما راستے یعنی تجربہ، مشاہدہ اور پیائش وغیرہ سے اہل یونان بے خبر تھے وہ حقائق کو منظم کر کے ان سے عمومی نتائج اخذ کر کے نظریات قائم کرتے تھے۔ مثال کے طور پر برصغیر پاک وہند کی دینی علمی اور روحانی شخصیات میں سے شیخ محدث پرہاروی اپنی کتاب ''التمیز فی تنقیح فلسفہ'' میں اور اعلیحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے اپنی کتاب ''الکلمۃ الملہمہ'' یونانی فلسفے کا بھرپور رد کیا۔

تحقیق ومشاہدہ کی اصل روح کو اہل یورپ میں مسلمانوں نے داخل کیا۔ عربوں کی سائنسی تحقیق کا یورپی زبانوں میں ترجمہ کرنے والوں کو جو نام سب سے زیادہ سحر انگیز نظر آتے ہیں۔ وہ البیرونی۔ الکندی اور ابن الہیشم کے ہیں۔ جس پر بعد کے آنے والے یورپی سائنس دانوں نے اپنے علوم کی بنیادیں استوار کیں۔

یہ کائنات ابھی تک ناتمام ہے گویا!
کہ آرہی دمادم صدائے کن فیکون

کائنات کے بارے میں بہت سے قدیم نظریات صحیح ثابت نہیں ہوسکے جدید سائنس دانوں اور فلسفیوں نے شبانہ روز محنت اور ہمت واستقلال سے کائنات کے کئی سربستہ رازوں کی نقاب کشائی کی ہے انہوں ثابت کیا کہ ہر آن مادہ قوت میں اور قوت

مادہ میں تبدیل ہو رہی ہیں۔

مادہ کے باریک ترین ذرے یعنی ایٹم کو مزید تقسیم کرنا ناممکن تھا لیکن اب معلوم ہوا کہ ایٹم میں تو ایک دنیا ہی آباد ہے۔

سائنس انسانی علوم کے ارتقا کا نام ہے۔ اس میں تغیر پذیری کا امکان ہر لمحہ موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سائنس اپنے نتائج کو قطعی اور آخری قرار نہیں دیتی آج دنیا میں جتنے بھی سائنسی نظریات ہیں وہ ردوقبول اور قبول ورد کے مرحلوں سے بارہا گزرنے کے بعد موجودہ شکل میں ہم تک پہنچے ہیں مثلاً۔

فیثاغورث کے ہاں تمام کائنات زمین کے اردگرد گھوم رہی تھی۔

تھائیکو نے زمین کو مرکز مان کر تمام اجرام سماوی کو اس کے گرد گھما دیا تھا۔

شیخ پرہاروی نے اپنی کتاب ''الاوقیانوس'' میں حرکت زمین کے فلسفہ کا رد کیا۔

اور اعلیحضرت بریلوی نے اپنی کتاب ''فوز مبین'' میں قرآن وحدیث کی روشنی میں دنیائے سائنس کو چیلنج کیا کہ زمین ساکن ہے گردش اور حرکت سے اس کا کوئی سروکار نہیں۔

زمین ساکن ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یُمۡسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا وَلَئِنۡ زَالَتَاۤ اِنۡ اَمۡسَکَهُمَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیۡمًا غَفُوۡرًا ○ (۱)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ روکے ہوئے ہے زمین کو اور آسمانوں کو تاکہ جنبش نہ کریں۔

---

(۱)...... پارہ ۲۲ سورۃ فاطر آیت: ۴۱

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ

زائل ہونے سے مراد جنبشیں کرنا خواہ وہ حرکت مستقیمہ ہو یا حرکت مستدیرہ۔

زمیں در حب او ساکن

فلک در عشق او شیدا

(جامی)

زمین اس کی محبت میں ساکن ہے اور آسمان اس کے عشق میں دیوانہ ہے۔

معلوم ہوا زمین گھومتی ہے نہ آسمان بلکہ سورج چاند سیارے گردش کرتے ہیں۔

زمین اور چاند کی اپنی روشنی نہیں سورج کی روشنی سے منور ہیں۔ دونوں گول کرے ہیں ایک وقت میں ان کا نصف حصہ روشن اور نصف حصہ تاریک رہتا ہے۔ روشن حصے کو دن اور تاریک حصے کو رات کہتے ہیں۔

مسلم مفکرین، سائنس دان، فلاسفہ اور حکماء:

☆......شیخ عبدالعزیز محدث پرہاروی، نواب مظفر خان شہید والئی ملتان کے احباب خاص تھے، ۲۷۴ مختلف علوم و فنون پر دسترس رکھتے تھے۔

☆......حکیم امام الدین پاکپتنی (م ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۰ء)۔ علم طب اور روحانیات پر پندرہ کتب مرتب کیں مخزن اکسیر کو شہرت حاصل ہوئی۔ ۱۲۲۱ھ سے ۱۲۵۳ھ تک دہلی میں اکبر شاہ ثانی کے درباری طبیب رہے۔ بعد میں مہاراجہ رندھیر سنگھ کپورتھلہ کے خاص الخواص تھے۔ منشی نول کشور لکھنؤ نے ان کی اکثر کتب کو شائع کیا۔ جس میں انہوں نے انہیں "جالینوس دوراں" "افلاطونِ زماں" اور "سقراط دوراں" "بقراط زماں" لکھا۔

☆......امام احمد رضا بریلوی (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کے وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی ڈاکٹر سر ضیاء الدین سے گہرے مراسم تھے۔

☆......ڈاکٹر عبدالقدیر خان (موجودہ) عالمی شہرت یافتہ ایٹمی سائنسدان ہیں۔ گولڑہ شریف اور نور پور شاہاں اسلام کی مقدس میں رہائش پذیر ہیں۔

ڈاکٹر محمد مالک (ڈیرہ غازی خان) ''قرآن و ایٹمی پروگرام'' میں سائنسی مفکرین کو تین ادوار میں تقسیم کرتے ہیں۔ انہوں نے دوسرے دور میں حضرت امام احمد رضا اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو تو شامل کیا لیکن حضرت امام الدین پاکپتنی اور الشیخ عبد العزیز پرہاروی کو شامل نہیں کیا۔

معارف رضا شمارہ یازدہم انٹرنیشنل ایڈیشن کراچی کے صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۱ پر اقبال احمد اختر قادری کراچی کا مضمون بنام ''امام احمد رضا اور ڈاکٹر سر ضیاء الدین'' شائع ہوا۔ جس میں انہوں نے مسلمان مفکرین، سائنسدانوں، حکماء و فلاسفہ کی فہرست میں حضرت شیخ الاسلام عبدالعزیز پرہاروی اور حضرت حکیم امام الدین پاکپتنی کا ذکر نہیں کیا۔

☆☆☆☆☆☆

باب ہفتم ......☆

علامہ پرہاروی سے علامہ اقبال کی عقیدت

حضرت شاعر مشرق مفکر اسلام علامہ اقبال نے جاوید نامہ منظوم فارسی مرتب کرتے ہوئے بزرگان دین کی کتابوں کے متعلق اپنے معاصرین اہل عالم ودانش کو متعدد خطوط لکھے تو مولوی محمد صالح ادیب تونسوی نے علامہ پرہاروی اوران کی کتاب ''سرالسماء'' جوفلکیات سے متعلق کا تعارف کرایا تو آپ بہت متاثر ہوئے اورانہوں نے اس کتاب کے حصول کیلئے مولوی صالح ادیب تونسوی اور شجاع منعمی کو خطوط لکھے جو اقبال نامہ جلددوئم میں موجود ہیں۔

گزشتہ دنوں دہلی سے شائع ہونے والی کتاب کلیات مکاتیب اقبال ۳ جلد، مرتبہ سید مظفر حسین برنی نے اردواکادمی دہلی ۱۹۹۳ سے شائع کی جس میں اقبال نامہ کے تمام مکتوب شامل ہیں اور جن پر تاریخ درج نہ تھی اس پر اندازا تاریخ درج کر دی ہے اوراہم جگہوں پر حاشیہ بھی دیا گیا ہے جس میں کتابوں کی تفصیل اوراشخاص کے حالات بھی درج ہیں اوران مکاتیب کوبھی شامل کیا گیا ہے جوغیر مطبوعہ تھے۔

ایک غیر مطبوعہ خط کے بارے میں کہ ''المعارف'' والوں کوکیسے ملا اورمحمد حسن میرانی نے اپنے خط میں اس کا ذکر کیا، بہاولپور سے جناب محمد کامران فاروقی نے ازراہ کرم المعارف میں اشاعت کے لیے تین خطوط کی فوٹو کاپیاں ارسال کی ہیں یہ خطوط انہیں مولوی فضل محمد مرحوم (المتوفی ۲۶، جولائی ۱۹۸۳ بہاولپور) سابق ڈسٹرکٹ جج کے کتب خانے سے دستیاب ہیں۔

اس خط کے حاشیے پر مکتوب الیہ سراج الدین نے مندرجہ ذیل سطور لکھ کر مولوی سعید احمد کو یہ خط بھیجا (جومولوی شمس الدین کے بیٹے سعید احمد علوی تھے) پوتے

منظور احمد تھے۔

۷۸۶

مہربان وعنایت گستر جناب مولوی سعید احمد صاحب

السلام علیکم:

جناب ڈاکٹر اقبال صاحب کا یہ خط ہے جو میرے پاس آیا تھا حسب طلب آپکی ارسال خدمت کر رہا ہوں۔

۳۰ نومبر ۱۹۳۰ سراج الدین غفرلہ از بہاولپور علامہ اقبال کے خط پر تاریخ درج ذیل نہیں مکتوب الیہ جناب سراج الدین نے ۳۰ نومبر ۱۹۳۰ کو یہ خط ضروری کاروائی کے لیے ایک بزرگ مولوی سعید احمد کو بھیجا۔

مکتوب محمد حسن میرانی بنام مصنف ۱۹۹۳۔۱۱۔۶

یہ خط علامہ نے بہاولپور کے چیف جج میر سراج الدین مرحوم کو لکھا تھا جو ۱۹۴۹ میں بعمر اسی سال فوت ہوئے اور میر صاحب مرحوم نے یہ خط مولوی شمس الدین علوی بہاولپوری کے ورثاء کو دیا۔ بعد میں یہ خط مولوی فضل اللہ فاروقی بہاولپوری کے کتب خانہ میں تھا ان کی وفات کے بعد ان کا کتب خانہ میر زاہد حسن صاحب رحیم یار خان نے خرید لیا۔

علامہ اقبال نے جو خط میر سید سراج الدین بہاولپوری کو لکھا تھا وہ سابق ریاست بہاولپور کے چیف جسٹس تھے اور لاہور کے مشہور و معروف جج سید محمد لطیف متوفی ۱۹۰۲ کے چھوٹے بھائی تھے۔ میر صاحب نے علامہ اقبال کا خط مولوی سعید احمد علوی مرحوم کو دیا جو مولوی منظور احمد علوی مرحوم شاہی مؤرخ کے والد تھے یہ خط مولوی فضل محمد عرف فضل اللہ سابق جج متوفی ۱۹۸۳ء ولد ابن مولوی فیض محمد پنشنر ڈسٹرکٹ جج کے کتب خانہ میں پہنچ گیا۔ کامران فاروقی اس خاندان کے فرد ہیں۔ (۴)

---

(۴)...... مکتوب محمد حسن میرانی بنام مؤلف 4-5-95

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی
تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
تیرے سامنے آسماں اور بھی ہیں

شاعر مشرق کا ایک عظیم تخیل ہے جو حقائق پر مبنی ہے۔

تاہم دنیا بھر کے ممتاز سائنس دان اور ماہرین فلکیات موجودہ صدی کے آغاز ہی سے اس بات کی کھوج میں ہیں کہ کیا کائنات میں ہماری زمین کی طرح اور بھی زمینیں ہیں اور کیا ان پر بھی کسی قسم کی ادنی یا اعلی زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں۔

یہ مسئلہ جتنا دلچسپ ہے اتنا ہی مشکل بھی کیونکہ سب سے پہلے ہم کو ساری کائنات کا تصور اپنے ذہن میں ملتا ہوگا۔ اس بارے میں فی الحال اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ انتہائی کوشش کے باوجود ہم کائنات کی وسعتوں کو نہیں پاسکتے ہیں۔ دوسری مشکل کائنات کی ابتداء اور نتہا سے متعلق ہے اس بارے میں بھی مختلف نظریات ہیں اور تا حال کسی ایک نظریہ پر اتفاق رائے نہیں ہوا ہے۔ مگر اہل اللہ کی نظر ان سب جہانوں پر ہوتی ہے۔

شیخ پرہاروی کی کتاب ''سر السماء'' کے مطالعہ کے بعد مذکورہ بالا شعر کہا گیا ہے جس میں کئی جہانوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اس شعر کی وضاحت ''جاوید نامہ'' میں بھی ملتی ہے۔ جس میں علامہ تخیل کے پر لگا کر افلاک کی سیر کرتے ہیں۔ جس کا ذکر میرے ایک بزرگ نے اپنے کلام میں ان الفاظ سے کیا:

ستاروں سے پرے پرواز کر دے
مجھے جبریل کا ہمراز کر دے

سنا تا اس لیے ہوں آپ بیتی
خدا تجھ کو میرا دمساز کر دے
جھپٹ کر فکر کے پر نوچ ڈالوں
میں صوفی ہوں مجھے شہباز کر دے
(صوفی خدا بخش سیرانی اویسی رحمۃ اللہ علیہ کوٹ ادو)

مجمع النجوم:

ستاروں کو مختلف گروپوں میں تقسیم کیا گیا ہے ان گروپوں کو مجمع النجوم کہتے ہیں عام نظر سے دیکھنے سے یہ ستاروں کا مجموعہ نظر آتا ہے اور اس میں ستارے ایک دوسرے کے قریب نظر آتے ہیں لیکن وہ حقیقت میں ایک دوسرے سے بہت دور ہوتے ہیں۔

پرانے زمانے کے لوگوں نے آسمان پر متعدد مجمع النجوم تصور کر لیے تھے اور ہر مجمع النجوم میں ستاروں کو ملا کر انکی فرضی اشکال اپنے ذہن میں بنا لی تھیں کوئی شکل کسی جانور کی اور کوئی کسی شخصیت کی اسی بنا پر مجمع النجوم کا نام رکھا گیا۔ جو شمال کی طرف نظر آتا ہے۔

orion porsius scorpio small Bear Big Bear

مثلاً، دب اکبر، دب اصغر، عقرب، فرساوس، جبار وغیرہ

ان خیالی شکلوں کی بدولت ستاروں کو آسانی سے پہچانا جاتا ہے۔ اور ان کی مدد سے سمت اور مقام اور وقت کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

قطبی ستارہ قطب شمالی کے عین اوپر ہوتا ہے اس لئے رات کے وقت اس کے مدد سے سمتیں معلوم کی جاتی ہیں۔ رات کو مطلع صاف ہو تو چھوٹے چھوٹے ستاروں

کے ایک راستے کا گمان ہونے لگتا ہے جیسے کہکشاں کہتے ہیں۔ اگر زمین سورج اور چاند کے درمیان آجائے تو اسے چاند گرہن کہتے ہیں۔ اور اگر چاند زمین اور سورج کے درمیان آجائے تو اسے سورج گرہن کہتے ہیں۔

سورج گرہن میں سورج تانبے کی طرح نظر آتا ہے۔ چاند گرہن میں چاند تانبے کی طرح نظر آتا ہے۔ چاند گرہن میں چاند گرہن کبھی چاند کے پورے حصہ پر اور کبھی کچھ حصہ پر ہوتا ہے۔ پہلی رات کے چاند کو (نوچندی) ہلال کہتے ہیں چودھویں رات کے چاند کو بدر یا (پورن ماشی) کہتے ہیں اس کے بعد چاند گھٹنا شروع ہو جاتا ہے آخری رات تاریخ کو چاند بالکل نظر نہیں آتا اس رات کو اماوس کی رات کہتے ہیں۔ اس طرح فلکیاتی مشاہدہ ہے کہ کائنات میں توسیع کا عمل تسلسل کے ساتھ جاری وساری ہے۔ نئی نئی دنیائیں معرض علم ومشاہدہ میں آتی جارہی ہیں۔ اور خدا جانے ابھی کتنی دنیائیں انسانی علم ومشاہدہ میں آنے کی منتظر ہیں جیسے مریخ میں آبادکاری کا آغاز ہونے والا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

باب ہشتم......☆

وجد و حال

قصبہ پرہار کا ایک شخص حج بیت اللہ شریف کو جانے لگا تو وہ حضرت مولانا صاحب سے ملاقات کرنے کو آیا اور سفر کی صعوبتوں سے بچنے کیلئے دعا کی درخواست کی تو حضرت مولانا نے دعا کرنے کے بعد یہ ارشاد فرمایا کہ بھائی جبکہ آپ حج بیت اللہ شریف جانے کی غرض سے آپ اپنے قصبہ سے نکلیں تو یہ شعر پڑھتے ہوئے چلیں جہاں بھی جائیں یہ شعر پڑھ کر سنا دیں حتیٰ کہ کعبۃ اللہ شریف اور مدینہ منورہ شریف میں بھی حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں یہ شعر عرض کر دینا۔

چوں رسی بکوئے دلبر بسپار جان مضطر
کہ مبادا بار دیگر نرسی بدیں تمنا

جب حضرت مولانا صاحب نے یہ شعر پڑھا تو آپ بھی وجد و کیفیت کی مستی میں کئی دنوں تک صحو و سکر میں ڈوبے رہے۔(۱)

عقائد پرہاروی

اہل سنت و جماعت کے مطابق عقائد اسلامی بیان کئے ہیں خدائے واجب الوجود اسم ذات اسمائے صفات اسم اعظم کا ذکر کیا ہے اور عقیدہ ظاہر کیا ہے کہ روز حساب اور جنت میں رویت حق ہوگی۔ خدا کی ماہیت کوئی بھی نہیں جانتا۔ پیغمبر سے گناہ کبیرہ نہیں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ آخری پیغمبر ہیں۔ جب مسیح آسمان سے آئیں گے تو احکام قرآن کے مطابق عمل کریں گے۔ معراج نبی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک نہ ماننے والا کافر تو نہیں البتہ فاجر ہے حضرت محمد ﷺ نے والدین اسلام پر تھے سیوطی نے

(۱)......ہفت روزہ الہام، ۷ ستمبر ۱۹۸۴ء

چھ رسالوں میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ انبیاء ملائک سے بہتر ہیں عورت پیغمبر نہیں ہوئی۔ ایک عنوان کے تحت سحر، کرامت، استدراج، معجزہ، ارہاص (نبوت سے پہلے معجزہ) کی توضیح کی ہے۔ امت حضرت رسول خیر البشر ہے امت میں دس عشرہ مبشرہ بہترین ہیں۔ جو کوئی اصحاب رسول کو سب وطعن کرتا ہے وہ گویا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کرتا ہے صحابہ کی باہمی جنگ کے متعلق لکھا ہے یہ جنگ ان کی اجتہادی فکر پر مبنی تھی ان کی لڑائی بدنیتی کی بنا پر نہ تھی اس لیے قاتل ومقتول دونوں بہشتی ہوں گے ان کا معاملہ اللہ پر چھوڑنا چاہیے اور ان کے عتاب کے متعلق زبان خاموش رکھنی چاہیے آخر میں جبر واختیار۔ اور جبری وقدری عقائد سے متعلق بحث کی ہے اور اپنا نقطہ نظر ''شرح فصوص الحکم'' از قیصری کے حوالے سے پیش کیا ہے۔

هست ایمان مقلد معتبر
گرچه تحقیق ست ازوی نیکتر
پس مکن لعنت یزید ای نیک بخت
گرچه در کارش جگر شد لخت لخت

وہ آل رسول سے محبت رکھتے ہیں اس لیے ان کا عقیدہ ہے کہ

آنکه او را حب آل مصطفیٰ است
رافضی نامش نهادن از خطاست

عبدالعزیز کا یہ عقیدہ محل نظر ہے۔

در قبور آمد بحکم ذوالجلال
هم ثواب وهم عتاب وهم سوال

ایک اور عقیدہ بھی معظم ہے وہ اپنے کلام کو بھی کلام ایزدی سمجھتے ہیں

دین کلام لفظی و نظم شگرف
دال شد ہر نفسی بی صورت وحرف
ھر دو را امید ان کلام ایزدی
لفظ حادث دان و نفسی سرمدی

کشف وکرامات

کرامات اولیاء حق ہیں جن پر قرآن واحادیث صحاح سے بیشمار واقعات ودلائل موجود ہیں اوراسی پر اجتماع امت ہے۔

آجکل کے مرید پیروں کی جعلی وضعی (غیر الہامی) کرامات اپنی طرف سے گھڑ لیتے ہیں۔ یا پھر حقیقت کی بجائے بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں جو بزرگان دین کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔

کسی اہل اللہ کی سب سے بڑی کرامت اس کا اتباع کتاب وسنت ہے۔ ان نفوس اقدس کے صحیح حالات ان کی عملی زندگی اور تعلیمات ہوا کرتے ہیں کشف وکرامات تو ان کے روحانی کمالات ہوتے ہیں جن کا ذکر کرنا ہمارے لیے موجب برکات ہے۔

علامہ پرہاروی کی بے شمار کرامات زبان زد خاص وعام ہیں جن کو درج کرنے کیلئے کافی وقت درکار ہے۔ اور ایک علیحدہ کتاب مرتب کی جاسکتی یہاں چند ایک کرامات جو کچھ تذکرہ نویسیوں نے تحریر کی ہیں تبرکا درج کی جاتی ہیں اور انہوں نے مختلف ذرائع سے بیان کی ہیں ان میں بعض مقامات پر انگلی بھی رکھی جاسکتی ہے۔ اس مسئلے میں راقم اس نتیجہ تک پہنچا ہے کہ کرامات کا انکار اور ان میں افراط وتفریط کرنا گمراہی اور بے دینی ہے۔ اور ان کو پردہ میں رکھنا یا انحصار حالات پر منحصر ہے جو لوگ

بزرگان دین کی کرامات کے منکر ہیں عجائبات سائنس سے انکار نہیں کر سکتے کیونکہ جو باتیں سائنس بتا رہی ہے وہی بزرگان دین بتا چکے ہیں انہیں ہم ریسرچ یا مکاشفہ کا نام دے سکتے ہیں۔ علامہ پرہاروی کی سب سے بڑی کرامت آپکی تصانیف ہیں یہی وجہ ہے کہ مذہبی طبقہ کا ایک گروہ جو دین میں جدت کو بدعت تصور کرتا ہے اور کرامات کا منکر ہے۔ وہ میڈیکل، ٹیکنیکل میں کبھی ترقی نہیں کر سکتا حالانکہ فی زمانہ اس کی اشد ضرورت ہے۔ ان کے عملیات اور سیمیائی علوم کے متعلق ایک قصہ مشہور ہے کہ حاکم وقت کو مولوی صاحب کے عملیات کی خبر پہنچی۔ نجومیوں نے مولوی صاحب کے اس شغل اور مخفی طاقتوں سے حاکم وقت کو خوف زدہ کیا اور اس نے مولوی صاحب کی بحکم طلبی کا حکم نافذ کیا۔ چنانچہ ایک دستہ رسالہ کے سواروں کا مولوی صاحب کی طلبی کے لیے پرہاراں پہنچا اس وقت مولوی صاحب اپنے ملکیہ چاہ (کنویں) پر نماز کے لیے وضو فرما رہے تھے رسالہ کے سواروں کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے دریافت کرنے پر جب یہ معلوم ہوا کہ حاکم وقت کی طرف سے یہ پکڑنے آئے ہیں تو آپ کو اپنی بے گناہی اور ان کی زور نمائی پر جوش آیا۔ آپ نے ایک ٹھیکری پر کوئلہ سے ایک تعویز لکھ کر اسی کنویں میں ڈال دیا۔ اس تعویز کے پانی تک پہنچنے کی دیر تھی کہ کنویں سے پانی کا جو لوٹا باہر آتا تھا اس میں سے ایک مسلح سوار نکل کر باہر آجاتا اور اس طرح سے مولوی صاحب کے عمل سے ان کا اپنا ایک دستہ سواروں کا تیار ہو گیا۔ حاکم وقت کے سواروں نے جب یہ کیفیت دیکھی تو مولوی صاحب سے معافی مانگی۔ اسی طرح مالہہ کے لوٹوں میں سوار ہو کر کنویں میں واپس جانے کا ارشاد فرمایا اور اسی طرح وہ تھوڑی دیر میں ناپید ہو گئے۔

یہ کنواں بند کر دیا گیا ہے جو مدرسہ کے مین گیٹ میں داخلہ کے وقت دائیں جانب تھا۔

ان کی قبر مبارک جہاں پر ہے وہاں پر راقم نے اس کی نشاندہی کیلئے ۱۹۹۴ء

میں ایک بورڈ لگوایا تھا جسے اتار دیا گیا ہے۔

اور بھی کئی ایک کہانیاں ان کے حالات کی زبان زد عام ہیں اپنی مرض الموت میں اپنی نوجوان بیوی کو بلا کر فرمایا! میں اس بیماری سے وفات پا جاؤں گا میرے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ میرے بعد تم دوسرا نکاح کر لوگی مگر اس خیال سے جب تک تم میرے گھر میں رہو اس وقت تک تمہارا نان ونفقہ مجھ پر لازم ہے۔ اس لیے میں تم کو فالنامہ لکھ کر دیتا ہوں اس کا عمل مجھ سے سمجھ لو تمہارے گزارہ کے لیے یہی عمل کافی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس فالنامہ کے مسخرات پر آپ کی بیوہ کا وقت نہایت عرفہ الحالی سے گزرا جب تک وہ مولوی صاحب کی بیوہ کی صورت میں ان کے گھر میں رہی۔ مگر جب اس نے دوسرا نکاح کر لیا تو پھر اس فالنامہ کی آمدنی بھی بند ہوگئی اور مولوی صاحب کا کہا پورا ہوا۔ (۲)

مغالطے اور شکوک وشبہات کے ازالے:

کوئی فرقہ یا جماعت جب کسی صاحب علم کو اپنے حلقے میں ڈالنا چاہے تو وہ بآسانی ان کی تحریرات میں تحریفات شروع کر دیتا ہے یا ان کے نام منسوب کر دیتا ہے البتہ یہ عین ممکن ہے کہ انہوں نے کسی دوسرے بزرگ کی کتاب پر شروح یا حواشی لکھی ہو یا اس کا کوئی رد کیا ہو۔

جس کی ایک مثال ''مرام الکلام فی عقائد الاسلام'' ہے جس میں حضرت ابو طالب کے بارے میں محدثین کے اقوال تحریر فرمائے گئے لیکن مطبوعہ میں انہیں حذف کر دیا گیا۔

---

(۲)……تذکرہ مشاہیر قلمی عزیز الرحمن ص ۴۷،۴۳ ماہنامہ العزیز بہاولپور اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۴۴،۴۳

میرے نزدیک حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب ''الانتباہ فی سلاسل اولیاء'' میں بھی ممکن ہے کہ تحریف کی گئی ہو جس کا معقول جواب محب النبی فخر جہاں حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی قدس سرہ نے ''فخر الحسن'' میں دیا وہ بھی جانتے تھے لیکن انہوں نے آئندہ اخلاف کے لیے لکھا۔ یہ ایک علمی و روحانی فتنہ تھا جس کا سد باب کرنا وقت کی اہم ضرورت تھا۔ وہ جانتے تھے کہ اگر اس کا رد نہ کیا گیا، ایک طرف عوام میں بدعقیدگی پھیلے گی۔ دوسری طرف علماء اصفیاء سے اہل علم طبقہ متنفر ہو جائے گا۔

اگر کسی بزرگ کے صاحبزادگان یا مریدان رفض یا خارجیت میں مبتلا ہو جائیں تو ان بزرگوں کے عقائد و نظریات یا مقام و مرتبہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

عزیز احمد صدیقی ''ہندو مذہب کی تاریخ اور ہندی مسلمان، ص: ۱۲'' پر صوفیائے کرام پر الزام تراشی اور بہتان درازی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تناسخ اور حلول کا عقیدہ خالص آریائی عقیدہ ہے بدقسمتی سے انہی عقائد کو شیعہ فقہ نے اپنا کر اسلام میں شامل کر لیا جس سے ہندوستانی مسلمانوں کا معاشرہ ہندو عقائد کے قریب ہو گیا اس میں صوفیوں نے بہت زیادہ مدد کی جو یہ باطن شیعہ ہوتے اور بظاہر مسلمان بنے رہتے ان میں لعل شہباز قلندر، علی ہجویری، خواجہ غریب نواز، خواجہ بندہ نواز، گیسو دراز کا شیعہ ہونا ثابت ہو چکا ہے۔

دوسری طرف پروفیسر محمد اسلم ''سفرنامہ ہند'' میں لکھتے ہیں:

شاہ نیاز احمد حضرت فخر الدین عرف فخر جہاں (م ۱۷۸۴ء) کے خلیفہ تھے یہ دونوں بزرگ علی الاعلان تفضیلی تھے۔ اس عقیدے میں شاہ نیاز احمد کے غلو کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک بار ایک شخص ان سے ملنے گیا اس کے پاس شاہ ولی اللہ دہلوی کی تصنیف ''ازالۃ الخفاء'' کا ایک نسخہ تھا جو اس نے کپڑے میں لپیٹا ہوا تھا۔ شاہ صاحب نے باتوں باتوں میں اس سے کہا کہ مجھے خروج کی بو آ رہی ہے۔ سچ سچ

بتاؤ اس کپڑے میں کیا چھپا رکھا ہے۔ اس نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا کہ اس کے پاس ''ازالۃ الخفاء'' ہے۔ پروفیسر محمد اسلم صاحب مرحوم نے تحقیق بالدلائل کی بجائے تحقیق بالرائے سے کام لیا ورنہ یہ ابہام پیدا نہ ہوتا۔ شاہ ولی اللہ کو خارجی اور شاہ نیاز احمد کو تفضیلی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔

یہ اہل اللہ پر الزام تراشی اور بہتان درازی کے مترادف ہے۔ بقول حکیم میاں محمد ریاض ہمایوں سعیدی صاحب ایک مرتبہ پروفیسر صاحب حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ۔ کے مطب پر حاضر ہوئے تو انہیں محب النبی فخر جہاں دہلوی قدس سرہ کی تصنیف ''عقائد نظامیہ'' دکھائی گئی۔ یہ دیکھ کر ان کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ اور وہ بوکھلا گئے، زبان لڑکھڑا گئی اور انہوں نے اپنی اس فاش غلطی کا اعتراف کر لیا مگر اپنی کسی تحریر میں اس کا ازالہ نہ کر سکے۔ حضرت حکیم صاحب نے فرمایا کہ بزرگان دین کی توجہات نے ان سے منہ پھیر لیا اور آئندہ ان سے کسی اچھے کام کی توقع نہیں۔ (۳)

حضرت خواجہ فخر الدین کے خلیفہ حضرت میاں علی حیدر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مجموعہ کلام میں خلفاءِ راشدین کی توصیف میں یہ اشعار کہے ہیں۔

یارب بخش گناہ اساڈے واسطہ اپنے یار دا ای
اوس خاصے بندے اپنے دا اس عالم دے سردار دا ای
بھی واسطہ اس دی آل دا ای اتے وت اصحاب کبار دا ای
ابوبکر، عمر، عثمان دا ای اتے حیدر علی کرار دا ای (۴)

حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں درج ہے:

---

(۳)......تذکرہ علمائے امرتسر، ص: ۱۱

(۴)......کلیات علی حیدر سی حرفی، ص: ۱۱۲

با اجماع صحابہ شد مقرر
نبی را جانشین صدیق اکبر(۵)

عام طور پر مقبول عام رباعی جو حضرات خواجہ غریب نواز سے منسوب ہے، وہ حضرت ملامعین کاشفی الہروی رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔

شاہ ہست حسین پادشاہ ہست حسین
دین ہست حسین دین پناہ ہست حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین

یہ رباعی حضرت بزرگ خواجہ کے دیوان میں نہیں ہے۔ (۶)

پروفیسر محمد اسلم اور عزیز احمد صدیقی کے حوالے سے تو (معاذ اللہ) اکثر سلاسل اولیاء تفضیلی ہوئے کیونکہ ان کے سلاسل حضرت علی المرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہ پر مکمل ہوتے ہیں۔

حضرت فخر الدین دہلوی کی تصنیف ''فخر الحسن فی قول المستحسن'' کے مطابق سلسلہ نقشبندیہ بھی حضرت شیر خدا سے منسلک ہے۔

ارواح ثلاثہ میں حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی فخر جہاں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیھم اجمعین کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔اس پر کلام نہیں۔

☆☆☆☆☆

(۵)……دیوان نیاز (۶)……مقالات شیرانی

قطعات و مادہ ہائے تاریخ طباعت

کتاب۔ احوال و آثار حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی چشتی نظامی (حصہ اول)
از قلم، متین کاشمیری صاحب۔ شائع کردہ مجلس خدام اسلام لاہور۔
صفحات ۸۰ بہ الفاظ (بحساب ابجد)
''عطا'' بادہ بزم حجاز　　تعداد ۱۰۰۰ بہ الفاظ سلک فیض
سال اشاعت ۱۴۱۳ھ بہ الفاظ　　''خوبی و اعزاز چشت''
سال اشاعت: ۱۹۹۳ بہ الفاظ
''چراغ اعزاز چشت''

مادہ ہائے تاریخ سال ولادت و سال وصال

حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی چشتی نظامی

ولادت ۱۲۰۶ھ / ۱۷۹۲ء　　وصال ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء
صراط شہر عرفان: ۱۲۰۶ھ　　زیب آفتاب چشت: ۱۲۳۹ھ
خورشید اعزاز: ۱۲۰۶ھ　　گلاب فیض رسول: ۱۲۳۹ھ
خورشید اوج شعور دین حبیب: ۱۷۹۲ء　　صراط بزم فیض: ۱۲۳۹ھ
فروغ محفل فقر: ۱۸۲۴ء　　اعجاز علم و فقر غیور: ۱۸۲۴ء
عمر شریف ۳۲ سال (بحساب سن عیسوی)
بہ الفاظ: اوج حبیب (۳۲)
عمر شریف: ۳۳ سال بحساب سن ہجری

بہ الفاظ "پاکی"	بازیب ھو	ادب طیبہ
۳۳	۳۳	۳۳

قطعات

۱

کیئے اس نے کم عمری میں بڑے کام اسے حاصل تھی تائید مدینہ
سن وصل اس محبؐ مصطفیٰ کا کہا ہے "اوج خورشید مدینہ"

۱۲۳۹ھ

۲

وہ اوج فقر کا ماہ منور وہ برج علم کا خورشید تاباں
اسے بخشا گیا علم لدنی خصوصی اس پہ تھا یہ فضل رحماں
ذہانت، زیر کی فہم وتدبر فراست میں کمال اس کا نمایاں
عدیم المثل اس کے کارنامے کم عمری میں بزرگ بزم دوراں
عزیز محفل تحقیق ودانش جلیل مجلس ادراک وعرفاں
رقم اس نے جو فرمائیں کتابیں وہ ہیں لاریب کنز علم وایقاں
سخن ور بھی تھا وہ مشہور عالم وہ فخروناز بزم شعر گویاں
وہ حق گوئی میں شمشیر برہنہ بیان صدق میں وہ تیغ عریاں
محاسن دیکھ کر اس مرد حق کے خرد مندان شرق وغرب حیراں
سن تولید شاہ کشور علم کہا طارق "صراط شہر عرفاں"

۱۲۰۶ھ

"صراط شہر عرفاں وادب" ہے "سرکامل" سے سال وصل ذی شاں

۱۲۱۹ھ ۲۰

نتیجہ فکر: طارق سلطان پوری حسن ابدال

تبصرہ جات

(ہفت روزہ الہام بہاولپور ۲۸ اگست ۱۹۹۵ء)

تبصرہ نگار: محمد حسن خان میرانی، بہاولپوری

پرہار راجپوت قوم کی ایک شاخ ہے۔ مٹھن کوٹ ضلع راجن پور کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید چشتی متوفی ۱۳۱۹ھ ہوئے ہیں۔ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ کو فرمایا کہ وہ پرہار کہ جہاں رکن الدین (جامع ملفوظات موسومہ بہ اشارات فریدی) کی رہائش ہے، پرہار کلاں (بڑے پرہار) نزدیک والے دوسرے گاؤں کے لوگ پرہار خورد (چھوٹے پرہار) کہلاتے ہیں۔ نیز خواجہ صاحب نے فرمایا: کہ حضرت صاحب نارووالہ (خلیفہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی متوفی ۱۲۰۵ھ) بھی پرہار تھے۔ اس کے بعد راقم مولوی رکن الدین صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تو بھی پرہار ہے؟ عرض کیا: جی ہاں، خواجہ صاحب نے تبسم کر کے فرمایا ''تو بخشا گیا۔'' مولوی رکن الدین نے جھک کر سلام کیا اور آمین کہا، خواجہ صاحب نے فرمایا: کہ حضرت قبلہ عالم کا قول ہے کہ تمام قوم پرہار بخشی گئی ہے، مولوی رکن الدین صاحب نے عرض کیا: حضور یہ قصہ کس طرح ہے؟ خواجہ صاحب نے فرمایا: حضرت صاحب نارووالہ نے اپنے فرزند میاں حافظ محمد کی شادی کی تو حضور قبلہ عالم اپنے تمام خلفاء اور اصحاب کے ساتھ اس شادی میں شریک تھے۔ کھانے کا وقت ہوا تو حضرت صاحب نارروالہ نے چادر کمر پر باندھ لی اور کھانا اٹھا کر حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ دیکھ کر حضرت قبلہ عالم بہت خوش ہوئے آپ نے فرمایا: خدا تعالیٰ نے ایک شخص حضرت صاحب نارروالہ کے طفیل ساری قوم پرہار کو بخش دیا ہے (ولی کامل کا قول حق ہوتا ہے۔ سبحان

اللہ)

حضرت مولانا عبدالعزیز پرہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء اسی علاقہ پرہاراں شریف میں بڑے عالم فاضل اور عبقریٔ وقت تھے۔ انکی ولادت ۱۲۰۶ھ کی ہے عمر صرف ۳۳ سال پائی۔ اس قلیل عمر میں مختلف علوم فنون پر ایک سو سے زائد کتب تصنیف فرمائیں۔ مولوی محمد عزیز الرحمٰن عزیز بہاولپوری ماہنامہ العزیز بہاولپور کے شمارہ ماہِ اکتوبر ۱۹۴۰ء کے صفحہ نمبر: ۴۲ پر لکھتے ہیں کہ کتب خانہ سلطانی مین علامہ پرہاروی کی تمام تصانیف موجود ہیں۔

جناب متین کاشمیری ایک ذہین اور عالم فاضل نوجوان ہیں۔ انھوں نے علامہ پرہاروی کی سوانح حیات لکھ کر پہلی بار علامہ کی شخصیت سے روشناس کرایا ہے۔ سنا ہے کہ وہ اس کتاب کا دوسرا حصہ بھی ترتیب دینے میں کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ واضح ہو کہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی کا مزار اقدس بحالت خام موضع پرہار غربی کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں واقع ہے۔ آپ کی تاریخ ہائے وصال از راقم یہ ہیں:

"عالم علم دین و عبقریٔ وقت"

۱۲۳۹ ہجری

قطعہ

رفت چوں اندر جناں عبدالعزیز — گشت وافر عزت پرہاروی

وصل جستہ بے سر حسرت حسن — گفت ہاتف "حضرت پرہاروی"

۸ — ۱۸۳۲-۸=۱۸۲۴ء

(ماہنامہ ضیائے حرم، جولائی ۱۹۹۳ء)

ایک روز حکیم اہلسنت، محقق و مورخ جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کی خدمت میں حاضر تھا کہ علامہ موصوف کا ذکر چھڑ گیا۔ آپ نے بتایا کہ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کے بعد ان کے مرتبے کی کوئی شخصیت کم ہی دیکھنے میں موصوف کا ذکر چھڑ گیا۔ آپ نے بتایا کہ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کے بعد ان کے مرتبے کی کوئی شخصیت فکری و تحقیقی کم ہی دیکھنے میں آئے گی۔ علامہ مرحوم محض ۳۲ برس کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے تھے مگر ان کی جامع شخصیت فکری و تحقیقی ذوق علوم اسلامیہ پر دسترس، روحانی فیوض و برکات اور تصنیفات و تالیفات آج تک جلوے لٹا رہی ہیں۔ اس کتابچے میں محترمی متین کاشمیری صاحب نے آپ کے حالات و واقعات اور خصائص و کمالات کو قلم بند کیا ہے۔ رسالے کو دیکھا تو خبر چلی کہ خوش قسمتی کے سبب ایک اور چراغ سے تعارف ہو گیا۔ ارباب فکر و نظر کے لئے گویا یہ ایک نوید مسرت ہے علامہ مرحوم ۱۷۹۲ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۲۴ کو سفر آخرت پر سدھار گئے ان کا وطن مالوف و مقام مدفن بستی پرہاراں شریف (موضع پرہار غربی) کوٹ ادو، ضلع مظفر گڑھ ہے۔ اگر کسی سوانح نگار، مورخ یا تذکرہ نویس نے آپ کی شخصیت پر باقاعدہ کام کیا تو کئی نئے دریچے وا ہو جائیں گے۔ کہتے ہیں کہ زندہ قومیں اپنے محسنوں کو فراموش نہیں کیا کرتیں۔ فاضل مرتب نے زندگی کا ایک ثبوت فراہم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ وہ مزید ولولے اور ذوق و شوق کے ساتھ یہ سلسلہ نبھاتے رہیں۔

(المعارف، مئی جون، ۱۹۹۳ء)

برصغیر پاک و ہند کو اس اعتبار سے بڑی شہرت حاصل ہے اور یہ علاقہ اس لحاظ سے انتہائی پرثروت ہے کہ اس میں لاتعداد علماء و محققین اور فقہاء و محدثین نے جنم لیا۔ ان حضرات عالی مقام میں مولانا عبدالعزیز پرہاروی کا نام نامی بھی شامل ہے۔ جو ۱۲۰۶ھ / ۱۷۹۲ء کو ضلع مظفر گڑھ کے ایک گاؤں ''پرہاراں'' میں پیدا ہوئے اور ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء کو وفات پائی اور پرہاراں میں ہی دفن کئے گئے۔

انہوں نے تینتیس چونتیس سال کی نہایت مختصر عمر پائی اور اس مختصر عمر میں وہ علمی کارنامے سرانجام دے گئے جو اکثر لمبی عمر کے اہل علم بھی سرانجام نہیں دے سکتے۔ وہ جلیل القدر عالم، بہت اچھے مصنف، نامور شاعر، نہایت عمدہ مناظر اور معروف صوفی اور صاحب دل بزرگ تھے۔ حکمت و طبابت کے فن میں بھی انہیں خاص عبور حاصل تھا۔ انہوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں اور جس موضوع کو ہدف بحث بنایا، اس کا حق ادا کر دیا۔ ان کی زیادہ تر تصانیف غیر مطبوعہ ہیں جو قلمی کتابوں کی صورت میں مختلف حضرات کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب میں لائق مصنف نے بڑے اچھے اسلوب میں ان کے حالات قلم بند کئے ہیں۔ اور ان کی تصانیف کا تعارف کرایا ہے۔ مولانا عبدالعزیز پرہاروی اور ان کے عہد کو سمجھنے کیلئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

(سہ ماہی فکر و نظر اسلام آباد، جولائی، ستمبر ۱۹۹۳ء)

تبصرہ نگار: ڈاکٹر محمد اختر راہی

مولانا مناظر احسن گیلانی نے تقریباً پچاس برس پہلے اپنی محسن کتابوں کا تذکرہ کرتے ہوئے "شرح عقائد" کی شرح "النبراس" کے تعارف میں لکھا تھا کہ:

جب شرح عقائد شروع ہوئی تو میرے ایک پنجابی استاذ مولانا محمد اشرف مرحوم نے شرح عقائد کی ایک گمنام شرح کا پتہ دیا۔ اس کتاب کا نام النبراس ہے اورا بھی اس سے لوگ ناواقف ہیں۔ یہ ملتان ہی کے ایک غیر معروف بزرگ مولانا عبد العزیز کی تصنیف ہے اور ملتان ہی سے شائع ہوئی ہے۔ انہوں نے یہ کتاب منگوائی۔ واقعہ یہ تھا کہ اس کتاب میں عام درسی مذاق سے زیادہ مفید چیزیں ملنے لگیں اور اس کے مطالعہ میں زیادہ لذت ملنے لگی۔ میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ علم کلام کا تصوف کے نظری حصہ سے جو تعلق ہے سب سے پہلے اس کا سراغ مجھے النبراس ہی کے چراغ کی روشنی میں ملا۔ اس میں کتابی الجھنوں سے زیادہ واقعات سے دماغوں کو قریب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

الحمدللہ اب "النبراس" اور اس کے مؤلف مولانا عبدالعزیز پرہاروی چنداں غیر معروف نہیں۔ ان کی کئی دوسری کتابیں زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں اور ماضی قریب میں علماء پنجاب کی علمی و دینی خدمات پر قلم اٹھانے والوں نے مولانا عبد العزیز پرہاروی کے احوال و آثار پر توجہ دی ہے۔ زیر نظر کتابچے میں جناب متین کاشمیری نے ان سب معلومات کو سلیقے کے ساتھ یک جا کر دیا ہے۔

کتابچہ سفید کاغذ پر کمپیوٹر کی کتابت میں شائع کیا گیا ہے اور کارڈ بورڈ کی جاذب نظر جلد سے مزین ہے۔

(مشرق میگزین، ۱۸ جون، ۱۹۹۳ء)

زیرتبصرہ کتابچہ سلسلہ چشتیہ نامور بزرگ جناب حضرت عبدالعزیز پرہاروی کے حالات زندگی ہیں جس میں جناب متین کاشمیری صاحب نے بڑی لگن عقیدت اور محنت سے آپکے احوال اکٹھے کر کے انہیں کتاب کی شکل دی ہے ہمارے خیال میں حضرت عبدالعزیز پرہاروی کی دینی خدمات اس بات کی متقاضی تھیں کہ انہیں کتابی صورت میں محفوظ کرلیا جاتا تاکہ ان کے پیروکاراور دیگر احباب بھی ان سے استفادہ کر لیتے۔ اسی ضرورت کو پورا کرنے کا بیڑہ جناب متین کاشمیری نے اٹھایا اور بالآخر ایک خوبصورت کتابچہ تشکیل دینے میں کامیاب ہوگئے پرہارکوٹ ادو کے قریب ایک چھوٹا سے گاؤں ہے جس میں حضرت عبدالعزیز پیدا ہوئے آپ کے حالات کی خاص بات یہ ہے کہ آپ نے صرف 30 برس عمر پائی لیکن مختلف علوم وفنون پر 200 سے زائد کتب تصنیف کی۔ آپ کی پیدائش 1792ء اور وفات 1824ء میں ہوئی تھی۔ کتاب کا ایک خاص پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں کوٹ ادو کی مختصر تاریخ بھی شامل کی گئی ہے بہرحال سلسلہ چشتیہ کے عقیدت مندوں کیلئے یہ کتاب بہت مفید ہے۔ سفید کاغذ اور عمدہ کتابت نے اس کی خوبصورتی میں اضافہ کیا ہے۔

(ماہنامہ کنزالایمان لاہور، جون ۱۹۹۳ء)

تبصرہ نگار: رانا شبیر احمد

اس کتاب میں متین کاشمیری نے ایک ممتاز عالم دین عبدالعزیز پرہاروی صاحب کی علمی وادبی خدمات یکجا کرنے کی سعی کی ہے۔ پرہاروی صاحب ۱۷۹۲ء پیدا ہوئے اور صرف بتیس سال کی عمر پائی لیکن اتنی کم عمری میں ہی بہت اعلیٰ پایہ کی کتب

تصانیف کیں۔ لیکن ان کی تمام خدمات ہماری نظروں سے اوجھل ہیں۔ کاشمیری صاحب نے بڑی محنت کے ساتھ مختلف کتابوں سے استفادہ کر کے اس دور کے حالات کی تصویر کشی بھی کی ہے۔ علامہ پرہاروی صاحب حضرت خواجہ جمال اللہ ملتانی کے خلیفہ تھے۔ علامہ پرہاروی نے ۱۸۲۴ء میں وفات پائی اور آپ کا مزار بستی پرہاراں شریف کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں مرجع خلائق ہے۔

(ماہنامہ عرفات لاہور، جولائی ۱۹۹۳ء)

تبصرہ نگار: انیس احمد۔ ایم اے

مصنف متین کاشمیری ابھرتے ہوئے نوجوان محقق ہیں۔ یہ کتاب ان کی تحقیق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جس میں انہوں نے پچپن (اشاعت ثانی میں ایک سو ۱۰۰) سے زائد مراجع سے استفادہ کرنے کے علاوہ مزید ۲۰ محقق علمائے کرام کی آراء اور راہنمائی سے اپنی تصنیف کے حسن کو مزید نکھارا ہے۔ ان کی اس تحقیق کے ثقہ ہونے کا اندازہ آپ اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ انہوں نے اسے مرتب و مزین کرنے میں پانچ سال کا عرصہ صرف کیا ہے۔

جس عظیم المرتبت شخصیت پر انہوں نے زبانِ قلم وا کی ہے، وہ بیک وقت دو سو ستر ۲۷۰ علوم پر دسترس رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دہلی کے ساٹھ علماء کا وفد مناظرہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اور اپنے علم "اسطرنومیا" کے متعلق علامہ پرہاروی خود یوں گویا ہیں: "انگریزوں کو علم اسطرنومیا سیکھنے کا بہت شوق تھا، لیکن تلاش بسیار کے بعد انہیں یہ علم پڑھانے والا کوئی نہ مل سکا جبکہ اس علم میں فقیر نے جلیل القدر کتاب تصنیف کی۔"

ان کی تصانیف کی قدر و منزلت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال ایک خط میں لکھتے ہیں:

ایک بزرگ علامہ عبدالعزیز بلہاروی جن کا انتقال ۱۲۶۰ھ میں ہوا، انہوں نے

ایک رسالہ (سر السماء) کے نام سے لکھا ہے جس کی تلاش مجھے ایک مدت سے ہے۔"

اس کے علاوہ علامہ پرہاروی کی کتب آج بھی کیمبرج یونیورسٹی اور ازہر یونیورسٹی کے تعلیمی نصاب میں شامل ہیں۔

مرتب متین کاشمیری نے علامہ پرہاروی کی مذکورہ خصلتوں کا ذکر محققانہ انداز میں کیا ہے۔ ہر بات کو زیور حوالہ سے آراستہ کیا ہے۔ علامہ پرہاروی کے خصائل و تصانیف کی طرف توجہ کی جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے، کیونکہ علامہ پرہاروی نے بعض اقوال کے مطابق تین صد کے قریب کتب تصنیف کیں، جو زیور طباعت سے مزین نہ ہوسکیں اور کچھ امتداد زمانہ کے ساتھ دیمک کی نظر ہوگئیں۔ مرتب متین کاشمیری نے آپ کی ایک سو گیارہ کتب کے نام گنوائے ہیں اور بعض پر تبصرہ بھی کیا ہے۔

جو اس کتاب میں بیان ہے، ان پر توجہ دی جائے تو علامہ پرہاروی کے وہ علوم و فنون، خصائل و عادات اور تصانیف و تالیفات کے سبب عقل سراسیم و ششدر رہ جاتی ہے، لیکن جب یہ بیان ہم پڑھتے ہیں تو تسلی ہو جاتی ہے، وہ لکھتے ہیں:

"اس ذات کی حمد و ثناء کرتے ہیں جس نے ہمیں الہام کی اولین و آخرین علوم اور معاصرین میں سے ہمیں منتخب فرمایا"

اور جس کو خدا منتخب کرے تو اس کا اس مقام و مرتبہ پر فائز ہونا کوئی حیرانگی کی بات نہیں۔

محقق متین کاشمیری نے علامہ پرہاروی چشتی کے جائے پیدائش، نوخیزی، تعلیم و تعلم، ان کے اساتذہ، روحانی پیشوا، آباؤ اجداد، ان کی تصانیف اور ان لائبریریوں کا تفصیلی ذکر کیا ہے جن میں آپکی تصانیف موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے شاگرد، ان کے قائم کردہ مدرسہ عزیزیہ، اور ان کے مزار کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔

فاضل مرتب کاشمیری صاحب نے علماء اور ڈاکٹرز حضرات پر افسوس ظاہر کیا ہے

کہ انہوں نے اتنے عظیم اسکالر (بقول حکیم محمد موسیٰ امرتسری، وہ حضرت شاہ ولی اللہ اور عبد الحق محدث دہلوی کے مرتبہ کے بزرگ تھے) کو پس پشت ڈالے رکھا۔ حتیٰ کہ پنجاب یونیورسٹی کے تحت چھپنے والی کتاب "تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند" میں آپ کا تعارف صرف ایک سطر میں کروایا گیا ہے۔ حالآنکہ ان کے معاصرین ان کے مقابلے میں پست قامت نظر آتے ہیں اور وہ نابغہ ہستی اور عبقری شخصیت تھے۔

اس کتاب کا پیش لفظ، افتخار احمد چشتی، تعارف، محمد نعیم سہروردی، اور تقاریظ پروفیسر جعفر بلوچ اور مفتی راشد نظامی نے لکھیں ہیں۔ جن میں فاضل محقق کو اس عظیم کارنامہ پر ہدیہ تبریک پیش کیا گیا ہے کہ یہ نوجوان محقق متین کاشمیری نے جہاں نوجوان طبقہ کو تحقیق کی طرف مائل کیا ہے وہاں علامہ پرہاروی پر تحقیق کرنے کیلئے اہل علم کیلئے راہ تحقیق ہموار کردی ہے۔

☆☆☆☆☆☆
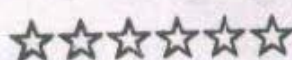
ماخذ و مراجع

کتب و مصنفین و مؤلفین و مترجمین و مطابع

عربی

1 عبدالعزیز پرہاروی، علامہ، النبراس، ۱۳۱۸ھ ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور

2 عبدالعزیز پرہاروی، علامہ، کوثر النبی (جلد اول) ۱۳۸۲ھ مکتبہ قاسمیہ ملتان

3 عبدالعزیز پرہاروی، علامہ، ایرادات ۱۹۶۳ء

4 عبدالعزیز پرہاروی، علامہ، زمرد اخضر و مشک عنبر ۱۳۴۵ھ کشمیری بازار لاہور

5 عبدالعزیز پرہاروی، علامہ، مرام الکلام فاروقی کتب خانہ ملتان

6 عبدالعزیز پرہاروی، علامہ، نعم الوجیز و الصمصام مکتبہ سلفیہ ملتان

7 عبدالحی لکھنوی، مولانا، نزہۃ الخواطر جلد ہفتم حیدر آباد دکن

8 غلام مہر علی گولڑوی، مولانا، الیواقیت المہریہ ۱۹۰۹ء، مکتبہ مہریہ چشتیاں

9 محمد موسیٰ، مولانا، بغیۃ الکامل السامی ۱۹۲۴ء مکتبہ کریمیہ ملتان

فارسی

10 امام بخش شیروی، مولانا، حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار ۱۳۸۳ھ خضر منزل بوہڑ گیٹ ملتان

11 شیر محمد نادر، منشی، زبدۃ الاخبار ۱۸۸۹ء، ریسرچ سوسائٹی لاہور

12 عبدالعزیز پرہاروی، علامہ، ایمان کامل ۱۹۷۷ء، کاظمی کتب خانہ ملتان

سرائیکی

13 ظہور احمد دھریجہ، علاقہ اقبال تے سرائیکی وسیب، جھوک پبلشر، دولت گیٹ ملتان

14 سجاد حیدر پرویز، ضلع مظفر گڑھ، تاریخ، ثقافت تے ادب، ۲۰۰۲ء پنجابی ادبی بورڈ لاہور

15 عبدالحق مہر، ڈاکٹر، نورِ جمال، ۱۹۸۹ء سرائیکی ادبی بورڈ ملتان

انگریزی

16 احمد نبی خان، اے ہسٹری آف دی سدوزئی افغانز آف ملتان، ۱۹۷۳ء ریسرچ سوسائٹی لاہور

17 احمد نبی خان، ملتان ہسٹری اینڈ آرکیٹکچر، ۱۹۷۷ء، اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

18 آفس فزیکل پلاننگ، کوٹ ادو آؤٹ لائن ڈویلپمنٹ پلان، ۱۹۸۳ء ڈیرہ غازی خان

19 جی ڈبلیو لائیٹنر، ہسٹری آف انڈی جینیس ایجوکیشن آف دی پنجاب پارٹ ون، ۱۹۸۵ء لاہور

20 عبدالنبی کوکب، قاضی، ہینڈ لسٹ آف عریبک مینوسکرپٹس ان دی پنجاب ۱۹۸۲ء، پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور

اردو

21 اخلاق احمد، میاں، فیضان نور، ۱۹۸۶ء انجمن غلامان اولیاء کوٹ ادو

22 افتخار احمد چشتی، پروفیسر، حضور قبلہ عالم، ۱۹۹۲ء، چشتیہ اکیڈمی، فیصل آباد

23 فرحت ملتانی، اولیائے ملتان، ۱۹۸۱ء مکتبہ تنویر ادب ملتان

24 نور محمد فقیر سروری، مخزن الاسرار، کلاچی شریف ڈیرہ اسماعیل خان

25 اختر راہی، ڈاکٹر، تذکرہ علمائے پنجاب جلد اول، ۱۹۸۰ء، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

26 عبدالحکیم شرف قادری، تذکرہ اکابر اہلسنت، ۱۹۷۶ء شبیر برادرز اردو بازار لاہور

27 خلیق احمد نظامی، پروفیسر، تاریخ مشائخ چشت، ۱۹۸۰ء، دارالمؤرخین اسلام آباد

28 احمد رضا بریلوی، امام، شریعت وطریقت، ۱۹۸۳ء، ادارہ تصنیفات احمد رضا کراچی

29 جعفر بلوچ، پروفیسر، آیات ادب، ۱۹۸۸ء، مکتبہ عالیہ اردو بازار لاہور

30 غلام رسول سعیدی، علامہ، توضیح البیان، ۱۹۷۹ء، حامد اینڈ کمپنی لاہور

31 محمد لطیف زار نوشاہی، مولانا، شہنشاہ بغداد، ۱۹۸۴ء، ادارہ معارف نوشاہیہ لاہور

32 خورشید حسین بخاری، پروفیسر، تذکرہ سکندر کیتھلی، ۱۹۷۶ء، مکتبہ میری لائبریری لاہور

33 عبدالرحمٰن ملتانی، منشی، تاریخ ملتان ذیشان، ۱۹۸۵ء، عالمی ادارہ اشاعت العلوم ملتان

34 محمد اعظم نوشاہی، مولانا، شرح قصیدہ غوثیہ، ۱۹۷۵ء، ادارہ معارف نوشاہیہ مرید کے

35 محمد سلیم جمالی، مخدوم زادہ، ظہور جمال، ۱۹۸۱ء، حافظ جمال لائبریری ملتان

36 عمر کمال خان، ایڈووکیٹ، نواب مظفر خان، شہید ملتانی اور اس کا عہد، ۱۹۷۸ء، فاروقی کتب خانہ ملتان

37 عمر کمال خان، ایڈووکیٹ، فقہاء ملتان، ۱۹۸۴ء، ادارہ بزم ثقافت ملتان

38 روبینہ ترین، ڈاکٹر، ملتان کی ادبی وتہذیبی زندگی میں صوفیائے کرام کا حصہ ،۱۹۸۹ء، بیکن بکس گلگشت ملتان

39 عبدالغفار قادری، مولانا، ہدایۃ الغبی الی اسلام اباء النبی، ۱۳۲۵ھ، بنگلور

40 محمد حسین للٰہی، صاحبزادہ، خواجہ سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء، ۱۹۷۹ء ،اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور

41 ظہور الدین احمد، ڈاکٹر، پاکستان میں فارسی ادب، جلد چہارم، ۱۹۸۵ء ،ادارہ تحقیقات پاکستان، دانش گاہ پنجاب لاہور

42 ظہور الدین احمد، ڈاکٹر، پاکستان میں فارسی ادب، جلد پنجم، ۱۹۹۰ء، ادارہ تحقیقات پاکستان، دانش گاہ پنجاب لاہور

43 مظفر حسین برنی، کلیات مکاتیب اقبال جلد سوئم، ۱۹۹۳ء، اردو اکیڈمی دہلی

44 محمد راشد نظامی، مفتی، تاجدار ملتان، ۱۴۰۲ھ، اجمیری کتب خانہ ملتان

45 اخلاق احمد میاں، تذکرہ فخر جہاں دہلوی، ۱۹۸۱ء، انجمن فخریہ فریدیہ لاہور

46 عبدالعزیز مزنگوی، مولانا، احوال ابدال، ۱۳۹۶ھ، مکتبہ نبویہ لاہور

47 اشرفعلی تھانوی، مولانا، بوادر النوادر، ۸۲۷ ۱۹۸۵ء، ادارہ اسلامیات لاہور

48 افتخار احمد چشتی، پروفیسر، تذکرہ خواجگان تونسوی جلد اول، ۱۹۸۵ء، چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد

49 محمد اسحاق بھٹی، مولانا، فقہائے پاک وہند جلد دوم، ۱۹۸۴ء، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

50 قلندر علی سہروردی، مولانا، سیاح لامکاں، ۱۹۸۵ء، ادارہ سہروردیہ لاہور

51 نور احمد فریدی، مولانا، مشائخ چشت، ۱۹۸۰ء، قصر الادب رائٹرز کالونی ملتان

52 احمد بدر اخلاق، میاں، مزارات اولیائے ڈیرہ غازی خان، ۱۹۹۵ء، شاد باغ لاہور

53 اخلاق احمد، میاں، تذکرہ فخر جہاں دہلوی، شاد باغ لاہور

54 محمد نواز انیس، پیرزادہ، حضرت خواجہ خدا بخش (احوال و آثار)، ۱۹۹۱ء، خرد پبلی کیشنز بہاولپور

55 مظفر حسین راؤ، تاریخ راجپوت وادیٔ سندھ، ۱۹۷۹ء، ڈیرہ غازی خان

56 ارشاد احمد عباسی، میرانی بلوچوں کی تاریخ، ۱۹۸۸ء، اردو اکیڈمی بہاولپور

57 عمران خان ندوی، مولانا، مشاہیر علم کی محسن کتابیں، ۱۹۷۹ء، مجلس نشریات اسلام کراچی

58 محمد عبداللہ قادری، سید، حکیم محمد موسیٰ امرتسری، ۱۹۹۱ء، داتا گنج بخش اکیڈمی لاہور

59 غلام علی نحکانی، مرقع ڈیرہ غازی خان، ۱۹۸۶ء، جمہوری کتاب گھر تونسہ شریف

60 ظہور الحسن شارب، ڈاکٹر، دلی کے بائیس خواجہ، ۱۹۸۲ء، اردو بازار لاہور

61 محمد اختر راہی، پروفیسر، تذکرہ مصنفین درس نظامی، ۱۹۷۸ء، مکتبہ رحمانیہ لاہور

62 محمد اجمل چشتی فاروقی، پیر، تاج العارفین ، ۱۹۹۱ء، مرکز تعلیمات فریدیہ چشتیاں شریف

63 منظور احسن عباسی، تفصیلی فہرست مخطوطات عربیہ، ۱۹۵۷ء، پنجاب پبلک لائبریری لاہور

64 محمد حسین تسبیحی، ڈاکٹر، نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ ہائے پاکستان جلد اول، ۱۹۷۷ء، مرکز تحقیقات فارسی اسلام آباد

65 عبد النبی کوکب ، قاضی ، فہرست مفصل عربی مخطوطات جلد اول ، ۱۹۷۵ء ، پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور

66 ساجد الرحمٰن علوی ، فہرست مفصل عربی فارسی جلد دوم ، ۱۹۷۶ء ، دیال سنگھ لائبریری لاہور

67 — غلام حسین حافظ / متین ہاشمی ، مولانا ، فہرست مفصل عربی فارسی جلد سوئم ، ۱۹۷۹ء ، دیال سنگھ لائبریری لاہور

68 اردو دائرہ معاف اسلامیہ ، ۱۹۸۶ء ، ب یونیورسٹی لاہور

69 فہرست نمائش نوادرات و مخطوطات جشن ملتان ، ملتان

اردو تراجم

70 امام بخش مہاروی ، خواجہ ، مخزن چشت فارسی ، افتخار احمد چشتی ، پروفیسر ، ۱۹۸۷ء ، چشتیہ اکیڈمی ، فیصل آباد

71 امام بخش مہاروی ، خواجہ ، گلشن ابرار فارسی ، صالح محمد تونسوی ، مولانا ، ۱۹۵۰ء ، صدیقیہ کتب خانہ ملتان

72 رکن الدین ، مولانا ، مقابیس المجالس فارسی ، واحد بخش سیال ، کیپٹن ، ۱۹۷۹ء ، اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور

73 گل محمد احمد پوری ، خواجہ ، تکملہ سیر الاولیاء فارسی ، مسعود حسن شہاب ، ۱۹۷۸ء ، مکتبہ الہام بہاولپور

74 عبد العزیز پرہاروی ، علامہ ، خصال الرضیہ عربی ، محمد برخوردار ملتانی ، مولانا ، ۱۹۹۱ء ، مکتبہ جمال جہانیاں

75 عبد العزیز پرہاروی ، علامہ ، خصال الرضیہ عربی / فارسی ، عبد الرحمٰن ملتانی ، علامہ ، ۱۹۹۱ء ، مکتبہ جمال جہانیاں

76 عبدالعزیز پرہاروی، علامہ، خصال الرضیہ عربی / سرائیکی، محمد اعظم سعیدی ،۱۹۸۳ء، سرائیکی اردو رائٹر گلڈ کراچی

77 عبدالعزیز پرہاروی، علامہ، الناھیۃ عربی، محمد اعظم سعیدی، ۱۹۸۴ء، مدرسہ دعوۃ القرآن کراچی

78 عبدالعزیز پرہاروی، علامہ، الناھیۃ عربی، محمد یوسف لدھیانوی ،۱۴۰۰ھ، العزیز اکیڈمی کوٹ ادو

79 عبدالعزیز پرہاروی، علامہ، الاکسیر عربی، شمس الدین بہاولپوری، ۱۳۰۸ھ ،نولکشور لکھنؤ

80 عبدالعزیز پرہاروی، علامہ، زمرد اخضر عربی، محمد منیر اختر، حکیم، ادارہ طبیب حاذق گجرات

81 عبدالعزیز پرہاروی، علامہ، سر المکتوم عربی، محمد منیر اختر، حکیم، کتب خانہ شان اسلام لاہور

82 معین الدین چشتی اجمیری، خواجہ، انیس الارواح فارسی، اسد نظامی، مولانا ،۱۴۱۲ھ، ادارہ قاضی پبلیکیشنز لاہور

83 محمد عبدالصمد، خواجہ، رقعات مرشدی فارسی، محمد اختر چیمہ، ڈاکٹر، ۱۹۹۱ء، چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد

84 شیخ عبدالقادر جیلانی، غوث اعظم، قصیدہ غوثیہ اردو شرح، عبدالمالک کھوڑوی ،۱۹۹۷ء، نوری کتب خانہ لاہور

85 نجم الدین، حاجی، مناقب المحبوبین فارسی، افتخار احمد چشتی، پروفیسر، ۱۹۸۷ء ،چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد

86 غلام حسن شہید، منشی، انوار جمالیہ فارسی، محمد سلیم جمالی، ۱۹۸۴ء، جمال اکیڈمی ملتان

87 گل فقیر احمد، ملفوظات مہریہ فارسی، فیض احمد، علامہ، ۱۹۷۴ء، گولڑہ شریف راولپنڈی

88 محمد فخر الدین دہلوی، خواجہ، مولانا، فخر الحسن فارسی، افتخار احمد سلیمانی، ۱۹۹۳ء، چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد

89 حضرت خواجہ غلام فرید، فوائد فریدیہ فارسی، غلام جہانیاں شاہجمالی، مکتبہ معین الادب ڈیرہ غازی خان

90 حکیم محمد عمر، قاضی، خلاصۃ الفوائد، فارسی، محمد بشیر اختر الہ آبادی، ۱۹۶۱ء، اللہ آباد ضلع رحیم یار خان

91 علامہ احمد بن علی بونی، شمس المعارف عربی سید یٰسین علی نظامی، ۱۹۹۲ء، شبیر برادر اردو بازار لاہور

92 سید نور الدین حسین، فخر الطالبین فارسی، سید نذر علی درد کاکوروی، ۱۹۶۱ء، سلمان اکیڈمی کراچی

93 غازی الدین خان نظام، مناقب فخریہ فارسی، سید نذر علی کاکوروی، ۱۹۶۱ء، سلمان اکیڈمی کراچی

قلمی مخطوطات /. غیر مطبوعہ مسودات /مقالہ جات

94 شیخ احمد ڈیروی، علامہ، شرح مثنوی شریف ۱۲۳۸ھ، مملوکہ مولوی خدا بخش بھٹہ کوٹ ادو

95 محمد عزیز الرحمٰن بہاولپوری، علامہ، تذکرہ مشاہیر، ۱۹۳۰ء، مخزونہ کتب خانہ سیٹھ عبید الرحمٰن بہاولپور

96 محمد دین کلیم مرحوم، مورخ، تذکرہ مشائخ چشت جلد دوم ۱۹۸۸ء، مخزونہ کتب ذخیرہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

97 محمد حسین بدر چشتی مرحوم، مولانا، تاریخ الاطباء پاک و ہند جلد اول، ۱۹۸۸ء، خانقاہ چشتیہ ڈیرہ نواب صاحب بہاولپور

98 محبوب علی لنگڑیال، ایڈووکیٹ، تذکرہ اولیائے مظفر گڑھ، ۱۹۷۰ء، مملوکہ مؤلف ہذا، مظفر گڑھ

99 ضمیر الحسن چشتی، پروفیسر، تحقیقی مقالہ علامہ عبدالعزیز الفرہاروی، ۱۹۷۳ء، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور

100 خدا بخش بھٹہ، مولوی فہرست مطبوعہ و قلمی تصانیف علامہ پرہاروی، ۱۹۹۲ء، مملوکہ مؤلف ہذا، کوٹ ادو

101 متین کاشمیری، تذکرہ علماء و مشائخ مظفر گڑھ، ۱۹۹۳ء، مملوکہ مؤلف ہذا کوٹ ادو

102 سید شاہجہاں شاہ، رموز عارفانہ، ۱۹۹۵ء، کوٹ ادو

جرائد و رسائل

103 ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، شمارہ جون ۱۹۸۲ء

104 ماہنامہ عرفات لاہور شمارہ جون/جولائی ۱۹۸۶ء

105 ماہنامہ المعارف لاہور شمارہ جون ۱۹۸۳ء

106 ماہنامہ المعارف لاہور شمارہ دسمبر ۱۹۸۳ء

107 ماہنامہ اسرار حکمت لاہور شمارہ اگست ۱۹۶۴ء

108 ماہنامہ محدث لاہور، مارچ ۲۰۰۵ء ماڈل ٹاؤن

اخبارات، روزنامے/ہفت روزے

109 ہفت روزہ الہام بہاولپور، ۷ ستمبر ۱۹۸۴ء

110 ہفت روزہ الہام بہاولپور، ۲۱ فروری ۱۹۷۵ء

111 ہفت روزہ سفینہ خیر کوٹ ادو، ۱۵ جون ۱۹۸۹ء

112 ہفت روزہ سفینہ خیر کوٹ ادو، ۱۰ جولائی ۱۹۸۹ء

113 ہفت روزہ ندائے صحرا کوٹ ادو ۱۵ نومبر ۱۹۹۰ء

114 روزنامہ کوہستان ملتان، ۲۵ دسمبر ۱۹۶۷ء

115 روزنامہ کوہستان ملتان، ۲۵ نومبر ۱۹۷۰ء

116 سہ ماہی اکرام المشائخ ڈیرہ نواب صاحب، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۹۲ء

117 مجلہ فکر پرہاروی کراچی شمارہ اگست ۱۹۹۷ء

☆☆☆☆☆☆☆

ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وصال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک کے

تمام واقعات کا انسائیکلوپیڈیا

خلاصہ سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خزینہ معلومات

محمد عرفان طریقتی قادری

چیف ایڈیٹر ماہنامہ بہار اسلام لاہور

ناشر بہارِ اسلام پبلیکیشنز

گجرپورہ سکیم لاہور-0313-4642506

رسائل رمضان
فضائل رمضان
احیاء المیت
بفضائل اہل البیت
رسائل رجب
فضائل رجب
انوکھی عبادات
منگیتر
بیعت
زبان کی آفتیں
معراج مصطفیٰ
اہمیت آداب شیخ
ناشر بہار اسلام پبلیکیشنز
گجرپورہ سکیم لاہور- 0313-4642506